ओं

भिद्यते हृदयग्रंथि

श्छिद्यन्ते सर्व संशयाः

क्षीयन्ते चास्य कर्माणि तस्मिन् दृष्टे परावरे ॥

پرماتما کی ابہوہو گیان کے ہونیکی اودیا روپی گرنتہیان کہل جاتی ہین۔ اور

تمام شبہات رفع ہوجاتے ہین۔ اور بُری کرم نشٹ ہوجاتے ہین

مرحوم

پنڈت گرودت ودیارتھی کا جیون چرتر

حصہ اول

مرتبہ

بابو لاجپت راے پلیڈر چیف کورٹ مقیم حصار۔ نومبر سنہ ۹۱ع مین بار اول طبع ہوا بلا اجازت

کوئی نہ چہاپے

مطبع گولڈ سبری پریس کیمپ فیروزپور مین

چہپا

اوم

دیباچہ از طرف مصنّف

مین بڑے ادب کے ساتھہ ان اوراق کو ہدیہ ناظرین کرتا ہون - اور اگرچہ مین اسبات سے واقف ہون کہ اس کتاب مین کیا بلحاظ عبارت آرائی و کیا بلحاظ واقعات و ترتیب کتاب بہت سے نقص ہین - اور مین نے کبھی اپنے آپ کو وشواس سے اس کام کے لائق نہین سمجھا - مگر مرحوم کے جو احسانات کہ میری پر ہین اور جو محبت کہ انکو میری ساتھہ تھی اس نے مجھکو مجبور کیا ہے - کہ مین اپنی ایک نہایت ہی صادق اور دھرماتما متر کے جیون کی مختصر سی کہانی اپنے ہموطنونکی آگاہی و عبرت کے لئے طیار کر کے بار شکرگذاری سے سبکدوش ہون - چونکہ میرے سے لائق صاحبان جو میری سے بہتر اس کام کو کر سکتے تھے - اس کام کی طرف (خواہ بسبب عدیم الفرصتی یا بسبب عدم شوق) متوجہ نہین پائے گئے - اس لئے مین نے بخیال خود اس پاک فرض کو پورا کرنے کی دلیری کی ہے - اور اس تمام کام کو محبت کے خیالات کے انجام دیا ہے - مجھکو

کامل بھروسہ ہے۔ کہ پبلک میری اس پہلی تالیف کو ہمدردی و عیب پوشی کی نگاہوں سے دیکھیگی۔ اور اپنی رائے قایم کرنیکے وقت مفصلہ ذیل واقعات کا خیال رکھیگی۔

(۱) یہہ پہلی دفعہ ہے کہ راقم نے کوئی کتاب اسقدر ضخامت کی لکھنے کی کوشش کی ہے

(۲) یہہ کہ ابھی تک ہم لوگون کو اپنے بڑے آدمیون اور مصلحان قوم کے جیون چرتر محفوظ رکھنے کا شوق پیدا نہین ہوا۔ اور اس لئے جیون چرتر کے لئے معقول درجہ کے واقعات ملنے بھی دشوار ہین۔ مجھکو سخت شوک ہے کہ اس بارے مین آریہ سماجیون نے بھی اپنے آپ کو مستثنیات سے ثابت نہین کیا۔ چند صاحبان کے سوائے جنکا ابھی مین شکرگذاری کے ساتھہ ذکر کرونگا۔ پنڈت گورودت ودیارتھی مرحوم کے بیشمار دوستون اور ثناخوانون نے پنڈت صاحب موصوف کی زندگی کے متعلق چند سطور لکھکر بھیجنی بھی گوارا نہین فرمائی۔

(۳) مؤلف بوجہ عدیم الفرصتی خاطر خواہ توجہ اس کام کیطرف نہین کرسکا اور مناسب وقت بھی اسکے لئے دینے کے ناقابل رہا۔

جن صاحبون سے مجھکو مدد کی امید تھی ان سے مدد نہ ملنے کا اگرچہ مجھکو بہت افسوس رہا۔ مگر مین اس موقع کو بغیر ان دوستون کے شکرگذاری ظاہر کرنے

کے ہاتھ سے جانے نہین دینا چاہتا۔ جنہون نے اس کتاب کی ترتیب مین مجھے مدد دی

سب سے اول مین لالہ چیتن آنند بی۔ اے۔ ایل۔ ایل وکیل ملتان کا شکر گذار ہون

جنہون نے بذریعہ خط وکتابت مجھکو پنڈت جی کی اوائل عمر کے حالات بھیجے۔ چنانچہ پہلے

دو فصل ان واقعات سے مرتب کی گئین جو انہون نے بہم پہونچائے ہے۔

ان کے بعد مین لالہ جے چند اور لالہ چرنجیت کا احسانمند ہون۔ جنہون نے اپنے

علم کے مطابق پنڈت جی کے کسیقدر خیالات سے میری مدد کی۔ ان ہر دو کے تحریرات

سے مجھکو اپنے علم کی تصدیق کا بہت فائدہ ہوا۔ ناظرین لفظ تصدیق کا مضحکہ

نہ اڑاوین۔ کیونکہ بھول جانا انسان کی نیچر مین ہے۔ اور کسی بڑے آدمی کی سوانح

عمری کو مرتب کرنیوالے کے لئے ہر ایک قسم کی تصدیق بہت بیش بہا ہوتی ہے۔

پنڈت صاحب کے روزنامچات کے خلاصون کے لئے پنڈت رام بھج دت کا ممنون ہون

اب چند الفاظ اس اردو کی کتاب کے متعلق خصوصًا عرض کرنے کی قابل ہین وہ یہ

ہین کہ انگریزی کتاب کی شایع ہونے سے قبل ہی میری عزیز بہائی لالہ دلپت رائے

دریا ارتہی نے جو پنڈت صاحب کے شاگردون مین سے ہین۔ میری قلمی کتاب کو لیکر قریبًا چھہ

فصلون کا ترجمہ کرلیا تہا۔ یعنی فصلہای نمبر (۱) تا (۳) و کچھہ حصہ فصل (۴) و فصل متعلق

اختیار پیشہ و عادات ہی لوگ - مگر چونکہ انکا ترجمہ کسیقدر ناقص اور بعض بعض جگہہ بے محاورہ تہا -

اِس لیئے مین نے وہ ترجمہ اپنے والد بزرگوار منشی رادہا کشن جی کی خدمت مین پیش کیا تاکہ وہ اسکی عبارت کو با محاورہ و درست بنادین چنانچہ انہون نے بڑی شفقت سے میری اس درخواست کو منظور کر کے اس کی عبارت درست کر دی -

ان کے صحیح کردہ حصص کو مین نے پہر پڑہ لیا ہی اور جہانتک میرا خیال ہی وہ انگریزی کتاب سے مطابق ہین - سوائے ان مقامات کے جہان تبدیلی طرز عبارت کی لیگئی ہے اور باقی کتاب کو مین نے خود ترجمہ کیا کیونکہ دلپت رائے کالج چلے جانے کیوجہ سے پہر اس کام کو نکر سکا - انسٹرودکشن بھی اس کتاب کا میری قلم سے ہی - اس ترجمہ اور تصحیح کے لیئے مین اپنے عزیز بہائی و قبلہ منشی رادہا کشن جی کا از حد مشکور ہون - ناظرین کتاب کو مختلف حصص مین مختلف قسم کی اردو پائین گے - کم سے کم دو قسم کی تو صاف طور پر تمیز ہو سکتی ہی - ایک تو وہ ہی جس مین فارسی کے الفاظ زیادہ کثرت سے استعمال کیئے گئے ہین - اور وہ زیادہ تر میرے والد ماجد کی اردو ہی - دوسری وہ اردو ہی جس مین مین نے بہاشہ کے الفاظ زیادہ تر حسب لیاقت خود استعمال کرنیکی کوشش کی ہے

امید خوہی پڑتی ہی - کہ اردو جلد ایک معقول حد تک اپنی کایا پلٹیگی - اور اسمین فارسی
کے بجاے ہندی بہاشہ کی الفاظ داخل ہو جاوینگے - مجہکو ست دہرم پرچارک کی
اردو بہت پیاری معلوم ہوتی ہی - اور مین کوشش کرتا ہون کہ اسکی نقش قدم پر چلون
لیکن ربط ایسا پڑا ہوا ہی - کہ جب تک زیادہ غور صرف نہ کرون - اس قسم کی اردو
نہین لکہہ سکتا - شاید طبع ثانی مین مین اس اپنی خواہش کو ایک معقول حد تک
پورا کر سکون -

مین نے مناسب سمجہا ہی کہ اردو مین پنڈت صاحب کے جیون چرتر کو انکی تصنیفات
کے تذکرہ سی علیحدہ چہپواؤن - وجہ اسکی یہہ ہی کہ ایک تو اردو مین پوری کتاب
چہپوانے سی اس کتاب کی ضخامت بہت بڑہ جاتی - دوسری یہہ ہی کہ تصنیفات
پنڈت صاحب کا بوجہہ کٹہن عبارت اور نفس مضمون جلدی ترجمہ ہونا
ممکن نہین ہے - مین نے اصلی کتاب کے اس حصہ کا ہی ترجمہ کرنا شروع کر دیا ہی - امید ہے
کہ اس کے شایع ہونے کے چند ماہ بعد وہ بہی ہدیہ ناظرین کرونگا - اصل جیون چرتر پنڈت
صاحب کا وہی حصہ ہی - جس سی انکی فضیلت کا عملی ثبوت ملتا ہی -

اس کتاب مین لفظی ترجمہ مد نظر نہین رکہا گیا ہی - اور کہین کہین سلسلہ عبارت

ہی انگریزی سے مختلف ہی لیکن اگر اس کتاب کو دوسری دفعہ طبع ہونے کا موقع ملا - تو مین اُمید کرتا ہون کہ دوسری طبع مین ناظرین اس کتاب کو اور ہی دلچسپ اور عمدہ لباس مین پاوین گے -

اِس کتاب کے

جلد چھاپنے مین جو محنت و جانفشانی چودھری لبھو سہائے صاحب مالک آریہ گزٹ فیروزپور نے کی ہی - اسکے لئے مین انکا ممنون ہون -

راقم آپکا داس
لاجپت رائے

مورخہ ۱۳ - نومبر ۹۱ء

اوم

انٹروڈکشن

स जायमानः परमे व्योमन्या विरग्नि-
रभवन्मातरिश्वने । अस्य क्रत्वा
समिधानस्य मज्मना प्र द्यावा शो-
-॥- चिः पृथिवी अरोचयत् ॥

مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی زندگی کے کارناموں سے کسی ملک کی تاریخ میں کچھ حصہ لیتے ہیں اور اپنے افعال و کردار سے آئندہ آنیوالی نسلوں کیلئے ہدایت کی مشعل چھوڑ جاتے ہیں۔ اور مبارک ہیں وہ لوگ جو کسی ملک کے بجھتے ہوئے چراغ علم کو روشن کرنے کیلئے سعی و کوشش کرتے ہیں اپنا سر و سر قربان کرنے میں دریغ نہیں کرتے اور مبارک ہیں وہ بندگان خدا جو اپنی عقل و دماغ و فن و کمال سے شرشٹی کو تسخیر کرتے ہیں۔ اور نیز مبارک ہیں وہ انسان جو ایک زمانہ دراز کے گذر جانے کے بعد اپنے آباؤ اجداد کے مدفونہ علم و ہنر کو پھر پرگھٹ کرنے میں اپنی جان تک سے دریغ نہیں کرتے۔

وہ وقت اب دور نہیں ہے جب کہ تمام دنیا متفق اللفظ اور ہم زبان ہو کر ان کی کوششوں کی داد دیگی

جو آریہ سماج کے طرف سے سنسکرت زبان کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے وقوع
مین آئین اور آتی ہین - خلقت کہتی ہے کہ سنسکرت مردہ زبان ہے - اور زندون کو
چھوڑ کر مردون کو جلانے مین کوشش کرنا لاحاصل اور وقت کا رائگان کھونا ہے - زمانہ کہتا ہے کہ یورپ کے
زندہ علمی تحقیقات نے سنسکرت کو بظاہر مردہ دفتر لایعنی ثابت کر دیا - مگر آریہ سماج کا دردوشواش ضرور
سنسکرت کو اگر وہ بالفرض مردہ بھی ہو زندہ کر کے دکھائیگا - کیونکہ یہہ وشواش کسی دنیوی غرض کیلئے
نہین جسمین انکی کوشش سست ہوجاوے اور انکے ہاتھہ پاؤن پھول جائین - بلکہ اس اعتقاد اور خیال
مذہبی سے ہے کہ سنسکرت کو زندہ ہوئے بدون مذہبی شرشٹی کا اور نیز ہندوؤن کی دنیوی حالت کا
اودھار نہین ہوسکتا اور یہ منش ماتر کا اوپکار ہوسکتا ہے - مین دعوی سے کہتا ہون کہ وقت نزدیک آتا جاتا
ہے جب بلاشبہہ اس امر کو تسلیم کیا جاوے گا کہ مہرشی سوامی دیانند سرستی کی تصنیفات سنسکرت کے
زندہ کرنے کے لئے بذات خود اکسیر ہین - سوامی صاحب کی تصنیفات سنسکرت کی نئی زندگی مین اپنا
جواب آپ ہی ہونگی - اور سمان آجاتا ہے کہ کسی شخص کو بھی ہمارے اس دعوی کی صداقت مین کلام نہ
رہیگا - بعض اشخاص کے نگاہون مین میرا یہہ دعوی ایک وہمی خیال سے بڑھکر نہوگا مگر جو شخص دوربین نظر سے افق کی
طرف مصنوعی دوربینون سے نہین بلکہ اپنے اندر کی آنکھون سے بغور مشاہدہ کریگا - اسکو آسمان کے اس
نیلگون رنگ مین ضرور تغیر انوبھو ہونے سے نہین رہیگا -

کسی مذہب ملک کیطرف نظر اٹھا کر دیکھو اسمیں ہندوستان کے قدیم علم ادب وفلسفہ کا چرچا علم وبینش روز بروز زور
پکڑتا ہوا نظر آتا ہے اور آثار نمودار ہیں کہ وہ زمانہ قریب آگیا کہ جب فاضل دنیا ویدک مذہب اور ویدک مسائل
سوشیالوجی (سماجک نیم) کا نعرہ بلند کریگی اور روز بروز فضیلت کی پگڑی کے حصول کیلئے
سنسکرت کی واقفیت ضروری ہوتی چلی جائیگی - چنانچہ اس وقت بھی یورپ کے شاداب اور
پھلے پھولے باغ کے چیدہ گل گذشتہ زمانہ کے کھنڈرات اور مدفون جذبات
اور اس ہند کے شانتی دایک مٹی سے بناہی نیا رنگ پکڑتے جاتے
ہیں اور روز بروز نئی ہی نئی خوشبو ان میں بستی جاتی ہے - کاش
کہ یہہ خوشبو اپنی اصلیت پر پہنچ کر اور باغ کی چاردیواری سے پھوٹکر
تمام عالم کو معطر کرے اور اگرچہ اس وقت یہہ خوشبو بارہ ماسے گلاب
کے پھول کی طرح کی ہے - لیکن جو سنسکرت کے قدیم
ذخیروں اور ہندوستان کے گمنام قدیمی چشموں سے اسیطرح
انکو پانی دیا جاتا رہا - تو ہمکو امید قوی ہے کہ یہہ پھول بہت جلد اپنی
حالت شادابی کو پہنچکر اصلی گلاب کے رنگ و بو حاصل
کرلینگے -

مغربی دنیا باوجود اپنے عجیب و غریب تعجب خیز سائنٹیفک تحقیقاتون

اور دریافتون کی مشرقی دنیا کے گذشتہ زمانہ کیطرف ادب کی

نگاہون سے دیکھنے لگی ہے۔ اور مشرقی ستارہ مغرب کے بظاہر

زیادہ چمکیلے ستارے پر اپنے روشنی کا عکس ڈالتا ہوا دکھائی دیتا ہے

پروفیسر میکس مُلر صاحب تحریر فرماتے ہین۔ "کہ فرانس جرمنی واٹلی

مین (جو اسوقت یورپ کے ممالک مین سب سے زیادہ اعلیٰ ذخیرے علم اور

سائنس کے سمجھے جاتے ہین) اور نیز ڈنمارک وسویڈن و روس مین

بھی ہندوستان کا نام ایک عجیب موہنی منتر کا کام دیتا ہے۔ جرمن زبان مین

نہائت ہی اعلیٰ کتب نظم مین سے ایک کتاب وہ ہے جو نام

براہمنون کی دانائی اُدکرٹ صاحب نے لکھی ہے یہہ کتاب میرے

خیال مین صورت و شکل و نیز خیالات کے لحاظ سے مسٹر گٹی[۱۵] کی کتاب

سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔ ملک جرمنی مین جو شخص کہ سنسکرت پڑھتا ہے

اسکی نسبت یہہ خیال ہوتا ہے کہ وہ قدیم دانائی کے تمام گہری

---

۱۵ ملک جرمنی کے ایک شاعر کا نام ہے ۱۲ + + + + + + + +

اور تاریک رازون سے واقف اور ماہر ہے اور جو ہندوستان ا
کی جاترا یعنے سفر کر جاتا ہے - خواہ اس نے صرف بمبئی یا مدراس
ہی دیکھا ہو - اس کی باتون کو لوگ ایسا کان دیکر سنتے ہین کہ
گویا اسکو مارکو پولو[۱] کا رتبہ حاصل ہوگیا" - اور وہی صاحب اپنی کتاب "سوئم
بہ ہندوستان ہمکو کیا سکھا سکتا ہے" کے صفحہ ۶ پر حسب ذیل تحریر
فرماتے ہین -

"اگر کوئی مجھ سے یہہ پوچھے کہ کونسی آسمان کے تلے انسان نے
نہائت کامل طور پر اپنی بعض نہایت ہی عمدہ خدادا لیاقتون کو درجہ
کمال پر پہونچایا - اور زندگی کے بڑے سے بڑے اہم مسائل پر
نہائت گہرے طور پر غور کیا - اور ان مین سے بعض کو ایسے عمدہ اور
شائستہ طور پر حل کیا - کہ وہ حل اُن لوگون کی بہی توجہ کے قابل ہے
جنہون نے کہ پلیٹو اور کینٹ (نامی یورپین فلاسفرون) کی تصانیف کا
مطالعہ کیا ہے تو مین معاً ہندوستان کیطرف اشارہ کردون گا - اور

[۱] ایک یورپین سیاح کا نام ہے جسنے تیرہوین صدی مین قریباً کل ایشیا کی سیر کی ۱۲ ۱۲

اگر مین خود اپنے دل سے ہی یہہ سوال کرون کہ وہ کونسا علم ادب ہے

جس سے ہم یورپ باسی جنہون نے خالص یونانیون اور اہل روما اور

صرف ایک ہی شیمیٹک نسل یعنے یہودیون کے خیالات مین

نشوونما پائی ہے وہ نسخہ کہان سے پاسکتے ہین۔ جس کی کہ

ہم کو اپنی اندرونی زندگی کے زیادہ مکمل اور زیادہ عالمگیر واقعات

مین درست طور پر ٹھیک انسانی زندگی (یعنے ایسی زندگی جو اس

حیات کے لئے نہو۔ بلکہ ایک بالکل تبدیل شدہ اور ابدی زندگی

وحیات ہو) بنانے کے لئے ضرورت ہے۔ تو بھی مین ہندوستان

ہی کیطرف اشارہ کرونگا؛

ناظرین خطوط وحدانی والے جملہ معترضہ پر ضرور توجہ دین۔

اُسی کتاب مین آگے جاکر مصنف مذکور نام بنام علم کی مختلف شاخون کو

گنا تا ہے۔ اور یہہ بیان کرتا ہے کہ ہر ایک کے لئے ہندوستان

مین کیسا وسیع خزانہ ہے۔ جسکو اخیر مین وہ مفصلہ ذیل دل سوز اپیل

قلمبند کرتا ہے۔

"خیر ان سب باتون کے علاوہ علم ادب و بہاشا کیطرف نظر ڈالیے
جسکو کہ ہم خود ہین یا نہ مانین مگر دراصل وہ اس زندگی مین دیگر ہر ایک چیز سے
زیادہ توجہ کرنے کے لائق ہی - ہان جسکے کہ دراصل وہ لوگ بہی بہت
زیادہ پرواکرتے ہین - جو بظاہر اس سے انکاری ہونے کا دم بہرتے
ہین - ہان اس چیز کو لیجیئے جو ہمارے تمام افعال ہماری خیالات اور ہماری
امیدون کا سہارا اور ہادی ہے - اور جسکا نظارہ ہماری تمام اقوال و افعال
و خیالات و امیدون مین دیکہہ پڑتا ہے اور جسکے بغیر نہ کوئی آبادی ہو سکتی
ہے - اور نہ کسی سلطنت کا وجود موجود اور نہ کوئی رسم و رواج قایم
ہو سکتا ہے - اور نہ کوئی قانون اور نہ برے بہلے کی تمیز ہو سکتی ہے -
اور جس نے زبان سے اتر کر سب سے زیادہ مستقل اور بدیہی طور پر انسان
اور وحشی کے درمیان حد فاصل قایم کی ہے - (یعنے منش اور
وحشی کی تمیز کو قایم کیا ہے) . اور جسکے سہارے یہہ زندگی کاٹنی
ممکن اور قابل برداشت ہی - اور جو شخص زندگی کی نہائیت ہی گہری اور
اکثر اوقات مخفی کہانی ہے اور اسی پر قومی زندگی کی بنیاد ہے -

اور جو تمام تاریخون کی تاریخ ہے۔ اور تمام بھیدون کا خلاصہ ہے
(یعنے بھاشا) اور ہمان مذہب کے طرف غور کرو تو تمکو سچے مذہب
اور اس کی قدرتی نشو و نما اور امت ترقی کے مطالعہ کا بہتر موقع
ہندوستان سے زیادہ کہان مل سکتا ہے۔ یہہ وہی ہندوستان
ہے جو برہمنون کے مذہب کا مسکن تہا۔ جہان بدھ مذہب نے
جنم لیا۔ اور جہان آخر کار زردشتیون کے مذہب نے پناہ لی اور جہان
اب بہی نئے نئے توہمات پیدا ہوتے ہین۔ اور جو آئیندہ زمانہ مین
سب سے زیادہ خالص مذہب کا وہ خیما طفلاک ہونے کی امید
دلاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ مذہب انیسوین صدی کے خس و خاشاک سے
پاک ہوجاوے"۔

ان اخیر الفاظ مین اگرچہ مصنف اپنی عیسائیت کے اظہار سے نہین
رکا۔ مگر تاہم ہم اس کے ساتہہ اس دعا مین شریک ہوتے ہین۔ کہ
ہندوستان اب بہی سب سے خالص مذہب یعنے ویدک دہرم کے
وہ خیما طفلاک ہونے کی امیدین دلاتا ہے۔ بشرطیکہ اس مذہب

مین ہے پرچلیت مختلف مذاہب کے خس و خاشاک جو ہزارہا برس مین
اُن کے اندر مل گئی ہین دُور ہو جاوین - اسی سلسلہ مین آگے ایک
جگہہ حسب ذیل لکھتے ہین -

"ہندوستان مین تم اپنے تئین ایک وسیع زمانہ گذشتہ اور ایک
وسیع زمانہ مستقبل کے مابین دیکھتے ہو - ہندوستان مین تم کو اس قسم
کی موقعی دستیاب ہین - جنکے تم کو پرانی دنیا سے ملنے کی امید
بہت شاذ ہو سکتی تہی - زمانہ موجودہ کے مسایل مشہور مین سے کسی
کو لو - خواہ عام لوگون کی تعلیم کا سوال - خواہ اعلےٰ تعلیم کا سلسلہ -
خواہ پارلیمنٹ کے ذریعہ سے حکومت کا قاعدہ - خواہ مختلف قوانین
کا شکل کو مرتب کرنے کا اصول - خواہ ملک کی مالی حالت کا طریق
اور نقل مکان اور غربا کے متعلق قوانین - غرض ان سب کی
سیکہنے اور سکہانے کے اور تجربہ اور مشاہدہ کے لئے ہندوستان
ایسا تجربہ گاہ ہے جسکے مساوی اور کوئی ملک دکہائی نہین دیتا"
مصنف کی اس بلند پردازی کو مین اوپنشدون کی اس واکیہ

ختم کرتا ہون۔ جسکا مطلب یہہ ہے کہ ہندوستان انسان کو اس
چیز کا گیان بخش سکتا ہے۔ جسکے جاننے سے سب کچہہ جانا جا سکتا ہے
میرے نوجوان دوستون کو اپنی نسل کے وجہ سے شرمندہ ہونے
کا کوئی موقع نہین ہے کیونکہ پروفیسر میکس ملر اسبات پر فخر کرتا ہے
کہ ہندوستان کے آریہ لوگ اسکی نزدیک سے نزدیک جدی
بہائی بند ہین۔
جنہون نے دنیا کے اس عجیب وغریب زبان کو بنایا جسکو سنسکرت کہتے
ہین اور جنہون نے سب سے اعلےٰ اور سچی نیچری مذہب کی تعلیم
دی اور صاف سے صاف تہیالوجی (مذہبی قصّے وکہانیان) اختراع
کین اور باریک سے باریک فلاسفی ایجاد کی اور مفصل سے مفصل قوانین بنائے
ناظرین مندرجہ بالا فقرون مین مین نے آپکے سامنے اُس شخص کی رائے
پیش کی ہے۔ جو خود اس امر کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ ہنوز وہ سنسکرت زبان اور
اسکی علم ادب کا منتہی نہین کہلا سکتا۔ بلکہ جو ابہی تک اپنے تئین ویدک سنسکرت
کا مبتدی ہونا قبول کرتا ہے اور جسکو ابہی تک یہہ شبہہ ہے کہ اس نے اپنشد

کے ارتھہ ہی درست طور پر نہین سمجھے۔

مین اسبات کو دوسری حصّہ مین اپنے ناظرین پر ظاہر کرونگا کہ اکثر موقعون
پر پروفیسر مذکور نے سنسکرت ودیا کے ناپیدا کنار سمندر کے پار
اُترنے کی کوشش مین بڑے بڑے غوطے کہائے ہین۔ اور وُہ اب
تک منجہہ دہار مین پڑا ہے اور اس نے بارہا ویدک اصطلاحات کی
یوگک اور لوکک ارتہون کی ضروری تمیز کو نظر انداز کر دیا ہے
یہہ فقرات تو مین نے اس کتاب سے اخذ کئے ہین جو سنہ ۱۸۸۳ء
مین شایع ہوئی تہی۔ اس کے بعد اب مجہکو پروفیسر مذکور کی ایک اور
نئی کتاب کے دیکہنے کا موقع ملا ہے۔ جو اسی سال کے شروع مین
شایع ہوئی ہے۔ اور جسکو انہون نے ہند کا طبعی مذہب کے نام سے
موسوم کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے میرے دل پر یہہ نتیجہ
ہوگیا ہے کہ پروفیسر مذکور روز بروز سنسکرت لٹریچر کے سمجہنے
مین معتد بہ ترقی کر رہا ہے اور خواہ وہ مانے یا نہ مانے مگر سوامی دیانند
سرستی کی تحریرات نے اُسپر بہت کچہہ اثر کیا ہے۔ چنانچہ اب اسکو ویدک

اصطلاحات کے معنے لگانے مین اکثر اوقات سوامی جی کی روشنی طبع

سے فایدہ اُٹھانا پڑتا ہے۔

پروفیسر مذکور اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸ پر ایک جگہہ ایسا تحریر کرتے ہین۔

کہ "دہرم جو بذاتہ بعض فاضلون کے نزدیک انسانی طبیعت کا ایک لایعنی

اور خلاف فطرت اختراعی ڈہکوسلا معلوم ہوتا تہا۔ اب جب کہ اسکو ویدک

دہرم کی روشنی دوارا دیکہا جاتا ہے تو بالکل ایک فطرتی اور معقول حیثیت مین

نظر پڑتا ہے۔ یہان تک کہ ہم یہہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہین کہ

دہرم کا انکر طبیع انسانی کی نشو ونما مین ایک قدرتی خیال ہے"۔

ناظرین جو دہرم کہ ایسے پوتر مہان کے لائق ہے۔ جیسے کہ فقرہ بالا سے

ظاہر ہے۔ کیون اسکو فخر مذاہب نہ کہا جاوے۔ جس دہرم کی روشن

اگنی نے کہ اس طرح سے بڑے بڑے پدارتھہ ودیا کے موجدون کی

اندرونی ہر دون کو گلا کر موم کر دیا۔ اور دہرم کو منش کا فطرتی خیال

ہونا ظاہراً نستیچ کر ادیا وہ دہرم تمام منش مار کے لئے کیون نہ استیر

سچا دہرم کہا جاوے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۴ پر ایک گونہ یہہ بہی تسلیم کیا گیا ہے - کہ

اندر و ورن و متر و اگنی وغیرہ مختلف نام - اسی ایک سربشکتیمان

پرماتما کی ہین جسکو وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونے کی ویدون نے باربار

شہادت دی ہے "-

اسی کتاب کے صفحہ (۵۰ و ۵۱) پر جہان پروفیسر مذکور ہندوستان کے

قدامت کو دیگر ممالک کے قدامت پر ترجیح دیتے ہین - وہان فرماتے

ہین کہ "انڈین دل و دماغ کبہی اس چہوٹی اور خیالی بقاء نام کا خواہشمند نہین

ہوا جسکے کہ شاہان مصر اور بیبلون اس قدر قدر و منزلت کرتی تہے

اور جسکے حاصل کرنے کے لئے انہون نے بڑی بڑی عالیشان میناک

تعمیر کرائے - اہل ہنود ہمیشہ اس خیال کے پابند رہی کہ ہماری یہہ زندگی

مستعار چند روزہ ہے - اور اس جگت مین ہم مثل پردیسیون کی مسافر

ہین - کبہی انکے دل مین یہہ خیال جاگزین نہین ہوا کہ وہ خشت و چونے سے

اپنی بقاء نام و شہرت کے جویان ہون - جب تک کہ غیر قومون نے

انکے دلون مین یہہ خیال نہ ہونس دیا ہو "-

لیکن اگر آریاورت کے آریہ لوگون نے ہمارے لئی اینٹ پتھر نہین چھوڑے (یعنے عمارات عالیشان) توانہون نے بجاے اُسکی ہماری دل و دماغ کی پرورش کے لئے عمدہ غذا چھوڑی ہے اور ایسے معمّے چھوڑے ہین کہ جنپر ہم اپنی عقل لڑا سکتے ہین اور ہماری لئے سبق چھوڑے ہین جنکو ہم سیکھہ سکتے ہین - اور یہہ غذا و معمّے و سبق ایسے بے نظیر ہین کہ دنیا کے پردہ پر اور کہین سی دستیاب نہین ہو سکتے"۔

ای پیاری ناظرین اگر اس فقرہ کو پڑہکر بہی ہماری غیرت و حمیت کی رگ جوش زن نہو تو سمجھہ لو کہ ہماری خون مین ذرا بہی فطرت انسانی باقی نہین رہی - ہماری اکثر انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان جن کے دلون کی صفائی کو انگریزی علوم کی چکاچوند نے دہندلا کر دیا ہے یہہ شکایت کرتے سُنے جاتے ہین کہ سوامی دیانند سرستی نے لفظونکو کھینچ کھانچکر ان سی معقول معنے اور مطلب نکالنے کی کوشش کی ہے - ورنہ درحقیقت ویدون مین سوائی بچپن کی سی باتون و عناصر پرستی اور رسومات مذہبی کے اور کچھہ نہین ہے اور نیز بعض کا یہہ بہی خیال ہی کہ ویدون مین قربانیون کا ذکر بہت ہے

چنانچہ اسی خیال سے اکثر انگریزی فاضل لفظ یگ کا ترجمہ قربانی ہی
کرتے ہین - اس خیال کی ان غلط فہمیون کے دُور ہونے کا زمانہ بہت
قریب آتا جاتا ہے - اور وہ وقت بہت دُور نہین ہے - کہ ان الفاظ اور ان
خیالات کی جو تعبیر سوامی دیانند سرستی نے کی ہے - اُسکو تمام دنیا صحیح مان لے
ان فقرات سے جو مین پروفیسر مذکور کی نئی کتاب موسوم بہ مذہب طبعی ہند
سے اخذ کرتا ہون بہت تقویّت ہوتی ہے -

اس سے یہہ نہین سمجھہ لینا چاہئے کہ پروفیسر مذکور کے ان خیالات کو مانتا
ہون - بلکہ صرف نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہون - پروفیسر مذکور لکھتے ہین
"کہ جس فعل کو ہم قربانی کے نام سے پکارتے ہین وہ قدیم لوگون کے
نزدیک ایک معمولی کرم ہوتا تھا" پھر دوسری جگھہ لکھتے ہین -
"کہ ہمکو بھول نہین جانا چاہئے - کہ بہت سی قربانیان صرف ضروری کرم تھے - مثلاً
صبح و شام کو آگ جلانا یہہ ایک معمولی اور سادہ کام تھا - جسنے رفتہ رفتہ
عادت ہو جانے سے قانون کی منزلت اختیار کی اور پھر بعد کو اگنی
ہوتر کے نام سے موسوم ہو گیا - اور اعلےٰ رتبہ کا کام سمجھا جانے لگا"-

اسیطرح چاند کے مختلف حالتون کا مشاہدہ اور اسکی نامون وغیرہ کا تعین سن

وماہ وایام کے قایم کرنے کے لئے ضروری تہا - کیونکہ اُسکے تعین و

تقرر کے بنا سوشیل زندگی کا انتظام نہین ہوسکتا تہا - اسیطرح

مختلف موسمون کا تقرر و تعین جنکو چیزنا سے یگ وغیرہ نامون سے موسوم کیا

گیا ہے - یہہ بہی ضروری اور مفید علمی باتین تہین - مگر انہون نے بہی آہستہ

آہستہ یگ کی منزلت حاصل کی - ان سب باتون کی نشان ونہ موجودہ

ہتواروں کے ظاہری صورت مین گہرے مضمون کا بہید بتلاتے ہین -

ہان سمجہنے اور غور کرنے کے لئے علم وعقل کی ضرورت ہے -

پروفیسر مذکور لکہتے ہین - کہ ان تمام افعال مین خواہ وہ ایک منٹ کے

لئے ہون یا ایک دن یا چند دنون کے لئے ہمکو ایک سیدہی سادی

قدرتی غرض معلوم ہوتی ہے - اور ٹھیک ٹھیک مفہوم اور الفاظ ہین وہ قربانیان

نہین ہین - ان سے سوائے اسکے اور کچہہ نہین ثابت ہوتا کہ بعض ضروری

کنبہ داری کے فرائض کو باقاعدہ انجام دینے کے لئے اور نیز

موسمون وغیرہ کے اختلافات کے ضروری نقشے کو نوجوانون

وعام لوگون کے دلون پر ہمیشہ نقش رہنے اور دیاد دہانی کے غرض

سے خاص خاندانون و عام قوم کے لئے مختلف تیوہار قایم کر دئے

گئی تہی - اور زمانہ کے گذرنے سے وہ اصل وسادہ غرض تو مفقود

ہوگئی اور صرف رسمیات ہی رسمیات باقی رہ گئین - ان تمام باتون سے

صاف پرگہٹ ہوتا ہے کہ آریہ لوگون کو دہرم کی سکشا ایسے طور پر ملی

تہی - کہ جسمین انکی تمام سوشیل ضروریات کا بہی علاج ساتہہ ہی ساتہہ تہا یہہ

باتین ہماری اس خیال کی تائید کرتی ہین کہ پورانے آریہ لوگونکا دہرم ایسی دستور نہین

تہا جو دم بہر کے لئے بہی ان سی جدا ہو سکے - انکی ہر فعل و قول مین کوئی نہ کوئی دہارمک

غرض ضرور ہوتی تہی اور وہ ہر ایک کام کو دہارمک منشہ سے کرتے تہی - کیا

اپنی کاروبوہار مین کیا بچپن و جوانی و بڑہاپے مین - کیا عدالتون و کچہریون مین کیا

فوج مین کیا میلون اور مصاحبتون مین - کیا طبابت وغیرہ دیگر فنون و علوم مین

غرض ہر ایک کام مین انکا دہرم انکی ساتہہ رہتا تہا انکو ایسی عادتین بنانیکی سکشا

دی گئی تہی - جس سی انکا دہرم ہر وقت انکی ساتہہ رہا اور دنیوی کام کرتی وقت

بہی دہرم کا خیال دل و نظر سے دور نہ ہو - تا کہ پرماتما ہر وقت یاد رہی -

اس طرح سے وہ لوگ ہمیشہ دھارمک جیون بتیت کرتے تھے - یہہ کیا ہی سندر

دہرم ہے جو منش کو ایسے شانتی دایک تعلیم دیتا ہے اگر تمام منش اسکو

سویکار کرکے اسکے موافق آچرن کرلیں تو واقعی یہہ جنجال سنسار ایک سورگ

نگری ہو جاوے - جسمین سب آتمائین سکھہ اور آنند سے باس کرین -

ہمارے بعض دوست یہہ کہتے سُنّے مین آئے ہین کہ سنسکرت تعلیم پر جسقدر محنت

و وقت درکار ہے اسقدر وہ بہلدایک نہین اور عقلی ترقی کے لئے بہی جسقدر آجکل

یورپین لٹریچر مفید پڑتا ہے سنسکرت علم ادب اس سے بہت کم مفید

ثابت ہوتا ہے

ایسے مہربانون کیجہ متمین علاوہ مندرجہ بالا شہادتون کے چند ایک اور نامی

نامی یورپین مصنفین کی شہادتین پیش کرتا ہون - تاکہ میرے

ہموطنون کا دل بہی انکے مطالعہ سے کچھہ نرم ہو - اور انکو سنسکرت ودیا

کی تحصیل کے لئے زندگیان خرچ کرنا ناگوار نہ گذرین -

شاپن ہاپر صاحب جو صرف ملک جرمنی کی ہی نہین - بلکہ زمانہ حال کے

نامی گرامی فلاسفرون مین گنے جاتے ہین - اپنشدون کی فلاسفی کی

بابت حسب ذیل تحریر کرتے ہین۔

"اسکی ہر ایک فقرے سے گہرے اصول اور بڑے بڑے عالی خیالات پیدا ہوتے ہین تمام مین ایک اعلیٰ درجہ کی مقدس اور سچی روح ویاپک معلوم ہوتی ہے۔ تمام دنیا مین سوائے اصل اوپنشدون کے کوئی کتاب اُنسے زیادہ مفید اور علویت کو پہونچانے والا مطالعہ نہین ہوسکتا۔ جیسا کہ اوپ نکہت* کا مطالعہ ہے۔ یہی اوپ نکہد میری زندگی کے لئے موجب تسکین ہوئے ہین۔ اور یہی میری موت کے بہی تسکین وہ ہونگے"

ڈاکٹر تہیباٹ کی تحقیقات سے یہہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ علم اقلیدس اور علم ہیئت سب سے اول اول ہندوستان مین ایجاد ہوئے اور نیز علم

ویاکرن اور فلاسفی - ودیا -

پروفیسر ویبر صاحب تحریر کرتے ہین کہ فلاسفی اور گرامر کو ہندون کے طبیعت کے جولانی نے درجہ کمال پر پہونچایا۔ تہیو گرس نے (جو ایک مشہور یونانی محقق و حاکم کا نام ہے) مسئلہ تناسخ اور ریاضی کو چہہ سو سال قبل از مسیح انڈیا سے سیکہا۔

*اوپنشد کو انگریز وغیرہ اوپ نکہد کہتے ہین ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

جرمنی کے ڈاکٹر راتہہ صاحب یہہ بحث کرتے ہین کہ ویدک زمانے مین ذات
پات کے کوی تمیز نہ تہی (بیشک جنم پر ذات کا مدار نہ تہا)۔

کپل منی کی فلاسفی کی بابت یورپین فضلا کی یہہ رائے ہے کہ دنیا مین سب سے
پہلے فلاسفی جسکا پتہ تحریر مین ملتا ہی ہی۔ چنانچہ یہہ بات ہی پرگہٹ ہوگئی ہی کہ
جرمن کی تازی سی تازی فلاسفی یعنی شوپن ہاور اور وون ہارٹمن کی
فلاسفی کپل کی فلاسفی کے اُس حصّہ کی نقل ہی۔ جسکا تعلق پدارتہہ ودیا سے ہی
اگرچہ اس تازی فلاسفی مین اتنی خامی ہی کہ اس نے آتما اور آتما کے سروپ کو تسلیم نہین کیا
کزن صاحب لکہتے ہین کہ ہندوستان کی فلاسفی دراصل دنیا کی فلاسفی کی مختصر تاریخ
ہی۔ ایم جیکولسٹ صاحب تحریر فرماتے ہین۔ انڈیا دنیا کا پنگہوڑہ ہی اور ہم سب کی
والدہ مہربان ہی جسنے اپنی اولاد کو مغرب کیطرف روانہ کرتے وقت ہماری اصلیت
کے ہمیشہ ثابت اور قایم رہنے کے لئی ہمکو اپنا قانون اپنا علم اخلاق و اپنا علم ادب
اور اپنا مذہب وراثت مین دیا۔ انکا مقولہ ہی کہ مصری۔ یہودی۔ یونانی
اور اہل روما کے تمام قوانین منو کے دہرم شاستر سے اخذ کئے گئے ہین اور
منو کے مجموعۂ احکام کا جوہر ہمارے یورپ کے تمام قانونی تمدن مین پرگہٹ ہی۔"

صاحب موصوف بڑے زور سے درخواست کرتے ہین کہ جو لوگ ہندوستان کے معاملات مین دلچسپی ظاہر کرتے ہین انکو چاہیٔے کہ ویدون کو اور منوسمرتی کو خوب غور سے مطالعہ کرین کیونکہ ایسی صورتمین انکو یقین ہوسکتا ہے کہ انڈیا تمام انسانی نسل کی مان ہے۔ اور اسی سے ہمنے تمام علوم و فنون و مذہب وغیرہ ورثہ مین پائے ہین۔ صاحب موصوف اسی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ رقم فرماتے ہین۔ "کہ قدیم اہل ہند نے جو تصنیفات کہ تاریخ و علم تصوف و اخلاق و نظم و فلاسفی و مذہب و مختلف فنون طبابت وغیرہ پر چھوڑی ہین۔ اُنہی کے صرف پڑہنے کے لئے چند نسلون کی زندگیان درکار ہین"۔

المختصر اس قسم کی شہادتین آریاورت کی تہذیب و علمی فضیلت کے ثبوت مین آجکل بکثرت دستیاب ہوتی ہین۔ تاریخ ہند مین ایک وہ زمانہ تہا کہ جب تصنیف کالبروک صاحب ویدون کی موجودگی پر شبہات کئے جاتے تہے۔ اور نیز خیال کیا جاتا تہا کہ اگر کہین وید مل ہی جائین تو کوئی شخص خواہ کتنا ہی دودان کیون نہو انکی سمجھنے کے قابل نہوگا۔ جس زمانہ کا یہہ ذکر ہے وہ زمانہ انگریزی گورنمنٹ کا شروع زمانہ تہا۔ جسکو ہنوز صدیان نہین گذرین۔ شکر کا مقام ہے کہ آریاورت نے صرف

ویدون ہی کو قایم نہین رکہا۔ بلکہ اسی اثنا مین اپنی خاک پاک سے
ایک ایسا رشی بہی اوتپن کرکے دکہا دیا جو نہ صرف ویدون کی زبان
اور مضمون کو ہی اچھی طرح سمجہہ سکتا تہا۔ بلکہ جسکو یہہ جرأت ہوئی
کہ اس نے ویدون کو بہاشیہ کرکے مشتہر کردیا۔ مہرشی سوامی
دیانند سرسوتی جی کے وید بہاشیہ کی نسبت لوگ کچہہ ہی رائے دیا
کرین۔ مگر اسکے سخت سے سخت مخالف کی بہی یہہ مجال نہین ہوئی
ہے کہ وہ اسکے فضیلت پر سوال کرنے کی جرأت کرسکے۔
واقعی یہہ بڑی دلیری کا کام تہا۔ کہ باوجود ایسی سخت مخالفت
کے سوامی دیانند نے اپنے یقین کو چھپانا تو نہ کنار ہر ایک در و دیوار
پر بلند کرنے کی کوشش کی۔ لوگ اسکے وید بہاشیہ پر جسقدر
چاہین نکتہ چینی کرین۔ مگر یقین نہین پڑتا کہ کبہی کوئی یہہ کہہ سکے کہ
ویدون کے ترجمہ کا خیال سوامی صاحب کی ذات مین ایک الہام تہا۔
اس چمکتی دمکتی زندگی نے ایک اور شخص کی ہردی مین ویدون
کی جوتی دکہلائی تہی۔ مگر ہائے افسوس کہ وہ روشن ستارہ اس آفتاب

کے نقش قدم چلنے کی کوشش مین ہر ٹوٹ پڑا۔

مفصلہ ذیل صفحات مین مین اپنے ناظرین کے سامنے اس ستارے
کی مختصر زندگی پیش کرتا ہون۔ شاید بعض ناظرین یہہ سوال کرین کہ مفصلہ
بالا مضمون کا اس سوانح عمری سے کیا تعلق ہے اسکی جواب مین گذارش
ہے کہ یہہ سمع خراشی محض اس غرض سے کی گئی ہے کہ میرے ہموطنون
کے دلون مین اس ہمارے فرض کا کچھہ خیال جاگزین ہو۔
جو ان پر اپنے مورثان کیطرف سے واجب ہے۔

یہہ مقولے اس جگہہ پر اسواسطے نقل کئے گئے ہین کہ ہندوستانیون
کو معلوم ہو جائے کہ یہہ کام یعنے سنسکرت زبان کا زندہ کرنا
اگرچہ بہت محنت طلب ہے مگر اس سے بڑے بڑے نتیجون کے
امید ہے اور اسمین بہی کچھہ شک نہین کہ قبل ازین کہ ہم
ان نتیجون پر پہنچین۔ ہمکو بہت سی ظاہری دنیا کی امید
دلانے والی زندگیان وید ودیا کے حصول کے لئے قربان
کرنی ہونگی۔

پنڈت گورو دت ودیارتھی کے جانشینون سے میری یہہ

دست بستہ التماس ہے کہ جب تک بہت سی زندگیان اس

مبارک مشن پر بلدان نہو نگی ۔ بھارت ورش کا اودھار ناممکن

ہے ۔ پس انکو اس بلدان کے لئے ہوشیار رہنا چاہئے ۔

واضح ہو کہ یورپ کے بہت سے روشن ضمیر اشخاص اگر

ہندوستان کے مردہ علم ادب کو زندہ کرنے کے درپئے ہین ۔

تو ہندوستان بھی گاہے ماہے کوئی نہ کوئی آتما ایسی اوتپن کرتا

ہے اور کرتا رہیگا ۔ جو اسی دُھن مین اپنا ہر وس قربان کر دیتا ہے ۔

میری آئیندہ تحریر کے مطالعہ سے ظاہر ہو جائیگا ۔ کہ انڈیا مین سوامی

دیانند سرسوتی کی روح بھی اپنا کام کر رہی ہے اور لوگون کو حب الوطنی

و قومی ہمدردی کے خیالات سے لبریز کر کے اُنکے چند روزہ زندگی

کے پودے کو سنسکرت زبان کے چشمہ آب حیات سے تر و تازہ

ہونے کا خیال دلا رہی ہے ۔

ہان اس مادر مہربان یعنے سنسکرت کو زندہ کرنے کے لئے اگر

بہت سی چمکتی ہوئیں مشعلین بجھہ ہی جاوین تو کچھہ پرواہ کی بات
نہین۔ بشرطیکہ یہہ روشنی سینہ بسینہ منتقل ہوتی چلی جاوے
آیندہ صفحات مین مین ایک ایسے زندگی کی تاریخ ہدیہ ناظرین کرتا ہون
جسنے دنیا کی معمولی لذات مین ایک کی بہی چاشنی نہ چکھی اور
جسنے اپنی تمام جوانی لگاتار محنت مین ایک اعلےٰ نمونہ کے
زندگی بنانے وگیان ومعرفت کا مشکل راستہ حاصل کرنے
اور اپنے ہموطنون کے لئے اسکے حصول کے آسان ذریعے
تلاش کرنے کی غرض مین خرچ کر ڈالے۔ بعض لوگ یہہ
سوال کرین گے بلکہ کرتے ہین۔ چنانچہ انگریزی کتاب کے
شایع ہونے کے بعد مین نے اپنے کانون سے سنا بہی ہے
کہ پنڈت جی نے کونسے ایسے کارہاے نمایان کئے تہے کہ جن
سے انکا جیون چرتر شایع ہونے کے قابل ٹھہرا۔ مین اسکا
یہی جواب دیتا ہون کہ بیشک انہون نے اگرچہ کوئی ایسا کارنامہ
نکیا ہو۔ جو دنیادارون کی نگاہ مین نہ جم سکے۔ لیکن حق کے

متلاشی وگیان کے طالبان کے لئے انکی یہہ سادہ زندگی اور
اسکے واقعات مثل مشعل کے کام دے سکتے ہین - بہر اتری گی
اگر غور سے پڑہوگے تو پنڈت جی کا جیون چرتر ہم تم بہوسے
بھٹکے مسافرون کے لئے اس تاریک رات مین ماہتاب کا کام
دے گا -

پس اگر اس روشنی سے ایک بہولا ہی راستہ پر آجائے
اور دوسرا اگورت ودیا رتھی پیدا ہو جائے تو مصنف اپنی محنتون
کو بہت زیادہ قیمتی سمجہنے کا فخر حاصل کرے گا - فقط

راقم لاجپت رائے

غلطنامہ سوانح عمری پنڈت گورودت جی مہاراج

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
دیباچہ (۱)	۶	ہی	نہین
۳	۳	اوایل	آوایل
۴	۲	ساورہ	محاورہ
۴	۱۱	صاف کی	صاف
۵	۱۰	ہونی	ہونا
۷	۹	کرتی ہین	کرنے مین
۹	۱	مذہب	مہذب
ایضاً	۶	نبا	نیا
ایضاً	۱۴	پاپی	پانی
۱۱	۱۲	فلاسفر	فلاسفرون
۱۴	۵	وقعات	اور واقع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۱	(علم ادب وبہاشا)	اوس پی جینز
ایضاً	۱۳	شنخص	شنخصی
۱۴	۲	(یعنے بہاشا)	×
ایضاً	۸	دوخیما	دوجنما
۱۵	۵	ستقل	مستقبل
۱۶	۹	تہیالوجی	مائی تہیالوجی۔
۱۹	۷	ہجہوٹی	جہوٹی
ایضاً	۸	بیلی لون	بیبی لون
۲۳	۹	متنبہ	فتوحہ یعنے غرض
۲۵	۱۲	تہیوگرین	بائی تہیوگرین۔
۲۷	۱۰	تصنیف	بقول
۱۳	۹	پہیلاتے	پہُلاتے۔
۳۱	۷	مین	سن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳	۵	یہہ امر باقی ہے	
۴۳	۱۳	نیم طلبہ	نیم تعلیم
۶۰	۷	مرمت تب	مرتب
۸۹	۶	اودہ سے	اودہ
۹۲	۶	یہہ خوبی	خوبی
۹۶	۱۲	ایکی	اُنکی
۱۱۰	۱	یہہ تجویز ہوکر اوسپر	یہہ تجویز پیش ہوکر اوسپر جب
ایضاً	۹	دورے	دورائی
۱۱۵	۱۴	سمندکے	سمندر کے
۱۱۹	۱۰	روشنی حرارت	روشنی و حرارت
۱۲۲	۶	طور پر تسلیم کیا ہے	طور پر حل ہوئے ہین اور اُسمین یہہ بھی تسلیم کیا ہے
۱۲۳	۹	بہشتم	بہہم
۱۲۴	۸	تہین	ہین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۵	۱۴	بی موقعہ گفتگو	بے موقعہ
۱۲۶	۶	کا ہونا	ہوتی
۱۳۳	۱۴	جو وہ	وہ
۱۳۹	۱۴	کر دیتے ہین	حاصل کرتے ہین۔
۱۴۰	۱۳	موت	موت کا
۱۴۸	۳	روانتی	اونتی
۱۴۹	۱۰	ہی ہرتی	لیئے پہرتی
۱۶۲	۹	ست آرتہہ	ست ارتہہ
۱۳۸	۳	الو لہو	الونہو
۱۹۵	۳	پوران	پورن
۲۰۲		شوروصب	شوروشغب
۲۰۸		چندسال	چندماہ

ओ३म्

پنڈت گورودت ودیارتھی جی ایم-اے-کا جیون چرتر

(سوانح عمری)

فصل اول

نمیدانم حدیث نامہ چون است ٭ ہمے بینم کہ عنوانش بخون است

[این ماتم سخت است کہ گویند جوانمرد]

بہت سے ذیشان اور عالی رتبہ فاضلون نے جسوقت یہہ واقعہ جانکاہ وحادثہ

ہوش ربا سنا کہ پنڈت گورو دت ایم۔ اے۔ سُرگ دھام کو سدہارے۔ بے تحاشا

بولے کہ اے پنجاب صرف یہی ایک انسان تہا جسکو تو نے ان چالیس سال

کی مدت انگریزی راج مین بنایا تہا۔ مگر افسوس کہ وہ بھی کچھ دنون تجھکو تیری

محنتونکا ثمرہ دینے کے لیئے زندہ نرہا۔ اجل کے بیرحم فرشتہ نے اسکو تیری

محبت بھری گود سے جلد اُٹھا لیا۔ بلاشبہ پنڈت صاحب مرحوم کا وجود فخر

پنجاب تہا۔ بہادر پنجابیون مین سے جنکی بہادری اور وفاداری سے تاریخ کے

صفحات پُر ہین۔ عہد سلطنت انگریزی مین ایک یہی شخص پیدا ہوا تہا۔ جسکی فضیلت

شہرہ آفاق ہونے کی امیدین دلاتی تھی۔ پنڈت جی کا اپنے حیات مستعار

کو (دہرم) مذہب حقیقی پر قربان کرنا ایسا تہا جیسا کہ اس عالیخاندان کے سپوتون

سے کہ جسمین وہ پرگہٹ ہوئے۔ امید کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ جگدیش راجہ

کی اولاد یا نسل مین سے تہے۔ یہہ راجہ شمالی ہندوستان کے قدیم اقوام

کی رواتیون مین پنوار سدانا کے نام سے مشہور ہے۔ روایت ہے کہ راجہ

موصوف نے اپنی جان کو کسی بڑے بہاری کام کے سرانجام مین قربان کیا

تہا۔ جو غالبًا کسی مسلمان حکمران کی ظالمانہ کارروائیون سے اپنے ملک اور

دہرم کی رکشا سے متعلق تہا۔ اس مبارک اور قابل عبرت کام کے باعث وہ

اور انکی اولاد لقب سروانا (سر دینے والا) سے ممتاز ہوئی۔ جو کثرت استعمال سے

سدانا ہوگیا۔ جو ابتک اس خاندان والون کے لیئے بولا جاتا ہے۔ اسوجہ سے

ہم کہہ سکتے ہین کہ پنڈت گورودت کی فطرت مین یہہ وصف یعنے قوم اور ملک

پر قربان ہونا دراثتاً مرکوز تہا یعنے کہ دولت بلند حوصلگی و مضبوط باطنی و عالی

فطرتی پنڈت نے اپنے جد بزرگوار کے خون سے ورثہ مین پائی تہی۔ جو اس

چندروزہ زندگی مین انکے ہر قول و فعل سے عیان و ہویدا تہی۔ پس بوجوہات مذکور

کوئی جائے تعجب نہین۔ اگر پنڈت نے راستی و حقیقت کے پرچار مین کسی

قسم کی سختیون اور تکالیف کی پروا نکی ہو۔ اور ہمیشہ ذاتی آرام و تن

آسانی سے اعراض کرکے ست دہرم کی فتح اور صداقت کی روشنی

کے پہیلانے مین کوشش کی ہو۔ یہہ مبارک روح ہمیشہ اسی دہن مین رہی

کہ پرتہوی پر سچے دہرم کے راجدہانی پہر از سر نو ایکدفعہ استہاپت ہو۔ جیسے

کہ اسکے جد امجد نے اس کام پر جسکو وہ صادق اور دہرم کا رج خیال کرتا

تہا اپنے تئین قربان کر دیا۔ ویسے ہی اسکے ہونہار بچے نے اپنے سر کو

اس کار خیر کے لیے (سماجک کارروائیون مین) جسکو کہ یہہ بالکل صحیح

خیال کرتا تہا فدا کیا۔ اسنے دنیا کو اسبات کا ثبوت دیا کہ وہ اُن شہیدون

کی اولاد سے ہے جنہون نے کہ اپنے دہرم پر اپنی جانون کو قربان کیا

تہا۔ پنڈت جی کی یہہ قربانی اس عالی خاندان کے شایان شان تہی کہ جسمین

پیدا ہونے کا فخر پنڈت صاحب کو قدرتاً حاصل تہا۔ اگر ہم انکے شجرہ نسب

کیطرف نظر اُٹھا کر دیکہین تو معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جی کے آباو جداد

بڑے شریف اور معزز اور اپنے زمانہ کے بارعب آدمیون سے گنے

جاتے تھے۔ انکے پڑدادا مہتہ گردہاری لال نواب بہاولپور کیطرف

سے امیر کابل کے دربار مین بطور وکیل رہا کرتے تہے۔ نیرنگئی زمانہ

نے راجہ جگدیش کی اولاد کو ایک مسلمان حکمران کی ملازمت پر مجبور

کیا۔ مہتہ گردہاری لال کی اولاد سے مشہور و معروف دیوان ساونمل

والئے ملتان بڑی عزت و توقیر سے پیش آیا کرتے تہے اور انکو اپنے

دوستون مین گنا کرتے۔ اور جب کوئی متنفس اس خاندان کا کبہی ملتان

کو جاتا تہا۔ تو دیوانصاحب اپنے ملازمون کو اسکے استقبال کو بہیجا کرتے تہے

پنڈت جی کے والد لالہ رام کشن جی فارسی زبان و علم ادب کے ماہر

تھے اور وہ اُن اُستادون مین سے تھے کہ جنہون نے صوبہ پنجاب کے

سررشتہ تعلیم کو ابتدائی زمانہ مین رونق دی۔ لالہ رام کشن جی کا قد میانہ اور پیشانی

فراخ اور کُشادہ تھی۔ اور ایک مضبوط اور گٹھا ہوا جسم رکھتے تھے۔ اور

زیور علم و لیاقت اور رسائی فہم و ذکا سے آراستہ تھے۔ پنڈت صاحب

ہوبہو اپنے باپ کا فوٹو تھے۔

پنڈت جی کی ماتا اُن ہندوستانی ماؤنکا ایک نمونہ ہے جو تھوڑی

سی آمدنی مین اپنے کُنبے کو فارغبالی سے پرورش کرنا جانتی ہین۔ وہ صاحب

عصمت اور لائق منتظم عورت ہے۔ پنڈت جی کے پتا کی تنخواہ اخیر وقت

پر جبکہ وہ سررشتہ تعلیم سے علیحدہ ہوئے ساٹھ ماہوار تھی۔ مگر اسقدر قلیل آمدنی

سے انکی ماتا اپنے بچون کی خور و پوش کا امیرانہ انتظام رکھتی تھین۔ وہ کتابی

تعلیم سے محض بے بہرہ ہین جیسے کہ ہندو خاندانون مین عموماً مستورات

مبتلا ہین وہ اپنے بچونپر معمول سے زیادہ مہربان اور شفیق ہین۔ مگر

پنڈت صاحب سے خصوصاً انکو دلی لگاؤ بہت زیادہ تھا۔ انکی طبیعت مین

برخلاف عام عورات کے استقلال کا وصف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ میرے ایک

دوست جسکو پنڈت جی سے بہت اُنس تہا اور جو انکے خاندان سے گہر اتعارف

رکھتے ہین لکھتے ہین کہ پنڈت جی کی والدہ اگرچہ ایک عورت ہین۔ لیکن وہ

مصیبت کو مردانگی سے برداشت کرنا جانتے ہین۔ مرحوم پنڈت اپنے پتا

کی بہت عزت کیا کرتے تھے اور وہ ایسے ہی لایق تہے انکو جو خداداد ذہن

اور حافظہ ملا تھا اسکا ظہور پنڈت کی ذات ستودہ صفات مین پورا پورا تہا

یعنے پنڈت کی ذات مین اُس قدرتی ملکہ نے خوب ہی نشوونما پایا تہا۔

لالہ رام کشن نے اپنی موت سے ایک سال قبل اپنے لایق بیٹے کی

پرارتہنا سے سارسنسکرت پڑہنا شروع کیا اور ۶ ماہ کے عرصہ مین ایسی عمدہ ترقی

دکہلائی کہ سنسکرت زبان مین ایک چٹھی اپنے بیٹے کو لکہی جو قریبًا درست اور

صحیح تھی۔ کم گو اور تنہائی پسند تہے اسلیئے اُنکے دوست اور ہمعصر اہلکاران کو

خشکی کہا کرتے تھے۔ علم تصوف کیطرف میلان طبیعت بہت تہا۔ جسکو پنڈت

جی نے اپنی زندگی مین کمال پر پہونچانے کی کوشش کی۔ لالہ رام کشن ۲۲ سنہ ۱۸

کو پیدا ہوئے تھے۔ اور پنڈت گورودت ۲۶ اپریل سنہ ۱۸۶۴ء مطابق ۱۶ اساڑہ

سمت ۱۹۲۱ کو عدم سے وجود مین آئے ۔ وہ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے

تھے ۔ اسوقت اُنکی ماتا کی عمر ۲۹ سال کی اور اُنکے پتا ۴۲ سال کے سن

مین تھے ۔ پنڈت جی سب بچون مین چھوٹے تھے اور ضرب المثل کہ سب سے

چھوٹا سب سے تیز ہوتا ہے اُنپر صادق آتی ہے ۔ پنڈت بقول ایک امریکن

فلاسفر کے کہ جسکی عزت وہ اپنی عمر کے اخیری حصہ مین بہت ہی زیادہ کیا کرتے

تھے بلحاظ وقت پیدایش بڑے خوش نصیب تھے ۔ امریکن فلاسفر مذکور کہتا ہے

کہ وہ شخص بڑا خوش نصیب گننا چاہیے ۔ کہ جو اپنی ماتا کی تیس اور پینتالیس برس

کی عمر کے درمیان اور پتا کی ۳۵ اور پچاس کے درمیان پیدا ہو اور کا قول

ہے کہ جسمانی اور روحانی قوتین اُنہین بچون مین اچھی ہوتی ہین کہ جو اپنے والدین

کی ترقی یافتہ قوا کے زمانہ مین پیدا ہوئے ہون ۔ وہ اپنے اس قول کے ثبوت

مین بہت سے آدمیون کے نام لیتا ہے ۔ مجھکو اس بات کی خوشی ہے

کہ یہہ سوانحعمری بھی اس قاعدہ کے ثبوت مین ایک تمثیل ہوگی ۔ جسپر آجکل

ہندوستان کے والدین کو اپنے بچہ کی شادی کرتے وقت توجہہ ہونی

چاہیئے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جی کے والد یوگ ودیا کی مہا تمکیون مین

یقین رکہتے تہے۔ وہ اپنی عمر کے زمانہ مین اولاد نرینہ کے نہونے سے نہایت

رنجیدہ اور مایوس ہوکر اس خواہش کو اپنے روحانی باپ یعنی گورو کے پاس

لے گئے۔ اس خدارسیدہ شخص نے فرمایا کہ بیٹا خدا کی بخششون سے انسان

کو کبھی نا امید او رمایوس نہونا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ پرمیشر سرب شکتیمان تم پر

دیا کرے۔ جب پنڈت گوروودت پیدا ہوئے تو خیال کیا گیا کہ انکی پیدایش

گوروصاحب کے انفاس متبرک کا نتیجہ ہے۔ مجہے امید ہے کہ ناظرین مجہکو

معاف کرینگے کہ مینے اس مذہبی وہم کو بیان کیا۔ میرا فرض تھا کہ مین

ہر ایک ایسے واقعہ کو جس سے انکی پیدایش کا تعلق بیان کیا جاتا ہے ذکر

کرون۔ اگرچہ وہ کسی کے خیال مین درست یا نادرست ہو۔

جنم راسی نام پنڈت مرحوم کا مُولا رکھا گیا۔ چنانچہ پتری مین انکا یہی نام

مرقوم تہا۔ اس نام کے آخر سے اگر الف کو دور کیا جاوے تو مول رہجاتا ہے

جسکے معنے اصل زر کے ہین۔ مناسب وقت پر جب وہ چہوٹا بچہ اپنے

باپ کے روحانی گورو کے حضور پیش کیا گیا۔ (تو اسنے خوش ہوکر اسکو بیراگی

کہکر پکارنا شروع کیا) ہر ایک ہندو خاندان کا ایک گرو ہوتا ہے۔ جو بعض اوقات

پروہت کہلاتا ہے۔ ان پروہتون کا دم سابق زمانہ مین اپنی فضیلت اور
علمیت کے باعث اپنے ججمانون کے لیئے مغتنمات سے سمجھا جاتا تھا۔
لیکن افسوس کہ موجودہ زمانہ مین وہ گرو اور پروہت دکھائی بھی نہین دیتے۔
ہر ایک جاہل مطلق وبھیکھ منگا یا ٹکڑ گدا اپنے تئین گرو ہونے کے لائق خیال
کرتا ہے۔ جنمین سے اگر کوئی کچھ قدرے لکھنا پڑھنا بھی جانتا ہے۔ تو صرف
اسقدر کہ جس سے طوطے کیطرح چند منتر و اشلوک جو اہکو معمولی رسمیات پر
پڑھنے پڑتے ہین۔ دوہرا دے۔ غالباً پنڈت جی کے پتا کا گرو ان عام
پروہتون مین سے نہین تھا۔ بلکہ بہت لیق اور مستثنی شخص تھا۔ ورنہ
ممکن نہ تھا کہ وہ اس چند ماہ کے بچہ کے اس میلان طبیعت کو معاً پہچان جاتا
بیراگی ان لوگونکو کہا جاتا ہے کہ جو تمام خواہشات نفسانی اور جذبات انسانی
کو چھوڑ کر آتما اور پرم آتما کے دھیان مین مصروف رہتے ہین۔ جنکو کہ مجذوب
بھی کہا جاتا ہے۔ یعنے عاشقان الٰہی۔ یہ بدنام کنندہ نکونامی چند
یعنے بیراگیان زمانہ حال کہ جنپر یہہ مقولہ درست آتا ہے کہ "برعکس نہند
نام زنگی کافور"۔ ہرگز ہرگز اس پوتر نام کے مصداق نہین ہین۔ افسوس کہ

یہ لوگ ہندوستان کے تنزل و بربادی کا ایک رقت انگیز نمونہ ہین۔

چند ماہ کے بچہ کو بیراگی کا خطاب دینا ظاہر کرتا ہے کہ یا تو وہ شخص راز دان

تھا۔ یا یہ امر اتفاقی تھا کہ اُنہون نے اسکو بیراگی کا نام دیا۔ عام لوگ اس بات

کو کب پسند کر سکتے ہین کہ انکے بچے اس نام سے پکارے جاہین کہ جسمین

تارک الدنیا ہونا ایک لازمی امر ہو۔ مگر پنڈت جی کے والدین نے اپنے

پیارے اکلوتے بیٹے کو اس نام سے پکارے جانے مین کوئی اعتراض

نہین کیا۔ وہ اسوقت ہرگز نہ جانتے تھے کہ یہ لڑکا حقیقی بیراگی بننے کو

پیدا ہوا ہے۔ مگر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ جنم سے ہی بیراگی

پیدا ہوا تھا۔ جب پنڈت گورودت ۱۲ برس کی عمر مین تھے۔ تو اپنے والدین

کے ہمراہ ہردوار گئے۔ جہانکہ ایک گوسوامی رادھی لال نے انکا نام

بدل کر گورانداتا بجائے بیراگی کے کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ شروع پیدایش

سے ہی انکا نام گورانداتا چاہیئے تھا۔ کیونکہ وہ اپنے باپ کے گرو کی

دعا سے پیدا ہوئے تھے۔ اسلیئے ظاہر ہے کہ وہ گرو نفسانیت سے

پاک تھا۔ جسنے اول وقت سے انکو یہ نام دینے مین اپنی نفسانیت

خیال کی۔ مگر اتفاق سے بعد کو ایک دوسرے شخص نے انکو بھی نام دیا۔
معلوم ہوتا ہے کہ اس قصہ کو انکے والد نے گوسوامی سے دوہرایا۔ جسپر
اسنے انکو یہ نام دیا۔ جو بعد مین انکی زندگی تک گورانند تا بحذف الف گوردت
کے تلفظ سے قایم رہا۔

فصل دوم

پنڈت کی ابتدائی تعلیم۔

تعلیم سے انسان انسانیت حاصل کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے
کہ جکی صداقت پر کوئی شخص شبہ نہین کر سکتا۔ اور عمدہ و مفید طریقہ بھی
ایک ایسی ہی ضروری چیز ہے جکے لیئے انسان بہ نسبت اور اشیاء کی زیادہ تر
محتاج ہے۔ کیونکہ طریقہ تعلیم اگر پسندیدہ اور تجربہ شدہ ہوگا تو بچہ تعلیم و تعلم
سے مستفید ہو کر ترقی روحانی کے آثار بہت جلد نمایان طور پر ظاہر کر سکیگا
اور اسکی طبیعت کی قدرتی جولانی اور نیچرل خاصیت روز بروز ترقی کے

درجہ پر بڑہتی جائیگی - ہر قوم و ملک مین عمدہ طریقہ تعلیم خصوص ابتدائی تعلیم
کا ہونا اس قوم کی ترقی کی پہلی منزل ہے - کیونکہ قومی ترقی کی بنیاد
شخصی ترقی پر منحصر ہے - اور کسی قوم کا اچہا یا برا یا مہذب وغیر مہذب
و تعلیم یافتہ یا آسودہ و مفلس ہونا سب باتون کی جڑ شخصی ترقی پر ہے - قوم
کیا ہے - ایک خاص ملک یا ذات کے افراد انسانون کا مجموعہ ہے - پس
اگر افراد مین سے ہر فرد لایق اور مہذب تعلیم یافتہ ہوگا - تو بیشک اسکا مجموعہ
بہی ایک مہذب قوم یا لایق قوم کہلانے کا مستحق ہوگا - ان لوگون کو جو دنیا
مین اولاد پیدا ہونے کی خواہش مند یا صاحب اولاد کہلانے کے مستحق
ہین معلوم ہونا چاہیئے اور اچہی طرح سے سمجھہ لینا چاہیئے کہ وہ سوسایٹی کو
اسقدر فایدہ یا نقصان پہونچاتے ہین جسقدر کہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم و
تہذیب مین جو کچہہ عرصہ مین اپنی سوسایٹی کے ممبر کہلانے کے مستحق
ہو جائینگے - جستی وسعی یا کوتاہی دستی وکہلاتے ہین - بدینوجہ وہ والدین
جو اپنی اولاد کو باوجود صاحب استطاعت ہونے کے بقدر وسعت خود
تعلیم نہین کرتے وہ ایک قومی جرم کے مجرم و گناہ کبیرہ کے مرتکب ہین اور

اور ایسے افراد انسانی خصوص اپنی سوسایٹی کے بڑے دشمنون کے فردین
لکھے جانے کے لایق ہین۔ ہمارے بیراگی یعنے ہیرو کا باپ چونکہ ایک
لایق اور تعلیم یافتہ شخص تھا۔ اسلیئے وہ اُن فرایض سے جو اولاد کو والدینون
پر ہین۔ خوب ماہر و واقف تہا۔ اور نیز وہ خوب واقف تھے کہ تعلیم ہمیشہ
گہر سے شروع ہوتی ہے۔ اس مقولہ پر پنڈت جی کے پتا نے عمل کر کے
گہر پر ہی لڑکپن ہین جبکہ وہ پانچوین سال ین تھے۔ ا و ب وغیرہ حروف
تہجی اونکو بخوبی سکہلا وئے تھے۔ بچون کو مارنے پیٹنے کے بہت سخت
مخالف تھے۔ ہان تحریص و ترغیب کے لیئے کھانے پینے کی اشیا
وغیرہ بطور انعام دیکر وہ انکی طبیعت کو تعلیم کیطرف پہیلاتے رہتے تہے
اور انکی آزادی ین کبہی کسی قسم کی روک ٹوک نکرتے تھے۔ کیونکہ
اس قسم کی روک ٹوک سے طبیعت کا قدرتی اوبھار دب جاتا ہے۔
اور حساب کی تعلیم پُرانے ہندوستانی قاعدہ کے موافق دی گئی تھی۔
چنانچہ پنڈت جی لاکھون کی رقمون کو زبانی ہی ضرب و تقسیم دیدیا کرتے تھے

۱؎ اس قسم کی باتین پنڈت جی سے مترجم نے جو انکے نیازمندون سے ہے۔ خود سنی ہین۔ خیاؔبہ

وہ سلیٹ پنسل یا کاغذ قلم دوات کے محتاج نہ تھے۔ یہ طریقہ تعلیم انکی خداداد

ذہانت مین بہت کچھ معین و مددگار رہوا۔

چونکہ پنڈت جی کے پتا کو انکی تعلیم کا بہت خیال تہا۔ اسیلیئے انہون نے

پرائمری سکول کی جماعتون کی تعلیم کے لیئے انکو مدرسہ مین داخل نہین کیا

کیونکہ مدارس مین پرائمری جماعتون کے استاد کم لیاقت ہوتے ہین۔ اور کم

لیاقت والے استادون کی تعلیم سے اکثر بچون کا تلفظ وغیرہ خراب ہو جاتا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳ وہ فرماتے ہے کہ اولاً میری پتا نے مجہکو انگلیون پر گننا سکہایا۔ پہر جب

قدم آگے بڑہا تو انگلیون کی مدد لینے سے منع کر دیا محض زبانی جمع خرچ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ تمام

قاعدی حساب کے جذر جذر الکعب وغیرہ تک زبانی ہی کر لیا کرتے تہے حتیٰ کہ الجبرا کی سوالات و مساوات

کو بھی زبانی حل کرنا سیکھ لیا۔ اور اقلیدس و علم مثلث کو تو وہ ہمیشہ ہی زبانی حل کرتے تہے چنانچہ

سنہ ۱۸۸۰ء و ۱۸۸۱ء کی انٹرنس کلاس ویدک کالج کے طلباء جانتے ہین کہ وہ زبانی حل کر کے انکو بتایا

کرتے تہے اور نیز فرمایا کرتے تہے۔ کہ مینے انٹرنس کلاس تک کبھی سلیٹ نہین خریدی۔ اور

سوائے امتحان کے موقعون کے کبھی لکہکر حل نہین کیا۔ ہان جو کبھی کوئی طول طویل اور

وقت کرنے والا سوال آن پڑتا تو اسکو لکھہ لیا کرتا تھا۔

جو تمام عمر انکو نقصان دیتا اور دقتون مین پہنساتا ہے۔ اس غرض کے لئے انہون
نے ضعیفی کی عمر مین خود انگریزی پڑہنی شروع کی اور ڈو پیک جو اسوقت
پرایمری سکولون مین درسیہ کتاب تھی خود پڑہی اور پہر پنڈت جی کو پڑہائی۔
اسطرح پر آٹھ سال کی عمر مین انکو جہنگ سکول مین جہان وہ خود ملازم تھے
مدرسہ مین داخل کیا گیا۔ چونکہ فارسی و اردو کی اچھی لیاقت پیدا کر چکے تھے
مدرسہ مین داخل ہوکر بہت جلد ترقی کے آثار دکھلائے اور تہوڑے دنون
مین مثنوی مولانا روم و دیوان حافظ وغیرہ کُتب فارسی کو پڑہ لیا۔ اور
اکثر اشعار انکو ان کتابون کے ازبر تھے۔ چند سال جہنگ مین رہے
اور مڈل کا امتحان اُسی مدرسہ سے پاس کیا۔ اور ملتان ہائی سکول مین
داخل ہوئے۔ ملتان مین انکی خدا داد قوتون کا اظہار شروع ہوا۔
کہتے ہین کہ وہ اردو کے فقرون کو بغیر کسی قسم کی تیاری اور فکر کے
فارسی اشعار مین تبدیل کرتے جایا کرتے تھے۔ اور یوٹ یوکلڈ مین جبر
نتایج اول مقالہ کے دئے ہین۔ انکو ایک دن مین حل کیا۔ علے ہذا اسطرح
کی لیاقت سے وہ اپنی جماعت مین معمولی طالبعلمون سے بڑہ کر لیاقت

وذہانت دکہلاتے تہے جس سے انکے ہم سبق طلبا اور اُستادون کو حیرانی ہوتی تہی

انکے والد بزرگوار انکے کہان پان وغیرہ کی بہت احتیاط رکہا کرتے

تھے۔ دودہ و پیڑے عموماً پنڈت جی کے من پسند غذا تھی۔ اور گوشت

سے انکو بچپن سے نفرت تھی۔ انکے والد نے ایک دفعہ ان کو گوشت[لہ]

کھانے کے لیئے بہت ترغیب دی۔ مگر پنڈت جی نے باادب تمام

گذارش کی کہ جب تک کسی معقول دلیل یا برہان سے یہہ ثابت نہو کہ

اسکا کہانا علاوہ پاپ نہونے کے انسان کے لیئے مفید ہی ہے تب

تک آپ مجہکو اس سے معذور رکہین۔ اسپر انکے والد خاموش رہے

جب تک وہ اپنے پتا کی زیر نگرانی رہے۔ تب تک انکو کسی

بُری صحبت سے پالا نہین پڑا۔ اُنہون نے ہمیشہ یہہ احتیاط رکھی کہ یہہ

لہ مترجم سے پنڈت جی نے فرمایا کہ مڈل کی امتحان سے پہلے مین گوشت کہانے پر رضامند ہونے کو تیار ہو گیا تہا۔ مگر اتفاق سے انہین دنون مجہے ایک کتاب (سولہ دلایل برخلاف گوشت) کے مطالعہ کا اتفاق ہوا اس کتاب نے میری دل پر نقش کالحجر کر دیا کہ گوشت کہانا عقلاً و نقلاً بُرا ہے اور اس سے کوئی فایدہ جسمانی نہین بلکہ نقصان دائمی ہے، دہنباد پرماتما کا کہ اُسنے مجہے اس بلا سے محفوظ رکہا ۱۲: ۱۲ ۱۲ ۱۳

گنوار اور بدچلن ہم عمرون سے دور ہین۔ ان دونو باتون کی احتیاط نے ان کو
بہت فایدہ دیا۔ یعنے انکو ہمیشہ طاقت پیدا کرنے والی غذا کا استعمال اور
ورزش کا شوق رہا۔ اور بیہودہ گفتار و کردار و بد صحبت سے بچے رہے۔
انکے پتا کی نسبت اگر ہمکو اور حالات معلوم ہوتے۔ تو بیشک ہم جان
سٹوارٹ مل صاحب کے فاضل باپ سے انکا مقابلہ کرسکتے۔ جو ایک
مشہور اور نامی فاضل فلاسفر گنا جاتا ہے۔ اگر سب لوگ اپنے بیٹیون کی
تعلیم و تربیت مین ایسی ہی نگرانی اور کوشش کرین۔ تو ناممکن نہین کہ بہت سے
جان سٹورٹ مل و گرودت اس دنیا مین پیدا ہو جاءین
ابتدائی عمر مین ایک کتاب آئینہ مذہب ہنود پنڈت جی کے ہاتھ لگ گئی۔
جسکو پنڈت جی نے بڑے شوق اور توجہ سے مطالعہ کیا۔ اور اس پستک
سے انحد شبد کے ورد کا طریق سیکھکر جاپ شروع کیا۔ بعدہ کچھ مدت
کی مشق کے پیچھے پرانا یام کرتے ہوئے پائے گئے۔ پرانا یام مین سانس
کو روک کر توجہ دل کو سرب شکتیمان پرماتما کیطرف لگاتے ہین۔ اور
رفتہ رفتہ اسمین محو و مگن ہو جاتے ہین۔ پرانا یام یوگ کے آٹھ سادھنون

مین سے ایک سادہن ہے۔ اور ہر ایک آریہ کا فرض ہے کہ وہ کم از کم دن

بہر مین تین دفعہ پرانا یام کرے۔

ظاہر ہے کہ پنڈت جی نے مثنوی مولانا روم وغیرہ کتب ت

کو مطالعہ کیا۔ تو کچھہ عجب نہین کہ ان کو یوگ کا شوق پیدا ہوا ہو۔ ا

نے یہہ عادت اختیار کی ہو۔ بلکہ اسکے برخلاف ہونا ایک بات تعجب انگیز

تھی۔ امتحان مڈل دینے سے پہلے یہہ مشہور ہوگیا تھا کہ وہ پرانا یام کرتے

ہین۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ اپنے ناک کو انگلی سے دبائے اور

آنکھ بند کیئے پرانا یام مین مصروف تھے۔ کہ انکی والدہ صاحبہ وہان آ

نکلی۔ اور بیٹے کو اس حال مین دیکھکر سخت نارض ہوئی۔ اور برا بھلا کہنے

لگین۔ پنڈت جی نے عرض کی کہ اے مادر مہربان آسمان کیطرف دیکھو

وہان جو ستارے و سیارے چمک رہے ہین اور جنکے وجود سے

آسمان جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ انکا بنانے والا کوئی ضرور ہے۔

مین بھی اسی تک پہونچنے کا راستہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہون۔ اور غالباً

آپ لوگ بھی ہمیشہ ایسے کامونکیطرف توجہ کیا کرتے ہو۔ پس یہ کوئی خفا ہونے کی بات نہین۔ ان دنون مین بارہا لوگون نے انکو آسمان کیطرف بغور دیکھتے ہوئے پایا۔

جسکو کہ ایک بڑے مذہبی آدمی کی عمر کا دیباچہ کہنا چاہیئے۔ مگر چونکہ پنڈت جی انگریزی علوم کی تحصیل مین مشغول تھے۔ اسلیئے اسکے اثر سے بھی محفوظ نہین رہ سکتے تھے۔ چنانچہ اسکا اثر بھی نمایان ہونے لگا یعنے مثل عام طالبعلمون کے وہ سائنس پڑھکر وجود واجب مین شک لانے لگے۔ اتفاق سے انہین دنون انکو لودیانہ کے مشہور فلاسفر آزاد منش منشی کہنیا لعل الکھدہاری کی تصنیفات وتالیفات کے مطالعہ سے مستفید ہونیکا موقعہ بھی ہاتھ لگا۔ جس سے وہ دن بدن ناستک پنہ کیطرف زیادہ جھکتے چلے گئے۔

اس زمانہ مین جبکہ وہ بہت سی مبارک روحین اس نامبارک ناستک خیالات کے پنجہ مین گرفتار ہوتی جاتی تہین۔ اور یورپین خیالات کے بہاؤ مین بہکر مذہبی بندشون مین گہن آگیا تہا۔ اور انگریزی خوان بلکہ کل مدارس

سرکاری کے طلبا گمراہی کے گھرے سمندر کیطرف دھکے جارہے تھے

اور ہندو طلبا اپنے موجودہ مذہب کی لغو اور لچر ہونے اور پراچین سناتن

دہرم کی عدم پرچار کیوجہ سے ہر ایک مخالف مذہبی آدمی سے ٹھوکر

کہا رہے تہے۔ بلکہ بعض بعض مسلمان اور عیسائی پیغمبرون سے ٹکٹکی لگ

ملتجی ہوتے ہوئے دکھائی پڑتے تھے۔ اور ہندو سوسائیٹی کے اکثر

مسجدون اور گرجاؤن کی ممبری مین چلے جارہے تھے۔ ہندوستان

کے جنوب مشرق سے ایک بھڑکتا ہوا شعلہ نمودار ہوا۔ کہ جسکا نام آریہ سماج

ہے۔ اس مبارک اگنی نے تمام مخالف مذہب کے اختراعی اصولون کو جھونک دیا

از سر نو پہر اصلی آریہ سناتن دہرم نیچرل اصولون کو جو جہالت کی تاریکی

مین نظر سے پوشیدہ ہوگئے تہے روشن کیا۔ اور ہندوستان کے نوعمر

بچون کو مذہبی گہن سے بچایا۔ ایک غیر ملک کا مورخ لکھتا ہے کہ جو آگ

ہندوستان مین خدا کے پیارے فرزند کے سینہ بے کینہ سے پیدا ہوئی

اور رفتہ رفتہ ایسی بھڑکی اور روشن ہوئی۔ کہ اسکے شعلون کی بھڑک اور

اسکی روشنی کی چمک چاردانگ عالم مین پھیلگئی۔ اور اسنے جہالت کی

تاریکیون کو اُٹھا کر راہ رہت کا رستہ دکھایا۔ اس بندہ خدا کے اُپدیشون نے پنجاب کے چارون کونون کو اپنے قدرتی زور سے ہلا دیا۔ نوجوان پنڈت گورودت نے بھی انکے اصولون کو سُنا اور انپر مباحثہ شروع کیا

پنڈت جی ایسی مذبذب حالت کے دنون مین جھنگ سے آکر ملتان ہی کے سکول مین داخل ہوئے۔ ملتان مین علاوہ اور معمولی تعلیم کے انہون نے علم طبعی کے ابتدائی رسالون کو بھی پڑھا جس سے وہ اخیر مین ایک کامل استاد ہو گئے تھے۔ سکول کا ہیڈ ماسٹر بابو منموہن سرکار اُنسے بہت محبت کرتا تھا۔ اور مختلف کتابین جنکو کہ وہ انکے مطالعہ کے لایق تصور کرتا تھا۔ انکو مطالعہ کے لیئے دیتا۔ ملتان مین مدرسے کے کتب خانہ سے پنڈت نے پورا پورا فایدہ اُٹھایا۔ چنانچہ کہتے ہین کہ مدرسہ کی لایبریری کی تمام کتابین وہ ایکدفعہ باری باری سے دیکھہ گئے۔ ایک دوسرے کتبخانہ سے فایدہ اُٹھانے کو بھی انہوں نے ہاتھہ سے ندیا جو کہ لنگا خان کے باغ مین تھا۔ اسکی ہی عمدہ عمدہ کتابین پنڈت نے مطالعہ کین ماسٹر دیا رام سے بائبل ان انڈیا اور اسی قسم کی اور بہت سی کتابین لیکر مطالعہ کین۔ ابتدائی

عمر مین وہ ایسے ذہین اور ذکی تہے کہ جسکو سنکر انسان کو حیرانی ہوتی ہے
کالج کی تعلیم کے زمانہ مین لوگون کو بارہا انکی ذہانت خداداد کے امتحان
کا موقعہ ملا۔ اور لوگ حیران ہوتے تھے جبکہ وہ سینکڑون نام جنکی ترتیب
کا نہ کوئی سلسلہ ہوتا تہا اور نہ قاعدہ۔ ایکدفعہ سنکر بہ ترتیب اسیطرح سنا
دیتے تھے۔ جسطرحپر کہ انکو سنائے گئے تہے۔ ایکدفعہ ڈاکٹر لٹینر کی
درخواست پر اُنہون نے اپنی اس قابلیت کو ایک بڑے آدمی کے
سامنے جو گورنمنٹ کالج کا معائنہ کرنے آیا تہا دکہایا۔ اس ذہانت
کے ساتھ انکو مطالعہ کا بہی اسقدر شوق تہا کہ ابہی انکی عمر اٹھارہ سال کی پوری نہوئی
تہی کہ وہ عربی۔ فارسی۔ سنسکرت۔ انگریزی۔ اردو۔ زبانین ایک معقول
حد تک جانتے تہے جنمین سے ہر ایک انکے لئے غیر تہی۔ علاوہ ازین
پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس کے لئے تیار تہے جسمین کہ وہ پانچوین
نمبر پر پاس ہوئے۔ فارسی کی لیاقت تو بہت عمدہ تہی۔ چنانچہ مثنوی
مولانا روم پڑہ چکے تھے۔ سنسکرت مین اشٹادہیائی ختم کرلی تہی
عربی مین صرف و نحو پڑہ چکے تہے۔ انگریزی مین تو فاضل تہے جبکہ ملٹن

وکوپر۔ شیکسپیر وغیرہ پڑھ چکے تھے۔ اردو انٹرینس کے امتحان تک جسقدر کہ جاننا ہوتا ہے جانتے تہے۔ اور ہمین کوئی شبہ نہین کہ منطق۔ وفلسفہ وعلم طبعیات مین بہت کچھہ پڑھا تہا۔ لالہ چیتیانند۔ بی۔ اے۔ جو انکے دوست اور ہم جماعت ہین لکھتے ہین۔ کہ پنڈت گورودت جب جہنگ سے مڈل پاس کرکے ملتان سکول مین آئے تو ناستک تھے۔ اور ملتان مین انہون نے سنسکرت شروع کی۔ اور سب سے پہلے بلین ٹاین انٹروڈکشن ٹو سنسکرت گرامر کو پڑھا۔ اسکے بعد ویدیہاش ہو مکا کا سنسکرت حصہ ڈکشنری کی مدد سے خود مطالعہ کیا۔ جب اسکو ختم کرچکے تو ملتان آریہ سماج کے سبھاسدون سے اُنہون نے درخوست کی کہ تم مجھکو کوئی ایسا پنڈت بلادو جو ویدکو پڑھا سکے۔ ورنہ مین خیال کرونگا کہ تمہارے وید بجائے سچی ودیاؤن سے پر ہونے کے لغویات اور بیفایدہ بکواس کا مجموعہ ہین۔ یہہ مناسب اور معقول درخوست پسند اور منظور کیگئی۔ اور پنڈت اکشانند جی ملتان بُلائے گئے۔ پنڈت اکشانند سے اول انہون نے پانی جی مہرشی کی بنائی ہوئی اشٹادہیائی شروع کی۔ بہگت رمیلداس جو اس

سبق مین انکے ہم سبق تہے کہتے ہین کہ استاد اس قابل نہ تہا جو اس لایق شاگرد
کو خاطر خواہ اُسکے اطمینان کے موافق تعلیم دے سکتا - اور اُس پیاس کو جو اُس
عجیب و غریب آدمی کے سینہ مین بہڑک رہی تہی تسکین دیتا - چنانچہ پنڈت
جی پنڈت اکشانند کو چہوڑکر خود اپنی تعلیم آپ کرنے لگے - پنڈت اکشانند
سے انہون نے صرف ڈیڑہ ادہیا قریباً ڈیڑہ ماہ مین پڑہا - یہہ معلوم نہین کہ باقی
حصہ انہون نے کس سے پڑہا اور تمام کتاب اُسوقت انکو خوب یاد تہی
جبکہ وہ انٹرنیس پاس کرکے کالج مین داخل ہوئے - ملتان آریہ سماج مین سہ
لالہ چیتیانند - و بہگت رمل داس انکے دوست سچے آریہ و سجن پرش تہے
پنڈت جی اپنے دوستون سے اکثر اوقات ایشر وشے پر مباحثہ کیا کرتے
تہے - رفتہ رفتہ ستیارتہہ پرکاش کے مطالعہ و سنسکرت تعلیم کی بدولت
آخر کار سچ پرکاش انکے ہردے مین ہوا - یہہ شخص جنے اپنی زندگی اور
تن من دہن کو حتےکہ اپنے سر کو آریہ سماج کے لیے فدا کیا - ۲۰ جون ۱۸۸۰ء
کو درخوہست ممبری سماج ہاتھ مین لیکر سکرٹری سماج کے پاس پہنچے - اور
درخوہست کی کہ انکا نام ممبران سماج کے رجسٹر مین درج کیا جاوے -

وہ دن ہی کیا مبارک سما تہا کہ جسمین ایک ایسا شخص سماج مین داخل ہوا جسنے اپنی
ساری زندگی سماجک کارروایون کے لیئے قربان کر دی۔ ان دنون مین
ہی پنڈت جی کو ورزش وغیرہ سے بہت شوق تہا۔ چنانچہ مدرسہ سے جب
بارہ بجے گہر کو جاتے تو سیدہے اور قریب کا راستہ جو آبادی کے اندر
سے تہا چہوڑ کر وہ شہر کے گرداگرد سے چکر کرتے ہوئے اپنے گہر کو جاتے
اور گرما کے موسم مین ملتان جیسے شہر مین کہ جہان کی دہوپ غیر قابل
برداشت ہے وہ بلا چہاتے پہرا کرتے۔ کرکٹ و دیگر جسمانی ورزشون سے
کبہی نہ رکے۔ اور اکثر طالبعلمون کے ساتہ شامل ہوکر دوڑا کرتے۔
جسمین عموماً آگے نکلجانے کی عزت انکے ہاتہ رہتی۔ ایسے اوصاف
کے ساتہ وہ سچائی اور راستبازی اور نیک طبیعت ہونے مین مشہور تہے
چنانچہ انہین دنون انکی جماعت مین ایک تنازعہ ہوگیا۔ جسمین پنڈت
گورودت و بہگت رملیداس کے برخلاف تمام جماعت کے طلبا متفق الکلمہ
تہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کا فیصلہ پنڈت جی و بہگت کی شہادت پر مبنی
تہا۔ مگر اسکا اپیل انسپکٹر سکول کیخدمت مین ہوا۔ اور انسپکٹر نے بعد تحقیقات

سبق مین انکے ہم سبق تہے کہتے ہین کہ استاد اس قابل نہ تہا جو اس لایق شاگرد
کو خاطر خواہ اُسکے اطمینان کے موافق تعلیم دے سکتا۔ اور اُس پیاس کو جو اُس
عجیب و غریب آدمی کے سینہ مین بہڑک رہی تہی تسکین دیتا۔ چنانچہ پنڈت
جی پنڈت اکشانند کو چہوڑ کر خود اپنی تعلیم آپ کرنے لگے۔ پنڈت اکشانند
سے انہون نے صرف ڈیڑہ ادہیا قریباً ڈیڑہ ماہ مین پڑہا۔ یہہ معلوم نہین کہ باقی
حصہ انہون نے کس سے پڑہا اور تمام کتاب اُسوقت انکو خوب یاد تہی
جبکہ وہ انٹرنیس پاس کرکے کالج مین داخل ہوئے۔ ملتان آریہ سماج مین سہ
لالہ چیتیانند۔ و بہگت رمل داس انکے دوست سچے آریہ و سجن پرش تہے
پنڈت جی اپنے دوستون سے اکثر اوقات ایشر وشئے پر مباحثہ کیا کرتے
تہے۔ رفتہ رفتہ ستیارتہہ پرکاش کے مطالعہ و سنسکرت تعلیم کی بدولت
آخرکار سچ پرکاش انکے بروے مین ہوا۔ یہ شخص جسنے اپنی زندگی اور
تن من دہن کو حتے کہ اپنے سر کو آریہ سماج کے لیے فدا کیا۔ ۲۰ جون ۱۸۸۰ع
کو درخواست ممبری سماج ہاتھ مین لیکر سکرٹری سماج کے پاس پہنچے۔ اور
درخواست کی کہ انکا نام ممبران سماج کے رجسٹر مین درج کیا جاوے۔

وہ دن ہی کیا مبارک سما تہا کہ جسمین ایک ایسا شخص سماج مین داخل ہوا جسنے اپنی
ساری زندگی سماجک کارروایون کے لیئے قربان کر دی۔ ان دنون مین
ہی پنڈت جی کو ورزش وغیرہ سے بہت شوق تہا۔ چنانچہ مدرسہ سے جب
بارہ بجے گہر کو جاتے تو سیدہے اور قریب کا راستہ جو آبادی کے اندر
سے تہا چہوڑ کر وہ شہر کے گرداگرد سے چکر کرتے ہوے اپنے گہر کو جاتے
اور گرما کے موسم مین ملتان جیسے شہر مین کہ جہان کی دہوپ غیر قابل
برداشت ہے وہ بلا چہاتے پہرا کرتے۔ کرکٹ ودیگر جسمانی ورزشون سے
کبہی نہ رکے۔ اور اکثر طالبعلمون کے ساتہ شامل ہوکر دوڑا کرتے۔
جسمین عموماً آگے نکلجانے کی عزت انکے ہاتہ رہتی۔ ایسے اوصاف
کے ساتہ وہ سچائی اور راستبازی اور نیک طبیعت ہونے مین مشہور تہے
چنانچہ انہین دنون انکی جماعت مین ایک تنازعہ ہوگیا۔ جسمین پنڈت
گورودت وبہگت رملیداس کے برخلاف تمام جماعت کے طلبا متفق الکلمہ
تہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کا فیصلہ پنڈت جی وبہگت کی شہادت پر مبنی
تہا۔ مگر اسکا اپیل انسپکٹر سکول کیخدمت مین ہوا۔ اور انسپکٹر نے بعد تحقیقات

اس شہادت کو صادق اور مکمل پاکر اس فیصلہ کو بحال رکھا - اسی عرصہ مین

ایک سنیاسی سادہو ملتان مین وارد ہوئے - جنکی عمر ایکسو بیس سال کی بیان

کیجاتی تہی - اور وہ قبل ازین بارہا ملتان مین آچکے تھے - ایک شخص جسنے

انکو خود دیکہا ہے لکہتا ہے - کہ اسکے کسی حصہ بدن پر کوئی سفید بال

نہ تہا - اور ظاہر نظر مین بیس تیس سال کے درمیان عمر مین دکہائی دیتے

تہے اور حالانکہ صرف چند لقمہ غذا کہایا کرتے تہے - مگر تسپر بہی جوان معلوم

ہوتے - وہ مہاتما شہر کی ایک دہرم سالہ مین آنکر ٹہیرے - پنڈت جی

کے چچا لالہ مین کول جی جو اس سادہو کے ساتھ چھہ برس جنگل مین رہے

ہوئے مشہور تہے - پنڈت جی کو اس سنیاسی کے پاس لیگئے - کیونکہ

یہہ مشہور ہوچکا تہا کہ پنڈت جی تصوف کے بڑے شوقین ہین - پنڈت جی

نے مہاتما کو نمسکار کیا - اور اسنے جواب مین انکو دعا خیر دی - پہر پنڈت جی

اور مہاتما مین حسب ذیل گفتگو پیش آئی -

گورودت مہاراج یوگ سیکہنے کا عمدہ طریق کونسا ہے - کیا وہ جو

پتنجلی مہاراج نے اپنے یوگ سوتر مین تحریر فرمایا ہے یا کوئی

اور اس سے بھی عمدہ اور آسان طریق ہے۔

سنیاسی بیشک سب سے عمدہ طریق وہی ہے باقی سب لغو اور خراب ہین

گورودت آپ سوامی دیانند سے وقفیت رکھتے ہین یا نہین۔

سنیاسی ہان ہم جنگلون مین بہت دنون تک اکٹھا گھوما کیئے ہین۔

اور ایکدفعہ ہم دونون کو ایک بھاگوت بانچنے والے پنڈت

کے پاس بہت دنون تک جانے کا اتفاق پڑا۔ سوامی

دیانند اسکی باتون سے کرودہ مان ہو جایا کرتے تھے۔ تو مین

یہ کہکر انکو ٹھنڈا کیا کرتا تھا کہ سنیاسی کو کرودہ نکرنا چاہیئے۔

گورودت کیا تمام ودیاؤن کے انکور ویدون مین پائے جاتے ہین۔

سنیاسی ہان بیشک۔

گورودت کیا جنگی قواعد کے اصول بھی ویدون مین ہین۔

سنیاسی ہان ہین۔ قواعد کے اصول مین خود ہی جانتا ہون۔ اگر چند

آدمی میرے ہمراہ جنگل کو چلو۔ تو مہابھارت و راماین کے زمانہ

کے قواعد کو مین سکھلا سکتا ہون۔

گورودت آپ کہان کہان تک گہومے ہین۔

سنیاسی اکثر مقامات دنیا کی سیر کی ہے۔ ابلاسکا۔ بیرنگ بہی دیکہی ہے

ابلاسکا کو سنسکرت مین الاورت ویش کہتے ہین۔

گورودت کیا آپ ان مختلف ممالک کی زبانون کو جانتے ہین۔ اگر

جانتے ہین تو روسی زبان سنائیے۔

سنیاسی ہان جانتا ہون۔ مگر میری اس زبان مین گفتگو کرنے سے آپ

لوگون کو کچھ مزا نہ آیگا۔ اور نہ کچہہ فایدہ ہوگا۔ جبکہ آپ اسکو سمجہہ

ہی نہین سکتے۔ ہان اتنا جان لو کہ اس زبان مین وینجن حروف

بہت ہین اسکے بعد چند منٹ خاموش ہی رہے۔

پہر پنڈت نے پوچہا کیا مجہکو کوئی نسخہ تیزی ذہن کے لیے بہی بتا سکتے ہین

اسپر سنیاسی جی نے ایک نسخہ پنڈت جی کو لکہہ دیا۔ جسکے بہت سے اجزاء

وہی ہین جو سوامی جی نے سنسکار ودہی مین لکہی ہن۔ یعنے شنکہ پسپی

دسوٹہہ دشتاوری۔ وبرہمی وغیرہ۔

سنہ ۱۸۸۱ء سے سنہ ۱۸۸۳ء تک

جنوری سنہ ۱۸۸۱ء کو پنڈت گورودت لاہور گورنمنٹ کالج مین داخل
ہوئے - جیسے کہ پہلے ذکر ہوا - کہ نومبر سنہ ۱۸۸۰ کو امتحان داخلہ پنجاب
یونیورسٹی مین نمبر پنجم پر پاس ہوئے - کالج مین داخل ہوکر انکو اپنے
پروفیسرون کے دلون مین ایک عمدہ اثر بٹھانے اور اپنے لیئے جگھہ
پیدا کرنے مین کچھہ زیادہ دیر نہین لگی - انکے داخل ہونیکے چند دنون بعد
طالبعلمون اور پروفیسرون کو معلوم ہوگیا - کہ کالج مین ایک ایسا شخص
آیا ہے جسکی آتما معمولی آتماؤن سے بڑھکر ہے - چنانچہ ان تمام خوبیون
کے لیے جو اشراف و لایق طالبعلمونمین ہونی چاہیین وہ ایک نمونہ بنگئے
اُنکی آتما کی پوترتا اور خیالات کی بلند پروازی اور وسیع واقفیت اور
اپنے خیالات کو نہایت فصاحت سے فاضلانہ اور صاف صاف
طرز و طریق سے بیان کرنے و جادو اثر تقریر سے سامع کے دل پر اثر پیدا
کرنے کے اوصاف نے ملک پنڈت گورودت کو کالج کی بڑی جماعتونمین

اور اِن طالبعلمون مین جنکو کہ اسوقت سے اُنکی دوستی کا فخر حاصل ہے مشہور

کر دیا۔ مولف لایف ہذا بھی انکے نیاز مندون مین سے ایک ہے۔ مفصلہ

ذیل صاحبان اُنکے محبان خاص ہین۔ لالہ ہنس راج بی۔ اے۔

یہہ وہ مبارک آتما ہین۔ جنہون نے مثل پنڈت گورودت کے اپنا سروس

یعنے اپنی زندگی آریہ سماج کو ارپن کر دی ہے۔ و دیوان نندر ناتھ ایم۔ اے

اسسٹنٹ کمشنر و لالہ شیو ناتھ بی۔ اے اسسٹنٹ انجنیر و لالہ

بھگت رام بی۔ اے۔ منصف و لالہ چتیانند بی۔ اے وکیل و لالہ

روچی رام ایم۔ اے۔ اسسٹنٹ سائنس پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور

شروع کالج لایف مین پنڈت جی اپنے دوستون۔ ہم جماعتون

و دیگر اشخاص کے ساتھ عموماً خدا کی ہستی و تناسخ و الہام وغیرہ پر مباحثہ

کیا کرتے تھے۔ انکے مباحثہ کا ڈھنگ بھی عجیب نرالے قسم کا تھا

یعنے اگرچہ وہ آریہ سماج کے ممبر تھے۔ لیکن تاہم ہمیشہ منفی پارٹ کو لیکر مباحثہ

کیا کرتے تھے۔ اور اپنے مخالفین سے درخوہت کرتے کہ وہ اثبات

دعوے کے دلایل پیش کرین۔ جب انکی طرف سے کوئی دلیل پیش

کیجاتی - تو وہ اسکو کاٹ کر انکے اعتقاد کی بنیاد کو ہلا کر کمزور کر دیا کرتے -
ان مباحثات سے بعض لوگون کو یقین ہو گیا کہ وہ دہریہ یا ناستک ہین
اور یہہ یقین انکا کسی درجہ تک صحیح اور معقول بہی تہا کیونکہ بریڈلا و
ڈاروِن - و جان سٹوارٹ مِل و بین وغیرہ صاحبان کی تصنیفات
انکے دل پسند کتب مطالعہ مین سے تہین - اور اس مسئلہ کو کہ کانشنس
مذہبی و دنیوی امور مین انسان کی رہنمائی کے لیئے کافی ہے - یا آنکہ وہ انسان
کا ہادی و رہنما ہے - وہ شروع مین تمیز و رشد سے سخت نفرت کرتے -
اور نفرت کی نگاہ سے دیکہتے تہے - اور جو دلایل کہ وہ اس مسئلہ
کی تردید مین دیا کرتے وہ نہایت برجستہ اور صاف صاف ہوتی
تہین حتے کہ معترض کو پہر دوبارہ اعتراض کا موقعہ نہ ملتا تہا - ان دلایل
کا طریق استدلال مشہور پروفیسر بین کے طریق پر ہوتا تہا مسئلہ مذکورہ
بالا پر ایک مضمون پنڈت صاحب کا آریہ میگزین مطبوعہ اگست ۱۸۸۴ء
مین چہپا تہا - (ناظرین میگزین مذکور سے ملاحظہ کر سکتے ہین) بنتہم صاحب
کی تصنیفات کے مطالعہ سے جو قدر و منزلت اس مصنف کی انکے دل مین تہی

اگرچہ وہ بعد کو کسیقدر کم ہوگئی تہی - تاہم یہہ معلوم نہین ہوا کہ کبہی انہون نے
بنتہم صاحب کی شکرگذاری اور عزت کے خیال کے سوا کسی اور قسم
کے خیالات انکی نسبت اپنے دل مین رکہے ہون - انکو اس امر کا پورا
یقین تہا کہ بنتہم صاحب دنیا مین اخلاقی مضامین پر بحث کرنے والی
فاضلون سے ایک مستند فاضل ہے - اور انکی کتابین ہر اُس شخص
کے لیے جو اخلاقی تعلیم کا طالب ہو مطالعہ کے لایق ہین - خواہ وہ
ہندو ہو یا مسلمان - یا عیسائی یا بُدہ وغیرہ انکی اخیر زندگی مین جبکہ
انہون نے قدیم آریہ فاضلون کی تصنیف کو بغور و فکر تمام مطالعہ کیا
اور اس پوشیدہ علمی خزانہ کے مطالعہ نے انکے دل و دماغ کو روشنی
دی - انکو بنتہم وغیرہ تمام اخلاقی و روحانی مباحثات مدہم نظر آنے
لگے اور ان گوڑہ اور پرمغز خیالات کے مقابل بنتہم صاحب کے مسایل
انکو کم قدر معلوم ہونے لگے - جان سٹوارٹ مل کی قدر و منزلت
بہی انکی آنکہون مین کچہہ کم نہ تہی - جو کتاب صاحب موصوف کی تصنیف سے
انکو مل سکی وہ انہون نے بغیر پڑہے اور بغور پڑہے بدون نہ چہوڑی -

اور انکی خود تحریر کردہ سوانح عمری کو کئی دفعہ مطالعہ کیا۔ اور اس کتاب کی ایسی
قدر کرتے تھے کہ اپنے ہر ایک دوست کو اسکے مطالعہ کی تاکید فرماتے
درحقیقت یہہ کتاب ہی لائق ہے کہ ہر تعلیم یافتہ شخص اسکو مطالعہ کرے
بہت سی آتماؤن کو اس کتاب سے ایک عمدہ لذیذ روحانی غذا ملسکتی ہے
یہہ امر باقی ہے کہ پنڈت جی نے تمام انگریز فلاسفرون کی کتب جو انگریزی
زبان مین اس ملک مین ملسکتی ہین اپنے سیکنڈ کلاس کے اختتام سے
پہلے ختم کرلی تھین۔ اور اس بات سے ناظرین کو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ
صرف ہی شاخ علم کیطرف لگے رہتے تھے۔ بلکہ برخلاف اسکے اور مختلف علوم
کے مطالعہ سے بھی غافل نہ تھے۔ علم طبعی کی کتب وہ ایسے شوق و رغبت
سے دیکھتے کہ یہہ کہنا کچھہ مبالغہ نہین کہ وہ انکو اسطرح کہا جاتے تھے۔ جیسا
کوئی بھوکا آدمی کہانا چٹ کر جاتا ہے۔ مولف نے باوجود بیحالت کے بارہا
انکو گرامر کو حفظ یاد کرتے ہوئے دیکھا۔ انکے ایک معزز دوست جو اسوقت
گورنمنٹ کے ایک معزز عہدہ دار ہین لکھتے ہین کہ وہ ریاضی و طبعیات
وغیرہ علوم مین ایسی ہی مہارت تامہ رکھتے تھے کہ فلاسفی اور زباندانی

اور سائنس مین باوجود اسکے کہ وہ کالج کے سبق کو کبہی باقاعدہ طور پر نہ پڑہتے
تہے۔ تاہم کسی امتحان مین فیل نہین ہوئے۔ یہہ بات بہی اس امر کے ثبوت مین
کافی شہادت ہے کہ انکو ہر قسم کے مضمون مین ایک ملکہ ہوگیا تہا۔ اور
کالج کے پروفیسر اس بات سے خوب واقف تہے چنانچہ اگر کبہی پنڈت
جی جماعت مین اپنے روزمرہ کے سبق کو توجہ سے نہ سنتے۔ تو پروفیسر
انکو کوئی سرزنش یا طنز نہین کرتے تہے۔ فزیکل سائنس یا علوم طبعی کا
انکو خاص مذاق تہا۔ اور اس علم کو بہت شوق سے پڑہا کرتے تہے۔
اور اسیوجہ سے پروفیسر اونسے محبت پدرانہ رکہتے تہے امتحان کے پاس
کرنے کے لیئے انکو کتب مقررہ مین سے صرف ایکدفعہ گذر جانے کی
ضرورت ہوتی تہی۔ مولف دوسال تک انکا ہم جماعت رہا۔ یعنے جنوری
۱۸۸۱ء سے دسمبر ۱۸۸۲ء تک پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرمیڈیٹ
۱۸۸۳ء مین پنڈت جی کامیاب طلبار کی فہرست مین نمبر اول پر رہے۔
اور انکی اس کامیابی نے بہت سے آدمیون کو جو انکی اصلی ذہانت وغیرہ
سے واقف نہ تہے حیران و متعجب کردیا بلکہ بعض آدمی یہہ سنکر کہ گورودت

جسکو انہون نے کسی سوسائٹی وغیرہ جلسہ مین کبھی غیر حاضر نہ پایا تھا اور جسکی

نسبت ہمیشہ یہہ سنا کرتے تھے کہ وہ کالج سے خارج وقت پر کبھی کتب

درسیہ کو نہین دیکھتا۔ امتحان ایف۔اے۔ مین اول نمبر رہا۔ ششدر

ہوگئے۔ سال ۱۸۸۱ء کے اخیر یا ۱۸۸۲ء کے شروع مین انہون نے ایک

سوسائٹی بنام فری ڈیبیٹنگ کلب کے نام سے قایم کی۔ جسکے وہ خود ہی سکرٹری

بنے۔ وہ تمام اصحاب جنکے نام نامی اوپر مذکور ہو چکے معہ چند دیگر صاحبان

کے جن مین پنڈت کامیشور ناتھہ و لالہ سدانند و پنڈت ہری کشن

اور اُنکے چھوٹے بھائی وغیرہ شامل تھے۔ ممبران کلب

مذکور تھے۔ اس کلب مین مختلف مذاہب کے لوگ یعنے آریہ و برہمو و

ہندو و ناستک وغیرہ شامل تھے۔ مگر کوئی مضمون خواہ وہ مذہبی ہو یا اخلاقی

یا سوشیل یا پولیٹکل اس کلب کے احاطہ بحث سے باہر نہین رہا۔ اگرچہ یہہ

کلب ایک قلیل عرصہ یعنے صرف دو یا تین سال تک قایم رہا۔ لیکن

کوئی شخص انکار نہین کرسکتا کہ اسنے اپنے ممبرون اور نیز عام پبلک کو

جو فایدہ پہونچایا۔ وہ بہت بڑا اپکا تھا۔ سب سے بڑی بات جو اس کلب نے

عام لوگون خصوص ممبران کلب کو سکہلائی وہ یہہ تہی کہ وہ لوگ بلا کسی تعصب
کے ہر مذہب کے اصولون پر تحمل اور آزادی سے مباحثہ کرتے تہے۔ اس
کلب کے ممبرون مین سے (جو عموماً ۲۰ برس سے کم عمر کے نوجوان تہے۔)
ہر ایک ممبر کے دلمین اپنے اپنے قوا عقلی و ذہنی کو ترقی دینے کی خواہش
بڑے زور سے پائی جاتی تہی۔ اور وہ یہہ سمجہتے تہے کہ اس اتفاق سے
وہ اپنے بوڑہے آریہ ورت کو سہارا دینے کے قابل بن سکینگے۔
وہ دیانت داری سے متلاشی حق تہے۔ اور بلا تعصب یہہ ارادہ کرتے
تہے کہ جو معقول اور سچی بات انکو معلوم ہوگی۔ وہ انکو بلا پس و پیش گرہن کر لیا
کرینگے۔ اگرچہ اس کلب سے جو فایدہ انکو اسوقت پہونچا وہ اسکو اسوقت نمایان
طور پر محسوس نہ کر سکے۔ مگر جب انکی زندگی کا آفتاب اوج نصف النہار
سے نزول کیطرف مایل ہوگا اور جب انکی رایون اور فکرون مین سنجیدگی
کا اثر نمایان ہوگا اور جب انکے جذبات جوانی اپنے چڑہاؤ کے زور کو کہو کر
شانتی کیطرف مایل ہونگے۔ اور دنیا کے نشیب فراز کا بہت سا تجربہ انکی
روشن ضمیرون مین اکٹہا ہوگا۔ اور انکے دل اس کلب کے رنگ ڈہنگ

وطور طریق کا عکس اپنے مین عکس پائینگے۔ تو وہ معلوم کرینگے کہ وہ فلسفانہ
وعالمانہ تقریرین اور مضاین و مباحثات جو انہون نے کلب کے مختلف جلسون
مین اپنی شروع جوانی مین سنے سنائے تھے وہ کس پایہ کے تھے۔ اور اس
باہمی مباحثہ و میل ملاپ یعنے فایدہ و استفادہ نے انپر کیا اثر کیا۔ اور انکو کیا فائدہ
پہونچایا۔ اور واضح ہوجاویگا کہ انہون نے اپنے اس بیش بہا وقت کو مثل
اور نوجوان گمراہ طلبہ کے جو ایسے انمول وقت کو رایگان کہوتے ہین مفت
نہین کہویا۔ اور انکو اسوقت کے اسطرح صرف ہونے کا جنکو اکثر نوجوان
پاپ کارجون مین لگاتے ہین۔ افسوس نہوگا۔

۱۸۸۱ء تک پنڈت نے خدا کی ہستی وغیرہ مضامین کی بحث مین
جب کبھی کسی سے مباحثہ کیا۔ تو نفی کیطرف کو لیکر کیا۔ مگر ۱۸۸۲ء کے اخیر
مین اس پوتر آتما نے اپنے تئین مثبت والے پہلو مین قایم کیا۔ اور
پہر اپنے ملنے والون کے دلون مین نقش کالحجر کر دیا۔ یہی پہلا شخص تہا
کہ جسنے اپنے ہمعصر طالب علمون کو جو علم سائنس کے پڑہنے سے
ناستک کیطرف چلے جارہے تہے دہریہ پنے سے بچایا اور انپر

ثابت کردیا کہ

سائینس بجائے اسکے کہ انسان
کو منکر صانع مطلق بنائے۔ اُس پرماتما کی قدرت وہستی کے ثبوت کیلئے
ایک عمدہ اور سب سے اچھا وسیلہ ہے۔

علم سائینس کے وسیع خزانہ سے واقف ہونا اور نیچر کے عام قانون کو
ملاحظہ کرنے کی شکتی رکھنا اور نباتات وحیوانات وغیرہ کی زندگی کے صولون
اور قوائے جسمانی اور روحانی کے معمولی اور قدرتی طاقتونپر واقف ہونا
گویا پرماتما کی مہا شکتیون اور مہما کا انوبھو کرنا ہے۔ انہون نے رفتہ رفتہ
شانتی پوربک اور باقاعدہ طور پر نشچے کرادیا۔ کہ وہ پرماتما جسنے اس تمام نیچر
کو رچا ہے اور جسنے سرشٹی کو اُتپن کیا ہے اور جسکی قدرت کے سہاسے
یہہ تمام گورکھ دہندا اس خوش اسلوبی سے چل رہا ہے کہ جس سے بہتر
کسیکی سمجھہ مین ہی نہین آسکتا۔ وہ پرماتما ہمارے پوجنے کے یوگ ہے۔

پنڈت نے اپنے ہمجلیسون کے خیالات فاسد وغلط رایون کو
ایسے فاضلانہ طریق سے کہ جس سے کسیکی ضمیر کو صدمہ نہ پہونچے بدلاکہ تھوڑ

دلون مین اُنکو یقین ہوگیا۔ کہ وہ ایشیر جسکی عظیم صفات کا ذکر آریہ سماج کے پوتر

اصولون مین سے دوسرے نیم مین درج ہے ہمارا سچا مالک اور اس سرشٹی

کا کرتا ہے۔ ناظرین اس تبدیلی اعتقاد یا خیال کو غور فرماوین۔ کہ وہ مبارک

آتما وہ جگدیشور کا سچا بھگت اپنی علمیت اور لیاقت کے زور اور فصاحت

اور جلوہ بھری تقریر کے بل سے ہم لوگون کو جو براہمو یا عیسائی یا اسلامی مذہب

کے موافق اس حاکم مطلق کو نیستی سے ہستی کرنیوالا خیال کیئے ہوئے تھے۔

دین حقیقی کے اس سچے اور لاثانی اصول یعنے انادی محیط کل جگدیشور و

انادی جیو آتما کے اعتقاد و یقین وشواش بھرنے آیا۔ اور اسنے ہم کو نشچے

کرادیا۔ کہ آرین مذہب ویدک دھرم ایک ایسا سچا مذہب ہے کہ جو عقل

و سائنس و قوانین نیچریہ کے مقابل جب کہ اور تمام مذہب اپنے بودہ پنے

سے دھجیان ہوکر بگولے کیطرح اُڑ جاتے ہین۔ قایم و ثابت رہ کر اپنی حقیقت

اور صداقت کو ظاہر کرسکتا ہے۔ اور یہی ایک مذہب ہے کہ جسکی منادی

کرنے والے کے جھنڈے کے نیچے ان طالبعلمان علم سائنس کو جو تمام

غیر مذہب یا انسانی مذہب کے مصنوعی پودون کو قانون نیچر کے خلاف ثابت

ہونیکی وجہ سے اُٹھا پہینکینگے پناہ ملیگی اور وہ آدم کے سایہ دار درخت کے نیچے ایشور پریم اور ایشور بہگتی اور گیان کا پہل یعنی مکت
موکش پد کو پان کرینگے۔ اس کتاب کا مولف بہی منجملہ ان لوگوں کے ایک ہے جو ان عجیب و غریب طبیعتوں سے متاثر ہو کر تبدیل خیالات
سابقہ آریہ سماج کے سچے مشن میں داخل ہوا اور میں خیال کرتا ہوں کہ شاید وہی ایک پہلا شخص ہے جسکو پنڈت گورودت کی تقریروں و مباحثات نے
آریہ سماج کے اصولوں کی سچائی ہر وقت میں ذرہ ذرہ تسلیم کرایا۔ پنڈت جی کے مباحثہ کا طریق ایسا عمدہ تہا کہ اس سے متلاشی حق کی نظر میں
غیر مذاہب یعنے جہوٹے مذاہب کے اصول و قواعد محض لچر اور انکے دلایل بالکل کمزور نشیح ہو کر اسکو مجبور کرتی تہی کہ وہ اس سچی اور مبارک اور
دنیا کو درہ با سچی اخلاقی اور مذہبی عظمت بخشنے والے مشن یعنے آریہ سماج میں داخل ہو۔ چنانچہ ۲۶ دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء کو لاہور آریہ سماج
کے سالانہ اتسو پر مولف نے درخواست ممبری داخل کرکے سچے اعتقاد کے پیروں کی فہرست میں شامل ہوا اس خاکسار احقر خادم قوم اور
ملک کی زندگی میں وہ مبارک دن کہ جسدن آریہ سماج لاہور کا ممبر بنا ایک یادگار دن رہیگا اور امید ہے کہ ہمیشہ شکر گذاری
اور عزت سے یاد کئے جانے کے لائق سمجہا جائیگا۔

میں اُسدن محض عام لوگوں کیطرح آریہ مندر میں گہسا تہا اور مجہکو مطلق یہہ خیال نہ تہا کہ مرحوم لالہ سائیں داس کا جادو مجہپر
ایسا اثر کریگا کہ میں آج ہی ان مبارک آتماؤں کی منڈلی میں شامل ہونگا جو دیش کو اچہی ترقی دینے والی ہے اور مجہا قوم
و ملک میں پنڈت گورودت کے مباحثات و تقریرات سے جو شعلہ میرے دلمیں پیدا ہو چکا تہا وہ اس مرحوم بزرگ
کی دہرم شکتی سے یکدفعہ ہی ایسا بہڑکا کہ اسکا بجہنا تو درکنار بلکہ جیسا میں جانتا ہوں و دیکہتا و سمجہتا ہوں
اور امید کرتا ہوں وہ دن بدن زیادہ روشن اور زیادہ طاقت پکڑ کر بہڑکتا ہی چلا گیا۔ میں نہایت شکر گذاری

کے ساتھہ اس امر کے اظہار سے رُک نہین سکتا کہ اس شعلہ شوق کو روشن
ہونے کا سامان تو پنڈت گوروودت کی مبارک آتما سے ملا تہا ۔ مگر بہڑکانے والا
جہونکا لالہ سائینداس کی جادو بہری تقریر کی پہکنی سے پہونچا ۔ ناظرین مجہے
معاف کرینگے کہ مینے آپکا کچہہ وقت اپنی اس کہانی مین صرف کر دیا ۔ لیکن
اگر مین ایسا نکرتا تو جو احسان کہ اس باب مین مرحوم پنڈت کا مجہپر تہا اسکے
شکریہ ادا نکرنے کا مجرم ہوتا ۔ کیونکہ مجہکو اسکا فخر حاصل ہے کہ مین آریہ سماج
کے سچے مشن مین انہین کی برکت انفاس سے داخل ہوا تہا ۔ اور وہ دن
اسواسطے بہی لایق یادگار رہیگا کہ اسدن پنڈت گوروودت کی گمبیرتا وحیا و
شرم کا اظہار ہوا یعنے جب لالہ مدن سنگہ بی ۔ اے نے اپنا لکچر آریہ
سماج کی اصلیت پر اور اُسکی آیندہ حالت پر ختم کیا تو مولف اور پنڈت
صاحب سے کہا گیا کہ دونون مین سے ایک لکچرار کی جگہہ آوے ۔ چنانچہ
مین پلیٹ فارم پر جا کہڑا ہوا اور مین نے بڑے زور شور سے پرجوش الفاظ
مین جو تقریر کی وہ ایسی تہی کہ اسپر مجہکو بہت چیرز ملے ۔ یہانتک کہ مین چیرز
کی کثرت سے اپنے آپ مین پہولا نہ سمایا ۔ لیکن اب مجہکو ثابت ہوگیا کہ

میرے جیسے ناتجربہ کار و نوآموز طلبہ کو ایسا کرنا صرف نامناسب ہی نہین۔
بلکہ اپنی آیندہ ترقی کے واسطے ایک سدراہ پیدا کرنا ہے۔ کیونکہ اس بات
سے ایک قسم کی خودپسندی و خودرائی طالبعلمون کی طبیعت مین پیدا
ہوکر انکو آیندہ استفادہ اٹھانے سے روکتی ہے اور علاوہ ازین انکا
بہت وقت ایک ایسے کام مین صرف ہوتا ہے جو ابہی انکے مناسب
حال نہین ہوتا۔ اس سے یہہ مطلب نہین کہ مین نوجوان طالبعلمون کو
قومی و پراپکاری سوسائٹیون مین شامل ہونے سے منع کرتا ہون۔ بلکہ
مین ان کو یہہ جتلا دینا چاہتا ہون۔ کہ ان کو ان سوسائٹیون کے کامون مین
ایسا حصہ نہ لینا چاہیے جو انکی عمر اور تجربہ سے بڑہ کر ہے۔ ایک نوجوان
بے ریش و بروت لکچرار کے لیے ایک بڑے مجمع مین کہ جس مجمع مین
اس سے بہت اعلے درجہ کے صاحب علم و تجربہ کار لوگ موجود ہون
کہڑے ہوکر لکچراری کرنا خود اسکے شرم و حیا و مناسب عزت کو کہوتا
ہے بیشک ان کو اپنے ہمسبقون کے جلسون مین بولنے کی مشق کرنیکا
موقع حاصل کرنا چاہیے۔ اور اگر کبہی کسی پبلک جلسہ مین انکو بولنے کا اتفاق

پڑے تو نہایت مودبانہ و عاجزانہ الفاظ مین اپنے مطلب کو مختصر ادا کر دینا

چاہیئے اور ہمیشہ اسبات کے لیے تیار رہین کہ وہ اپنی غلطیون کو تسلیم

کرکے آیندہ انسے بچنے کا موقع حاصل کرین۔ اور احتیاط رکھنی چاہیئے

کہ کوئی نامناسب لفظ انکی زبان سے نہ نکلے کہ جس سے پچھتانا یا شرمندہ

ہونا پڑے۔ آجکل عموماً نوجوان بیجا جوش مین بھر کر بیشتر اسکے کہ وہ قومی کامون

کے لایق ہون قومی جلسون اور سوسائٹیون مین شامل ہو کر موجب نقصان

خوبی و قدر اس سوسائٹی کی ہوتے ہین ملک کو ایسے نو آموز اور کم

تجربہ کار طلبہ کی اس قسم کی امداد سے کوئی فایدہ نہین ہو سکتا۔ بلکہ

بجائے اسکے نقصان کا احتمال ہے۔ جب کہ ایک شاعر نے کہا ہے

کہ تھوڑی لیاقت خوفناک چیز ہے۔ یا تو اسکو شروع کرنے سے پرہیز

کریا اسکو اچھی طرح سے نباہ مقولہ "نیم ملا خطرہ ایمان۔ و نیم حکیم خطرہ جان"

ہندوستان کو اپنی ترقی کے لیئے پنڈت گورو دت جیسے اعلے

درجہ کی تعلیم یافتہ و سائنٹیفک طلبہ کی ضرورت ہے اور نیم طلبہ تعلیم یافتہ

لوگون نے نہ کبھی کسی قوم کو اٹھایا ہے اور نہ کسی سوسائٹی کو بنایا ہے۔

پس ایسے لوگ آریہ قوم مین ہی جان ڈالنے کے لائق نہین ہو سکتے۔ موجودہ

فرقہ بندتان اس مسئلہ کے لیئے ایک عمدہ شہادت ہے۔ پنڈت

گورودت نے اس روز میرے اس بیوقوفانہ حرکت کی پیروی سے انکار

کیا۔ کیونکہ اس نے اپنے تئین مثل مجھہ بے سمجھہ کے اسموقعہ کے لائق

نہ سمجھا اور ثابت کردیا کہ ایک اصلی لایق اور خودنما شخص مین اسطرحکا

فرق ہوا کرتا ہے۔ اس اتسو کے چند روز بعد لالہ سالگ رام مالک آریہ پریس

نے جس نے کچھہ عرصہ تک آریہ سماج کے لیئے بہت کچھہ جوش ظاہر کیا

تہا۔ ہماری نوجوانی اور جوش سے فایدہ اُٹھانے کا خیال کیا۔ چنانچہ

اسنے تجویز کی کہ مین دو اخباروں کا مہتمم ہوجاؤن جنمین سے ایک

انگریزی اور دوسری اردو اخبار ہو۔ اور اُسکی کل لاگت وہ شخص ادا کریگا

وقت مناسب پر یہہ تجویز آریہ سماج پراِن دو فدا ہو جانے والے (لالہ ہنسراج

و پنڈت گورودت) اور لالہ شیوناتہہ کے سامنے پیش ہوئی۔ باہمی

مشورہ کے بعد تجویز پاس ہوئی اور ایڈیٹری کا کام چار و ن پر منقسم کیا گیا۔

پرچون کے نام میری تجویز سے رجنیریٹر آف آریاورت و دیش اپکارک

رکھا گیا اور یہہ فیصلہ ہوا کہ اصل انتظام ان پرچون کا لالہ ہنسراج جی کے ہاتھہ مین رہیگا اور مین اپنے مضامین اُس مقام سے جہان مین بطور مختار عدالت کام کرونگا بھیجتا رہونگا۔ ہمارا خیال تہا کہ منافع کل آریہ سماج کا حق ہوگا۔ اور ہم لوگ بلا کسی اُجرت کے کام کرینگے۔ اولاً سوائے ہمارے بعض احباب کے کسی اور کو یہہ معلوم نہ تہا کہ ان نئے پرچون کے ایڈیٹر کون شخص ہین۔ لیکن بعدہ لالہ ہنسراج و پنڈت گورودت کا نام مشہور ہوگیا تہا اور انصاف کی بات یہہ ہے کہ انگریزی کے اخبار کا کام زیادہ تر لالہ ہنسراج جی نے کیا۔ اس اخبار کے ذریعہ سے پبلک کو معلوم ہوگیا کہ ان شخصون کی آتما کیسی آزاد آتما ہے۔

۱۸۸۳ء کے شروع مین گورودت نے آریہ سماج کے متعلق ایک سائنس کا سکول کہولنے کی تجویز کی۔ پروفیسر گورنمنٹ کالج مسٹر رومن صاحب اسمعاملہ مین انکے رہنما تہے۔ ایک اپیل چہاپا گیا اور چندہ کی فہرست اس کام کے لئے کہولی گئی اور کچہہ روپیہ جمع بہی ہوا۔ اور کلاس کہولدی گئی۔ گورودت ودیارتہی نے بہت سے لکچر سائنس پر اس کلاس

کلاس کے طلبہ کو دے۔

بعض لوگ جنمین انکے چند معتمد دوست و آشنا بہی شامل ہین۔
خیال کرتے ہین کہ ان دنون مین پنڈت گورودت ناستک تہے۔ اور
اس بات کی کسی درجہ تک انکی اس تحریر سے جو انہون نے اپنی ڈائری
مین ۱۲ر جنوری ۸۳ء کو لکہی ہے تائید ہو سکتی ہے وہ تحریر یہہ ہے۔
"لالہ کہتا ہے کہ ہمکو مشتہر کر دینا چاہیئے کہ ہم ناستک ہین"۔ انکے اس
زمانہ کے مذہبی خیال کی نسبت جو میرا خیال تہا وہ مین ظاہر کر چکا ہون۔
اور پہر کہتا ہون کہ درحقیقت وہ کبہی پورے ناستک نہین تہے۔ ہان بیشک
وہ اندنون بعض اوقات ایشر کی ہستی پر فکر کرتے کرتے گہبراہٹ اور
تذبذب مین ہو جاتے تہے۔ اور ایسی حالت مین انکی طبیعت کو ناستک پنے
کیطرف رجحان ہو جاتا تہا۔ لیکن تہوڑے ہی دنون بعد وہ اس گمراہ کرنے
والے خیال سے بالکل صاف و پاک ہو گئے۔ تہوڑے دنون بعد مہتمم
آریہ پریس کی اس گفتگو سے کہ وہ اخبارات مذکورہ بالا کا نفع آریہ سماج کو
ندیگا۔ ہم سب نے ان اخبارات سے اپنا تعلق قطع کر لیا۔ مگر واضح رہے

کہ ہمنے اخبارات کے چلانے اور نکالنے کے دنون مین بہی ان پرچون

کو مفت لینا پسند نہ کیا تہا - کیونکہ ہمکو خیال تہا کہ حسب وعدہ انکا نفع سماج

مین دیا جاویگا - اور جب مالک مطبع نے اس امر سے انکار کیا تو ہمکو ایڈیٹری

کے معاوضہ مین تنخواہ دینا پیش کیا - جسکو ہمنے منظور و پسند نکر کے صاف

جواب دیا کہ ہم محض آریہ سماج کی امداد کے لیئے اس کام کو کر رہے تہے

اور اب ہم کو اسکا کرنا کسیطرح منظور نہین ہوسکتا -

اس سال کے شروع مین پنڈت نے پنجاب کا امتحان انٹرمیڈیٹ

پاس کیا اور اسمین جیسا کہ مین تبلا چکا ہون نمبر اول رہے - انکی یہہ کامیابی

لوگون کو ایک حیرانی کا موجب ہوئی - کیونکہ وہ کالج کے ہفتہ وار امتحانون

مین گھوٹنے والے طالب علمون سے ہمیشہ کم نمبر پایا کرتے تہے - مگر امتحان

یونیورسٹی مین ثابت ہوگیا کہ انکی ذہانت اور عقل گھوٹنے کی کارروائی

سے بہت زیادہ ہے - وہ گھوٹنے سے نفرت کیا کرتے تہے - اور ہمیشہ

علوم کی ان شاخون کو پسند کرتے تہے کہ جسمین عقل و سمجہہ و سوچ و وچار

کا کام ہو - جیسے کہ ریاضی و فلاسفی و سائنس و لٹریچر وغیرہ

جس مبارک دن اور ساعت سعید مین دیانند انگلو ویدک کالج قایم کرنیکا

خیال آریہ سماج کے حب الوطن و محب قوم ممبرون کی پوتر آتماؤن مین اوتپن

ہوا اسی سمے سے پنڈت گورودت کو بہی اس کالج سے تعلق پیدا ہوا۔ یعنے

اکتوبر ۱۸۸۳؁ء جبکہ سوامی جی مہاراج کی مہلک بیماری کی خبر وحشت اثر ہندوستان

کے اطراف مین منتشر ہوئے تو آریہ سماج لاہور کی انترنگ سبہا نے پنڈت

گورودت اور لالہ جیونداس وایس پریسیڈنٹ کو سوامی جی کی خدمتگاری

اور عبادت کے لیے منتخب کیا۔ پنڈت گورودت اُسوقت کالج کی تہرڈ اِیر

کلاس مین تعلیم پاتے تہے انکا اس اہم اور نازک اور باعزت کام کیلئے

منتخب کیا جانا اس امر کی شہادت دیتا ہے۔ کہ اسیوقت سے عہدہ داران

لاہور سماج خصوص پریسیڈنٹ صاحب کی نظر مین پنڈت جی کی بڑی وقعت

تہی۔ اور وہ انکی لیاقت اور عقلمندی پر معتد بہ وشواس و بہروسہ رکہتے تہے

یہہ مناسب انتخاب لالہ سائینداس پریسیڈنٹ سماج کی مردم شناسی

کا نمونہ خیال کیا جاسکتا ہے۔ اس سے اس امر کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ

لاہور سماج کی محتاط اور دوراندیش ممبرون کو پنڈت جی کی ذہانت پر کسیقدر

اعتماد اور بہروسہ تہا۔ عام آریو گونکو خیال ہے کہ لاہور آریہ سماج کی نظر مین کسی شخص

کو وقعت ملنا ذرا مشکل کام ہے اور یہہ سماج بحیثیت مجموعی لوگون کی عزت اور

توقیر کے اظہار مین کسیقدر بخیلی سے کام کرتی ہے (اگرچہ مین اس خیال سے

بالکل متفق نہین ہون) لیکن پنڈت گورودت کی لیاقت پر یہہ سماج اول سے

ہی مفتون ہوگئی تہی۔

اور وہ لوگ پنڈت جی کو سماج کے متعلق بڑے بڑے معاملات کے

مشورہ مین ایک معزز جگہہ دیتے تہے۔ خیر آمدم بر سر مطلب۔

پنڈت جی نے اس فرض کو جسپر کہ وہ منتخب ہوئے تہے نہایت محنت

سے ادا ہی نہین کیا۔ بلکہ جس بہگتی اور پریم سے انہون نے اس بزرگ مصلح

قوم وملک یعنے سوامی جی کے اس دار ناپایدار سے کوچ کرنے کے آخر دنون مین

خدمت اور ٹہل کی اور جس محبت فرزندانہ اور توجہ دلی سے وہ انکے ہر حکم

کو بجالاتے رہے وہ اورون کے لیئے موجب تعجب اور رشک کا ہوا

اور اس خدمتگذاری اور اطاعت اور فرمانبرداری سے لوگونکے دلونکا ممدوح

بنگیا۔ ہر شخص جو اس حال سے خبردار ہوا وہ عش عش کرتا رہ گیا۔ سوامی جی

کی موت یا وصل ایشری کے نظارہ نے پنڈت گورودت کو وہ گورودت بنا دیا
جسکے ہر ایک آریہ اسوقت عزت و توقیر کرتا ہے۔ پنڈت جی نے (ہراءالعین)
اپنی آنکھہ سے مشاہدہ کیا کہ سوامی جی اس انت سمے مین شانت چت سے
اُس پرماتما ایشر پر کہ جو اس خاکی پتلہ کا بنانے والا اور اس فانی سنسار
کا رچنے والا اور پہر خود ہی اسکا فنا کرنیوالا ہے۔ ہرشواش کامل سے
گائیتری منتر کو اچارن کر رہے تہے۔ اور اخیر مین شانتی۔ شانتی۔ شانتی
پکارتے ہوئے شل اپنے ویا کہیا نون کے تیری شانتی کے اخیر پر اپنی
حیات مستعار کا خاتمہ کر کے معشوق حقیقی اور معبود برحق کے وصال کی دولت
سے کامیاب ہو گئے۔

اس دردناک حادثہ اور جانکاہ واقعہ نے اسیوقت پنڈت گورودت کیے
رگ و ریشہ مین جو پہلے ہی آریہ دہرم کی صداقت کے جادوانہ اثر سے
خالی نہ تہا۔ ایک خاص حرکت پیدا کر دی۔ اُنہون نے اسبات کو انوبہو کر لیا
کہ دنیا مین ایشور کی بہگتی اور سچا دہرم انسان کو اُس آخری وقت مین جبکہ
وہ دنیاوی پدارتہون سے خالی ہاتہہ اپنے افعال کا نتیجہ سر پر اُٹہائے

ہوئے چلتا ہے کیا فایدہ دے سکتے ہین۔ اور نزع اور جانکنی کیحالت جو

دنیا مین پست اور اپنے فرض اور سچے دہرم سے غافل انسان کو آخری وقت

مین ہائے ہائے وشور و فریاد وغیرہ با تو پر مجبور کر کے انکی حسرت بہرے

دل کی آرزوؤن کے عکس سے انکے چہرہ کو تغیر کر دیتی ہے۔ وہ اس مرد

کامل و انسان مکمل کے حالات کو جسنے کہ ایشور کو گیان درشٹی سے جانا۔ اور

اسکی پاک صفات کا آلہ ہو گیا۔ اور عملی طور پر ہمیشہ ایشر بہگتی اور پریم اور پراوپکار

کو ہی اپنا مقصد دلی سمجہا شانتی اور استقلال اور رضا و تسلیم کے خوشنما

راستے سے ہٹین ڈگا سکی۔

اسکے بعد کبہی کسیوقت کسی شخص کو نہین معلوم ہوا کہ پنڈت گورودت نے

ایشر ہستی کے خلاف یا ایشر رچت ویدون کے برخلاف کوئی لفظ کہا ہو۔

یا کسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہو۔ اسکے بعد کبہی شک و شبہہ کے شیطان

نے انکو نہین گہیرا۔ سوامی جی مہاراج کی سفر آخرت کے نظارہ نے پنڈت

گورودت کی زندگی مین عجیب اثر کیا۔ اور اسکی بدولت وہ کندن کی مثل

خالص انسان ہو گیا۔ کہ جسکے قول و فعل و تحریر و تقریر کو آریہ سماج کا ہر ممبر

نہایت عزت و توقیر کی نگاہ سے سنتا اور دیکھتا اور پڑہتا ہے۔

سوامی جی کا ہمیشہ کے لیئے اس زندگی سے قطع تعلق کرنا آریون کے لیئے اس امر کا ایک سگنل یا نعرہ تحریک تہا کہ اے محبان قوم و بہی خواہان بنی نوع انسان اُٹہو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ کیونکہ تمہاری آزمایش اور تمہارے امتحان اور تمہاری کوششون و تمہاری دستگیری اور امداد کا وقت آن پہونچا۔

اور جیسا کہ اس سوامی روپی بزرگ مَنش ملاح نے اس آریہ ورت روپی جہاز کو تباہی اور ناکامی کے گہرے سمندر سے گہستے وقت کہا تہا کہ اے آریہ بہدرپرشون کی سنتانون مین بحیثیت ایک ملاح کے اس برباد ہونے والی ناؤ کو بچانے کے لیئے اپنی جان قربان کرتا ہون۔ تم بہی اُٹہو اور خواب غفلت کو چہوڑو اور اس آنے والی خوفناک حالت کو مشاہدہ کرو اور اس سے بچکر نکل جانے کے لیئے ہر شخص اپنی اپنی ہمت کے بازو سے سہارا لگاؤ اور اپنے من و تن و دہن کے چپون سے اس گرداب مین پہنسی ہوئی بیڑی کو نکالنے کی کوشش کرو۔ امید ہے کہ ایشر پرماتما جو سیکی

کوشش کو نہیں ہیل نہین جانے دیتے - اس کام مین تمہاری سہایتا کرینگے -

اور جو کام کہ اصلاح کا ایشر کی کرپا سے تمہارے ملک اور تمہاری قوم مین آریہ سماج

کے نام سے شروع ہو گیا ہے اسکو جاری رکھو - پس بوجوہات مرقومہ بالا

ہر ایک آریہ کے دل مین یہہ خیال اُٹہہ ہوا - کہ اس موقعہ پر ایک انسٹیٹیوشن

جاری کرنا چاہیئے - کہ وہ سوامی جی کی یادگار ہونے کے سوا سنسکرت ودیا

کے پرچار کا ہی ذریعہ ہو - اس نیک تجویز نے کہ جسکے لیئے جابجا تحریک

شروع ہو کر چندہ کی فہرستین ہی مرتب ہو رہی تہین اسوقت تک کوئی

محدود شکل نہ اختیار کی - جبتک کہ پنڈت گورودت و لالہ جیونداس جی

صاحب اجمیر سے واپس تشریف لائے - انکی تشریف آوری کے بعد

۸ نومبر ۱۸۸۳ع کو آریہ سماج لاہور کے مندر مین ایک عام جلسہ ہوکر یہہ قوم و

ملک کی مفید تجویز پبلک کے سامنے باقاعدہ طور پر پیش کیگئی - جسکو لوگون

نے بہت خوشی رضا و رغبت کے ساتہہ پسند و قبول کیا - ان اصحاب

مین سے جو اس کار خیر کیضرورت کو سامعین کے سامنے ظاہر کرنیکے

لیے کہڑے ہوئے تہے پنڈت گورودت ہی ایک سپیکر تہا جسنے علاوہ

اظہار ضرورت مذکورہ بالا سوامی جی کے آخر دنون کے حالات بہی حاظرین

جلسہ کے سامنے بیان کیے ۔ جنمین کہ وہ ایک ماہ سے زیادہ عرصہ تک

بیمار رہ کر نہایت استقلال و شانتی سے رہگرائے عالم آخرت ہوئے تہے ۔

اس جلسہ کی کارروائی وغیرہ حالات مختصر طور پر ریجن رٹیر آف آریہ ورت

مین چہپے اور بعض دیگر اخبارات مین بہی شایع ہوئے ۔

اُن لوگونکی فہرست مین جنہون نے اسموقعہ پر دیانند کالج کے لیئے چندہ

دیا پنڈت گورودت کا نام بہی درج تہا جسکے مقابل عہ ۵۰ رقم چندہ تحریر تہی

جو انکا ایک ماہ کا پورا وظیفہ تہا ۔

اسواقعہ کے بعد جہانتک مولف کی واقفیت ہے وہ یہہ کہہ سکتا ہے

کہ پنڈت گورودت کبہی اپنے ادائے فرض مین جنکو کہ وہ اپنے ذمہ سمجہتے

تہے قاصر نہین رہے ۔ یعنے وہ اپنے مقدور کے موافق ملک کیخدمت

کرتے رہے ۔ اکثر اوقات سکرٹری سماج کے ساتھ ہمنے اونکو دیانند کالج

کے متعلق اپیل وغیرہ مضامین کا مسودہ بناتے ہوئے دیکہا ۔ اور اُن

مین جو کالج کے لیے بہیک مانگنے جایا کرتے تہے انکو شریک پایا ۔

اپنی چھٹی یعنے کالج کی تعطیل کے دنون مین وہ مختلف خاص خاص مقامات کی سالانہ جلسونپر تشریف لیجایا کرتے تھے۔ اوران دنون کو وہ اپنے خاص لطف اور دل لگی کازمانہ تصور کرتے تھے۔ جس سے انکو اور انکے آریہ احباب کو جنکے ہان وہ بطور مہمان براجمان ہوتے نہایت خوشی اور فرحت حاصل ہوتی تھی۔

لاہور آریہ سماج کے ساتوین سالانہ جلسہ پر انہون نے ایک انگریزی لیکچر دیا جکی گوڑہ مضمون کو بہت کم لوگ ہونگے جو سمجھے ہونگے۔ جنوری ۱۸۸۵ء کے آریہ میگزین مین جہان کارروائی و دیگر حالات جلسہ مذکور چھپے ہین۔ پنڈت جی کے مضمون کی نسبت یہہ ریمارک ہے۔ "پنڈت گورودت کے لیکچر مین اگرچہ استعارات والفاظ مشکلہ بہت تھے لیکن۔ انگریزی دان لوگ اسکو سنکر بہت محظوظ ہوئے۔ اوران کو وہ بڑا مفید اور عمدہ مضمون ثابت ہوا"۔

انکے وسیع مطالعہ اور ذہن خداداد کی صفائی اور خیال کی بلند پروازی نے ثابت کردیا کہ وہ ریفارم کے مشکل کام کے لیئے تیار یا پیدا کیا گیا تھا۔

اور اسکے وجود سے قوم و ملک کو فواید عظیم کی توقع ہے۔

اس سال کے اختتام کے دنون مین سے ایک دن کی ڈایری

مین پنڈت جی بھگتی کی نسبت لکھتے ہین۔ کہ ایشر کا بھگت دولت کی کیا پرواہ

کرسکتا ہے۔ کاشکے ہندوستان بھگتونکا دیش ہوجاوے۔

اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے دل مین بھگتی کی نسبت کیا امنگ تہی

اور اسکے بعد وہ ہمیشہ سچی اور بے غرضانہ بھگتی کا وعظ کرتے رہے۔

۸۵ء کے شروع مین پنڈت جی۔ بی اے مین کامیاب ہوئے اور نمبر اول پر

رہے۔ ۸۴ء مین انکی صحت اچھی نہین رہی جیسا کہ انکی ڈایری سے معلوم

ہوتا ہے۔ اور سماجک کارروائیون مین بہی اسکا بہت سا وقت صرف

ہوا پہر بہی اس کامیابی سے کامیاب ہونا انکی ذہانت کا جسکا مینے بارہا

ذکر کیا۔ کیا کچہہ کم ثبوت ہے۔ اس سال آریہ سماجون مین دو مشکل حل طلب

سوال مبحث طلب تہے جنکا ذکر آیندہ آنیوالا ہے۔ اِن

سوالون کے مباحثہ مین پنڈت جی نے بہت کچہہ حصہ لیا۔ یہہ دو سوال ایسے

واقعہ ہوئے تہے کہ انہون نے سماجون مین اسقدر شور و غوغا مچایا۔ جنکو سنکر و دیکھکر

نشچے ہوتا تہا کہ سماجون مین فریق بندی ہو جاویگی - اور یہہ بات سماجون کے لیے

نہایت خوفناک اور ہانی د ایک ہوگی - اُسوقت ہر ایک خیر خواہ قوم کا دل

ایک نہایت اُلجہن اور فکر اور تشویش مین تہا - ان مین ایک سوال تو دیانند

کالج کی منتظم کمیٹی کے قواعد کی نسبت تہا - اور دوسرا آریہ سماجون کی

پرتی ندہی سبہا کے قیام کی بابت تہا - کئی ماہ تک برابر لاہور انتر نگ

سبہا مین یہہ بحث درپیش اور زیر مباحثہ رہی اور لاہور سماج کے لایق ممبرون

اور منتظمون کو اپنا بہت سا وقت اور دماغ اس مین صرف کرنا پڑا کیونکہ

دیانند کالج اور آریہ سماجون کی آیندہ بہبودی یا بربادی کا مدار انہین دو

سوالونپر تہا - ظاہر بلکہ پرگہٹ ہے کہ جبتک کسی انسٹیٹیوشن کی نبیاد

مضبوط اور مستقل حالت پر نہو وہ ترقی کیسے پا سکتا ہے اور کیسے قایم

رہ سکتا ہے - اسلیئے یہہ نشچہ کیا گیا تہا - کہ ان سوالون کے ہر پہلو پر

خوب سوچا اور بحث مباحثہ کیا جاوے - دیانند کالج کی سوسایٹی

کی ممبری کے قواعد کی نسبت یہہ بحث و تنازعہ تہا کہ آیا صرف ممبران

آریہ سماج ہی اس کمیٹی کے ممبر ہون - یا اورون کو بہی ممبر ہونے کا استحقاق

دیا جاوے - اور پرتی ندہی سبہا کے قواعد کے متعلق زیادہ تر بحث طلب

یہہ سوال تہا کہ ہر ایک آریہ سماج کسقدر تعداد کے پیچہے اپنی طرف سے ایک

ممبر منتخب کر سکتے ہین - اور اس انتخاب کا طریقہ کیا ہونا چاہیئے اور کن شرائط

پر مختلف آریہ سماجون کو اپنے منتخب شدہ ممبرون کو اس سوسایٹی کے شمول

کے لیے بہیجنے کی اجازت ہونی چاہیئے اور منتخب کرنے کا ادہکار کن لوگونکو

ہونا چاہیئے - وغیرہ وغیرہ -

اِن سوالات پر کئی ماہ تک لاہور کے سماج مندر مین جلسے ہوکر مباحثے

ہوتے رہے - جنمین پنڈت گورودت نے بہی کچہہ حصہ لیا - اس تنازعہ

پر لاہور کی انترنگ آریہ سبہا دو فریق منقسم ہو گئی - جنمین سے ایک کے لیڈر

تو لالہ سائیںداس جی صاحب مرحوم تہے - اور دوسرے کے لیڈر

ہمارے لایق بہائی لالہ لالچند جی صاحب ایم - اے تہے - راتون کو

بڑی دیر تک انترنگ سبہا کی نشست ہوتی تہی -

یہہ مباحثات ایک خیر خواہ قوم و ملک کے لیئے عجیب ہی خوش کرنیوالا

نظارہ ہوگا - اسکی طبیعت کس درجہ خوش اور بشاش ہوتی ہوگی - اور اسوقت

اسکے دل مین کن کن خوشی آمیز امیدون کے پہل پہول کہلتے ہونگے۔

جب وہ دیکہتا ہوگا۔ کہ اکثر امیر اور لایق آدمی دن بہر اپنے اپنے کارو بار سے تکان و تکلیف کو اُٹہا کر جاڑے کی ٹہنڈی راتون مین آرام کی خواہش کو کنارہ کر کے جبکہ انکے بہائی اپنے گہرون مین انگیٹہی سلگائے اور اپنی اپنی بیوی اور بچونکو لیئے محبت بہری خوہشون سے رات کو بسر اور دن کی تکان کا معاوضہ کر رہے ہین۔ تاکہ آیندہ صبح کے کاروبار کے لیئے چست و چالاک ہو جائین وہ ایسے آرام کرنے کے سمے مین قوم و ملک کی بہتری کے لیئے اپنے تن و من کو قربان کر رہے ہین جسمین انکا کوئی ذاتی فایدہ یا کوئی نج کیغرض مخفی نہین تہی۔ درحقیقت وہ بہت ہی مبارک سما تہا جسمین ان محبان قوم کے روشن چہرے اپنی اپنی قومی ترقی کے ولولون اور جوشون سے چمکتے تہے۔ اور انکی گردن کی رگین جوش بہری تقریرون کے وقت جو محض پراوپکار کے سانچہ مین ڈہلی ہوئی تہین۔ ہمدردی اور ترقی کے آیندہ خیالات کے خون سے پہولی ہوئی نظر آتی تہین۔ وہ اپنے خیال مین ایسے محو اور غرق تہے کہ بلحاظ ہمدردی قوم اس مخالفانہ بحث مین

لہ اس بحث مین لالہ لالچند و سائیندا اِ جو مخالف پارٹیون کو لیڈ تہو باہم سینہ [illegible] تہے

باہمی رشتہ داریون کا خیال بھی نہین گذرتا تہا۔ تاہم تیار و مستعد تہے کہ جو ٹہیک اور درست قرار پائے اسکو اپنے سماج کے چوتہے نیم کے انوسار فوراً قبول و اختیار کرین۔ چنانچہ آخر کار ہمارے مرحوم بزرگ پریسیڈنٹ صاحب لالہ سائینداس جی کی دانائی اور ہمارے مرحوم بہائی (پنڈت گورو دتا) کی فاضلانہ فصاحت اور مخالف پارٹی کے اولوالعزمی بلند حوصلگی دوراندیشی نے ایک ایسی راہ نکالی۔ جسپر دونون فریق کا اتفاق ہوگیا۔ اور اُسی پر دیانند ویدک کالج کی بنیاد قایم ہوئی۔ اور قایم ہے اور ایسے قواعد مرتب ہوئے۔ جنپر ہر ایک ایسی سوسایٹی فخر کرسکتی ہے۔ یعنے یہہ قاعدہ قرار پایا کہ ہر وہ سماج جو ایکہزار روپیہ تک نقد چندہ کرکے ارسال کرے اسکو یہہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے سماج سے ایک ممبر کو مینیجنگ کمیٹی کالج مین بہیج سکتا ہے اور اسطرحسے جو ممبر منتخب ہون۔ انکو اختیار ہوگا کہ وہ کسی ایسے شخص کو بہی سوسایٹی مذکورہ کا ممبر بنا سکین۔ جو اگرچہ کسی آریہ سماج کا ممبر نہ ہو مگر اپنی خاص علمی لیاقت وغیرہ کیوجہ سے سوسایٹی مذکور مین ایک کارآمد وجود ہوسکتا ہو۔ بشرطیکہ ایسے ممبرونکی تعداد کسی حال مین کل ممبرونکی

ایک تہائی سے زیادہ ہوگی - پرتی ندہی سبہا کے قواعد کا مرتب کرنا ایک
اس سے بہی سخت مشکل مرحلہ تہا - کیونکہ اسکے ساتہہ اور صوبون کی سماجونکا
بہی تعلق تہا - چنانچہ اس معاملہ مین ایسا اختلاف ہوا کہ پنجاب کے آریہ سماجونسے
متجاوز ہو کر ممالک مغربی شمالی کی سماجون تک پہونچا اور اسکے قواعد پر
ایکمدت تک بحث مباحثہ ہوتا رہا - جسکا فیصلہ آخرکار ہمارے لایق و فاضل
قانون دان رائے مولراج صاحب ایم - اے - وایس پریسیڈنٹ
پراوپکارنی سبہا کے مجوزہ قواعد نے ختم کیا - اور وہ قواعد باقاعدہ طور پر
امرتسر سماج کے سالانہ جلسہ پر پنجاب کی اکثر سماجونکی پرتی ندہیون کے مواجہ
مین پاس ہوگئے - جنکے مطابق امن چین سے آجتک پرتی ندہی سبہا او
مختلف سماجین اپنا اپنا فرض ادا کر رہی ہین - رائے صاحب کے قواعد مین
جو کچہہ تبدیلیان کیگئین تجربہ نے ثابت کر دیا کہ وہ مناسب حال نہ تہین اور انپر
آیندہ جلسونمین سماجون کو غور کرنا پڑیگا -

پنڈت گورودت نے ان بحثون مین بہت بڑا حصہ لیا - چنانچہ انکی
ڈایری مین ایک جگہہ لکہا ہے کہ امرتسر سماج کا سالانہ جلسہ قریب آجاتا ہے

پرتی ندہی سبہا کے قیام و قواعد کا معاملہ اسمین مباحثہ کے لیے پیش ہوگا۔

دیکھیے عقل و دانائی و علم و فضیلت غلبہ پاتی ہے یا کہ تعداد و دولت۔

مین امرتسر سماج مین ایک وکیل کے طور پر بہیجا جاتا ہون۔ اور وہ سکیم وہان

پیش ہوگی۔ ہمکو فوراً اصلی اور سچا کام کرنے کے لیئے مستعد اور تیار ہونا چاہیے

لاہور مین سوائے لالہ سائینداس جی کے کوئی میری رائے سے متفق نہین ہے

بعد ازان وہ ممالک مغربی و شمالی کی پرتی ندہی سبہا کے جلسہ اول

مین جو بمقام میرٹھہ قرار پایا تہا تشریف لیگئے۔ اور منشی لچھمی سروپ صاحب

پریسیڈنٹ کی آگیا انوسار معہ اور اپنے پنجابی احباب کے شریک مباحثہ

ہوئے اور ان قواعد کے مرتب کرنے مین جو اس صوبہ کی پرتی ندہی سبہا

کے لیئے تیار کیئے جارہے تہے۔ بہت بحث کی۔ یہہ قواعد پنجاب سبہا کے

قواعد سے کسیقدر مختلف تہے۔ اسی سال لاہور سماج کی انترنگ سبہا

نے آریہ پتر کا اخبار جاری کیا جسمین پنڈت گورودت کے مضامین اکثر

اوقات چہپا کرتے تہے۔ دیانند کالج کے مددگارون کو ایک ایسی فصیح

و فاضل لکچرار کیضرورت تہی کہ جو مغربی علوم مروجہ سائینس و فلاسفی مین

فاضل ہونے کے علاوہ سنسکرت علم ادب کی بہی معقول اور عمدہ لیاقت

رکہتا ہو۔ اور آریہ سماج کو ایک ایسے لایق شخص کی ضرورت تہی۔ جو ویدون

کی متبرک اور مقدس مضامین کو بہارت کے بہولے بہالے بچون مین

پرچلت و پرگہٹ کرے اور انکو دکہلا دے کہ تمہارے گذشتہ آبا واجداد

مہامنی گوتم و پاتنجلی وغیرہ فلاسفی دسائنس و منطق و ہیئت و ہندسہ کے ایسے

گران بہا خزانے تمہارے لیئے چہوڑ گئے ہین۔ کہ اگر انکو باقاعدہ استعمال

مین لایا اور فایدہ اُٹہایا جاوے۔ اور اگر اودیا روپی اندہکار بادل سے

انکی روشنی کو محجوب نکیا جاوے۔ تو تم ہرگز ہرگز نیم وحشی و نالایق وغیر مہذب

کہلانے کے مستحق نہین ہو۔ بیشک اسوقت ایک ایسے آدمی کیضرورت

تہی جو مشرقی تہذیب کے سورج کو جو صدیون سے اودیا روپی بادل سے

چہپا ہوا تہا۔ اپنی شکتی روپی تعلیم کی بادصرصر سے پہر روشن کرے۔ ان

ملک کو ایسی پوترآتما کیضرورت تہی جو اسکے بچون کے دلون سے اس حجاب

کو دور کرے جو مغربی تعلیم کے اثر سے پیدا ہو گیا تہا۔ اور جسکا باعث زیادہ

تر سنسکرت علم سے ناواقفی اور روگردانی تہا۔ اور ایک ایسے پاک روح

کی ضرورت تہی۔ جو اپنی فصاحت اور بلاغت کے زور سے لوگونپر یہہ نقشہ کہینچ
کرا دے کہ ایک ایسے کالج کی حاجت ہے جو اعلے مغربی تعلیم کے علاوہ
ہندوستان کے بچونکو ایشر بہکتی اور ایشر پریم اور ایشر ویدار کی خواہش کا طالب
بنا کر انکو انکے باپ داوون کے سیدہے رستہ پر لاوے۔ اور جہالت
اور خود بینی اور دوسرے کے آسرے پڑے رہنے کی ذلت کیچڑ گہرے گڈہے
سے نکالے اور انکے دلون سے اس خیال کو دور کرے کہ ہم کچہہ نہین
کر سکتے۔ ہم سائنس اور فلاسفی کا کوئی مسئلہ و معمہ حل نہین کر سکتے۔ اور جو کچہہ
ہمارے لئے ضرورت ہے وہ ہی ہمارے مغربی بہائی ہی کرینگے۔ اور
جو کچہہ وہ کرتے ہین وہ عین ٹہیک اور درست ہے۔ ہم مین یہہ لیاقت نہین
کہ کچہہ کر سکین۔ یا انکے کہے کی صحت و غلطی کو جانچین۔ ملک کو اور قوم کو ایک
ایسے ودوان کی اشد ضرورت تہی۔ جو یہہ بتلا دے کہ ویدون مین اور تمہاری
ست گرنتہون مین وہ اصول موجود ہین کہ اگر دہیان دو تو ایسے ایسے عمدہ اور
بڑے مسائل کو کہ جنپر شوپن ہائر اور کومٹی جیسے فاضل عصر اپنی
عمرون کو صرف کر گئے۔ تمکو اپنے شاستروں سے صاف و سپشٹ ہو جاوین

مذکورہ بالا ضرورتون کو پورا کرنیوالا انکو گورنمنٹ کالج لاہور کا ایک ودیارتھی ملا۔

ہان وہ ودیارتھی ایسا شخص تہا کہ جسپر اسکے ہمجماعت اور ہم مکتب فخر کرتے تہے بلکہ جسپر گورنمنٹ کالج لاہور کو فخر تہا اور جس سوسائٹی سے اسکا تعلق ہوتا تہا وہ سوسائٹی فخر کرتی تہی۔ اور اس ودیارتہی کی فاضلانہ تقریرین اور فصیح لیکچر بڑی شانتی اور شوق سے سُنے جاتے تہے۔ سینکڑون آدمی انکے لیکچر کے نوٹس پر جمع ہو جاتے تہے۔ ہر سماج کہ جسمین وہ جاتے پہولے نہ سماتے۔ اور ویدک کالج کے لیئے لیکچراری انکے سپرد کیجاتی۔ بلکہ خاص اس کام کے لیئے مفصلات کی سماجین انکی تشریف آوری کی پرارتہنا کرتین۔ اور جہان وہ تشریف لیجاتے اور اپنے منوہر جوش پیدا کرنے والے ویاکہیان دیتے۔ معقول رقمین چندہ کالج فنڈ کے لیئے جمع کراتے۔

سنہ ۱۸۸۵ع مین پنڈت گورودت اس مشن پر کئی جگہہ تشریف لیگئے اور ہر جگہہ انکی بہت خاطر و مدارات وعزت و توقیر ہوئی۔ یعنے کالج کے لیئے انکو چندہ ملا۔

امرتسر آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر جو لیکچر پنڈت جی نے دیا۔ اسکی

نسبت اکتوبر ۱۸۸۵ء کا آریہ پتر کایون رقمطراز ہے معمولی کارروایون

کا ذکر کر کے کہتا ہے کہ "اسکے بعد پنڈت گورودت لاہور سماج کے لایق

ممبر کہڑے ہوئے - اُنہون نے اپنی فاضلانہ تقریر مین جسمین رگوید کے ایک

منتر کی تشریح کیگئی تہی - اپنے سامعین لوگونپر ثابت کردیا کہ سوامی دیانند

کا یہہ دعوے کہ ویدون مین سب ودیاؤن کے انگ پائے جاتے ہین

صحیح اور درست اور سچا اور ٹہیک ہے - چنانچہ انہون نے دکہلایا کہ

اس ایک منتر مین کرہ ہوائی کے سب اجزا کو دکہلایا اور تبلایا گیا ہے -

اور ترغیب دلائی کہ ویدونکا پڑہنا پڑہانا اور سننا سنانا بہت پہلوون سے

ضروری ہے - اور فرمایا کہ جو لوگ یہہ کہتے ہین کہ وید محض نکمّے اور لچر

کتابین ہین انکا ہی فرض ہے کہ وہ امنین سے نکالکر دکہلا دین کہ کون

کون سی تحریر ویدون مین لغو اور نکمی ہے تا کہ وہ اپنے قول کی سچائی لوگونپر

ظاہر کرسکین - اور بنا پڑہے پڑہائے یا بنا جانے بوجہے یہہ کہہ دینا کہ وید

عقل کے مقابلہ مین ہیچ ہے - اور بچون والے گپ شپ ان مین بہرے

ہوئے ہین - دعوے بے دلیل ہے دیانند ویدک کالج ویدون کا پرچار

کریگا - اور آریہ سنتان کے اس دعوے کے ثبوت مین کہ ویدون مین دین و دنیا سب کے لیئے ہدایتین اور صداقتین موجود ہین - بل دان کریگا پس ہر شخص کا جو آریہ نسل سے ہونے کا دعوے کرتا ہے خواہ وہ ہندو کہلاتا ہو یا کچھہ اور - فرض ہے کہ وہ انکی مدد کرے - اس تقریر کے بعد دسہزار روپیہ تک رقوم چندہ تحریر ہوئین - اس سال کے اخیر مین وہ سرحدی ٹلک کی بہادر اقوام مین یعنے راولپنڈی کے سالانہ جلسہ پر تشریف لے گئے اور سولہ سو روپیہ تک وہان چندہ ہوا - یہہ سال انکی کالج لایف کو ختم کرتا ہے - کیونکہ مارچ سنہ ۸٦ مین انہون نے ایم - اے کا امتحان پاس کیا - اور اسمین بھی نمبر (۱) ہی رہے - اس امتحان مین انہون نے میڈیکل سائنس یعنے طبعیات لیا تھا -

فصل چہارم

اپریل سنہ ۸٦ مین پنڈت گورودت پشاور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ

مین شامل ہوئے جہاں دو ہزار چھہ سو روپیہ چندہ ویدک کالج فنڈ کے
لیئے لکھا گیا تھا۔ جو لکچر انہون نے ۳۱ مئی ۱۸۸۶ء کو لاہور آریہ مندر مین ایک
عام جلسہ مین دیا۔ اسمین دیانند انگلو ویدک سکول کے (جسکے وجود مین لانے
کے لیئے یکم جون ۱۸۸۶ء کا دن مقرر ہو چکا تہا) مقاصد و منشا کو نہایت
فصاحت سے بیان کیا۔

اور بہی کئی ایک لکچر ان دنون مین پنڈت جی نے باغبانپورہ اور فیروزپور
اور دیگر مقامات مین دیئے جنمین انکو خوب کامیابی ہوئی۔ یعنے سب
جگہون سے چندے جمع ہوئے۔ انکا دوسرا مشہور لیکچر آریہ سماج امرتسر کے نوین
سالانہ جلسہ پر ۷ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو ہوا۔

جسکی نسبت آریہ پتر کا یہہ لکھتا ہے (اسکے بعد پنڈت گورودت ودیارتھی
ایم۔ اے۔ کا دیانند انگلو ویدک کالج کے بارے مین ایک نہایت پُر
زور اور موثر لکچر ہوا۔ اور پنڈت جی کی تقریر نے حاضرین کے دلون کو ہلا کر
ایک عجیب اثر پیدا کیا۔ انہون نے دلایل سے اس بات کو ثابت کردیا
کہ ہر ایک آریہ کا فرض ہے کہ وہ اس سنسکرت و مغربی سائنس و علوم و

فنون کے مہاودیالی کے بنانے مین مدد کرے - اس اپیل نے بہت اثر
کیا - اور لکچر کے خاتمہ پر پھیا پیہ نقد میز پر جمع ہوئے - علاوہ ماہ وار وعدہ کے
چھہ چاندی کے اننت دو سونے کی انگوٹھیان - اور ایک چاندی کا
چاند کالج فنڈ کے لیئے اُتار کر دیے گئے) یہہ اُن لکچرون مین سے ایک
لکچر تہا جسنے گرو دت کو پنڈت گرو دت کہے جانے کا ٹھیک مصداق
ثابت کر دیا - اور اُسدن کے بعد ہمیشہ ہم انکو پنڈت کے لقب سے
ملقب ہوتے ہوئے دیکہتے رہے - وہ شہرت اور نیکنامی جو اسطرح
سے ترقی پذیر ہوئی لاہور آریہ سماج کے نوین سالانہ جلسہ پر ایک معقول حد تک
پہونچ گئی - اسموقعہ پر پنڈت جی نے دو لکچر دیئے - جو انکی نہایت فاضلانہ
موثر اور فصیح لکچرون مین سے گنے جاتے ہین - ان مین ایک اردو بہاشہ
مین دیانند انگلو ویدک کالج پر تہا اور دوسرا انگریزی مین آریہ سماج پر تہا -
چھہ ہزار روپیہ کے قریب نقد اور چار سو روپیہ کے قریب قیمت کے زیور
وغیرہ اشیا جمع ہوئے اور جو رقم کہ وعدہ کی گئی - انکی تعداد ایک ہزار
کے قریب تھی - اسکے بعد ۷ ہر دسمبر سنہ ۱۸۸۶ع کو جالندہر کے تعلیم یافتہ اشخاص

کی ایک بڑی جماعت کے سامنے اسی مضمونپر ایک لکچر دیا۔ حاضرین

جلسہ کو یہہ امر نشچہ ہو گیا۔ کہ ملک کے لیئے ایک ایسے کالج کے وجود کی ضرورت

ہے کہ جسمین علاوہ ذہنی تعلیم کے اخلاقی تعلیم بھی اعلے درجہ کی ہو جسمین

ایکہزار نوسو نقد جمع ہوئے۔ اسدن سے لیکر پنڈت گورو دت ودیارتھی

لوگونکے نزدیک لایق تعظیم ہوتے جاتے تہے۔ جو تعظیم کہ یہہ لوگ انکی

لیاقت اور دیگر صفات کیوجہہ سے کرتے تہے اسکو ہم انگلنڈ کے ایک

بہت بڑے مصنف کے الفاظ مین ہیرو ورشپ کہتے ہین۔ ہیرو ورشپ

کسیطرح سے بھی آریہ سماج کے مذہبی اعتقاد سے برخلاف نہین ہے۔

سری رامچندر و سری کرشن جی کی معمولی ہندو ورشپ سے یہ بالکل برعکس

ہے۔ کیونکہ اسمین انکو خدا کا اوتار مانا جاتا ہے۔ جو سوسایٹی کہ کوئی ہیرو نہین

رکہتی اور جو سوسایٹی کہ اپنے شہیدون کی بہادری کو تعظیم اور عزت کی نگاہون سے

نہین دیکہتی۔ وہ ایک عمدہ اور لایق سوسایٹی کہلانے کے مستحق نہین ہے

اور جسقدر جلدی دنیا سے اسکا وجود مٹجائے۔ اسیقدر وہ تمام بنی نوع انسان

کے لئے مفید ہے۔

اس سال مین ایم - اے ہونے کے بعد پنڈت جی گورنمنٹ کالج
لاہور مین سائنس کے اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے - اس عہدہ کے
فرائض کو پنڈت جی نے نہایت لیاقت کے ساتھہ ادا کیا - اسی سال مین پنڈت
جی نے ایور ویدک شاستر (یعنے طبابت کا ویدیہ) کو پڑہا - اور آرین طب کی
خاصی لیاقت حاصل کی - اخیر مین وہ اس طب کے ایسے مداح ہوئے کہ انہون
نے ایک موقعہ پر ایسا لکہا ہے کہ یورپین طب ہندوستان کے باشندون کو
کمتفی نہوگی - اس سال کے جون مین پشاور آریہ سماج نے دیانند انگلو ویدک
کالج سوسائٹی کی مینیجنگ کمیٹی مین انکو اپنی طرف سے ممبر منتخب کیا -
اسی سال وہ سکول کمیٹی کے بہی ممبر ہوئے - اس سال مین انکے لب و
لہجہ مین ایک عجیب ترقی نظر آئی - اور انکو ایک یہہ خیال پیدا ہوا کہ آریہ
سماج کے بعض ممبر کارروائی عملی کے لحاظ سے بہت پیچہے ہین - چنانچہ
۱۹ جنوری کو جب کہ وہ سیر کر رہے تہے انکو یہہ خیال پیدا ہوا - کہ جو کچہہ
مین کہتا ہون اسپر عمل بہی کرتا ہون یا نہین - پہر وہ لکہتے ہین کہ اعتقاد کا
نتیجہ عمل ہے اور جو سماجک ممبر کہ کہتے ہین اور کرتے نہین - وہ گویا

اس امر کو ظاہر کرتے ہین کہ وہ ان باتون پر پورا اعتقاد نہین رکہتے۔

سوامی کہہ سکتا تہا کہ مین کامیاب ہوا۔ کیونکہ مینے جو مانا اور کہا اسپر عمل کیا۔ تم عمل نہین کرتے ہو۔ مگر صرف اعتقاد رکہتے ہو۔ اسلیئے تمہارا یہہ اعتقاد سچا اعتقاد نہین۔ جون جون انکی شہرت بڑہتی گئی۔ اور جون جون وہ دور تک فصیح اور فاضل مشہور ہوتے گئے۔ تون تون وہ اپنی کمزوریون سے زیادہ ہی زیادہ (کونشنس) یعنے واقف ہوتے گئے۔ جبکہ دنیا اسکو خدا کیطرف سے بہیجا ہوا ایک مصلح قوم سمجہہ رہی تہی۔ انکو خود ایسی تجویز کی سوچ تہی کہ جس سے وہ اپنی آتما کی اصلاح کرین۔ چنانچہ اس فکر کو انکی ڈایری مین ہم کئی جگہہ نوٹ کیا ہوا پاتے ہین۔ جسمین سے ہم صرف ایک نوٹ ۲ر جولائی سنہ ۱۸۶ع کا نقل کرتے ہین۔ کیا ممکن ہے کہ مین اپنی اصلاح کر سکون۔ اور اگر ہے تو کس وسایل سے مین ایسا کر سکتا ہون۔ یہہ فقرہ ہمکو گورودت ودیارتہی کی اعلے سچائی اور سادگی کا ثبوت دیتا ہے۔ وہ اس بات کو جانتا تہا کہ اسکی اصلاح وقت کی انضباط پر اور ان لوگون کو جو اکثر حالتون مین محض ملاقات پیدا کرنیکی غرض یا کسی مشکل مسئلہ مذہبی کے حل کرنے کے مطلب سے یا محض انکی لیاقت

کاامتحان لینے کے ارادے سے یا پڑہنے اور سیکہنے کیغرض سے آیا
جایا کرتے تہے اور جنکو انہون نے کبہی نہ روکا تہا منع کرنے پر منحصر ہے
ہم اس مضمون کو اچہی طرح انکی بیماری کے حالات لکہنے کے موقعہ پر ظاہر کرینگے
اس سال کی تعطیلات یوم کلان مین وہ میرے لالہ سائیں داس و لالہ مدن سنگہ
صاحب و پنڈت شیو رام دت امرتسریہ کے ساتہ دہلی کو تشریف لے گئے
یہانپر ہم سیر کرنے کیغرض سے نہین گئے تہے بلکہ کالج کے لیئے چندہ فراہم
کرنے کی نیت سے گئے تہے۔ پنڈت جی نے لالہ گردہاری لال وکیل کے
مکانپر دو لکچر دیئے۔ اور ہمین ہمکو فراہمی چندہ کے لحاظ سے معقول کامیابی
ہوئی۔ ایک دن ہم مشہور مینار قطب صاحب کے دیکہنے کے لیئے گئے۔ اور
وہان پر تہی راج کے قلعے کو دیکہتے ہوئے پنڈت جی نے اسکی بناوٹ وغیرہ
پر بہت دہیان دیا۔ اور اپنے بزرگون کی عظمت اور شان و شوکت کو یاد
کر کے ایک آہ سرد بہری۔ اور پہر وہان سے ہمایون کے مقبرہ کو آتے
ہوئے رستہ مین پنڈت جی نے کئی ایک پتہر کی کنکریان سڑک پر
سے چنے۔ اور کہا کہ ہر ایک قسم کے پتہر کے ٹکڑے ہین۔ جو سائینٹفک تجربات

کے لیئے بہت کارآمد ہین

اس تمام سال مین انکی صحت بہت خراب رہی۔ جسکا سبب یہہ تہا
کہ انکی آتما اور جسم پر متواتر سخت محنت پڑتی تہی۔ مختلف امراض کی شکایتین
انکی ڈایریون مین پائی جاتی ہین۔ جسمین صرف ایک کا یہہ نتیجہ ہوا۔ کہ کئی دفعہ
یودو لا کا ڈگ جانا ہوا۔ اور ایکدفعہ وہ ایسے موقع پر ہوا جب کہ اسنے اگلے دن
ہی پنڈت جی کو لاہور سماج کے سالانہ جلسہ پر اپنا لکچر دینا تہا۔ لیکن انکی محنت
کش طبیعت نے اپنی قوم اور ملک کی اصلاح کے راستے پر اِن شکایتون
کو حایل ہونے کی اجازت ندی۔ یہانتک کہ آخرکار انکو تپ دق کا مرض
مہلک لاحق ہوگیا۔ اسطرحسے اس سال مین انکی روحانی اور اخلاقی فطرت
کو بڑی نمایان ترقی ہوئی۔ جس سے انکی فراخدلی اور بلند پروازی کا بدیہی
ظہور ہوتا تہا۔ پنڈت جی کی پاک طبیعت جون جون کہ اپنی ترقی عمر
کے ساتھ ویدک دہرم کی زیادہ سے زیادہ گہری تعلیم کو حاصل کرتی
چلی گئی۔ وون۔ وون آتما کی اندرونی ماہیت علم کے ساتھ جو اتبک
بہت ادنے درجہ تک پہونچا تہا۔ نہایت حیرت انگیز سچے اخلاق کی طرف

ترقی کرتے گئے۔ پولیسی وغیرہ کو انکے اخلاقی دہرم شاستر مین کوئی جگہ

نہ تہی۔ ایکدفعہ میرے ایک معاملہ کی بابت یہہ جہگڑہ اُٹہا کہ وہ اخلاقی طور

پر بالکل ٹہیک ہے یا نہین۔ اسکو پنڈت جی نے نہایت زور سے جسقدر

کہ وہ کہہ سکتے تہے یہہ کہا کہ یہہ سچے دہرم اور اخلاق کے خلاف ہے

جبکہ مین اپنے بچاؤ کے لیئے دلایل دے رہا تہا۔ تو مینے کئی دوستون

کی رائے کو جن مین سے ایک آریہ سماج کا عہدہ دار بہی رہ چکا تہا پیش

کیا۔ اور ساتہہ ہی پنڈت جی کی ایک دفعہ کی پہلی منظوری کو بطور یاددہانی

بیان کیا۔ (مین اپنے اس کام کو صراحت سے بیان کرنا نہین چاہتا۔

کیونکہ اسکا شایع کرنا بے فایدہ ہے۔ بلکہ ممکن ہے کہ شخصی تنازع مین ڈالے

جس سے مین ہمیشہ بچنا چاہتا ہون۔ میرے اِن سب عذرات کے جواب

مین پنڈت جی نے مجہکو ایک طول طویل چٹہی لکہی)۔ یہہ چٹہی نوٹ پیپر کے

آٹہہ صفحونپر بہت باریک قلم سے گنجان سطرون مین لکہی ہوئی ہتی۔ اُسپر

۱۳ اپریل ۱۸۹۳ع کے تاریخ درج ہتی۔ پنڈت جی کی نارضگی اس بات سے

ہی پائی جاتی ہے کہ انہون نے معمولی محبت کے طریقہ کو چہوڑ کر مجہکو اس خط

کے شروع مین ہی "لالہ لاجپت رائے" سے مخاطب کیا۔ مین اپنے پورے
خط کی نقل یہان نہین کرونگا۔ بلکہ صرف کہین کہین سے کوئی کوئی فقرے دونگا
جوکہ پنڈت جی کے اعلے اخلاق کو ظاہر کرینگے۔

ایک دوست کی بابت جسکا اوپر ذکر ہوا لکھتے ہین۔ کہ مینے بہت سے
خوشی کے لمحے اُسکے ساتہہ گذارے ہین۔ اسلیئے مین اسکی محبت رکھتا ہون
اور اُسکو پسند کرتا ہون۔ لیکن بغیر کسی ایسے خیال کے کہ مین اسکو کوئی اہتمام
دون۔ مین اچھی طرح جانتا ہون کہ مذہب اور اخلاق کے بارے مین اسکا علم صرف
ظاہری ہے اور ان مضامین کی گہرائی کو نہین پہونچا۔ مگر مین یہہ ہی جانتا ہون
کہ وہ سادہ اور صاف دل آدمی ہے۔ اسلیئے مین اسکے قول کو کسی اخلاقی
یا مذہبی معاملہ مین قدر و منزلت والا نہین خیال کرتا۔ لیکن تمہاری اس فعل کو منظور
کرنے کے بارے مین فلان شخص نے جو رائے دی۔ اسکا ظاہر ہونا میرے
لیے بہت تکلیف کا موجب ہوا۔ مین کبھی یہہ خیال نہین کرتا تہا کہ وہ شخص جوکہ
بظاہر ویدک مسایل اور اواگون کا معتقد ہے اور ایک پرانا اور پرجوش
آریہ پرش ہے جسکی کہ عمر انہین خیالات کے اعتقاد مین گذری ہے۔ اور جوکہ

سرشٹی کا ایک اخلاقی حاکم مانتا ہے۔ اور جبکہ یہ ماننا ظاہری خداشناسی

کے طور پر ہی نہین بلکہ حقیقی اور اصلی خداشناسی کے رتبے تک پہونچا ہوا

ہے۔ ہان مین یہہ کبہی خیال نہین کرتا تہا۔ کہ ایسا شخص تمکو ایسا کرنے کی

اجازت دیگا۔ اس سے مجہکو رنج کے علاوہ یہہ بہی معلوم ہوا کہ موجودہ

دنیا کے لوگ تنگ حوصلہ اور روحانی و اخلاقی مسایل سے لاپرواہ

اور دنیوی خواہشون مین بہت مبتلا ہین۔ اس سے مجہپر ظاہر ہوا کہ کسطرح

سے عمدہ سے عمدہ مخلوق خدا جو کمینہ صفت اور بددیانت سوسائٹی

کو ازسرِنو ڈہالکر خوبصورت اور مکمل بنا سکتی ہے۔ آخرکار سخت سے سخت

بیماریون اور کمزوریون کے شکار ہوئے جاتے ہین۔ اے سب طاقتورون

سے طاقتور پرماتما جو عمل شروع ہوچکا ہے اُسمین برکت دے اور اس ہی

ضرورتی سرشٹی کا آدہار ہوگا۔ آگے جاکر میرے اس عذر کے جواب مین

کہ انہون نے خود مجہکو اس فعل کی اجازت دی تہی وہ یہہ تحریر کرتے ہین۔ کہ مجہکو

بخوبی یاد ہے کہ مینے جواب بہت تامل سے دیا تہا۔ اگرچہ ایسے تامل سے

نہین دیا تہا۔ جس سے یہہ ظاہر ہوتا کہ مجہکو اس سے نفرت ہے۔ لیکن مجہکو

بخوبی یاد ہے کہ مینے کیا جواب دیا تہا ۔ مینے یہہ کہا تہا کہ صرف اس فعل کے
کرنے سے میری نظرون مین تمہاری وقعت کم نہ ہوگی ۔ ہان صرف اس فعل
سے اب مین اپنے اس فقرہ کی تشریح کرتا ہون ۔ مین جانتا تہا کہ خلاف اخلاق
ایک فعل کرنا گویا دوسرے خلاف اخلاق فعل کا زینہ ہے ۔ جو شخص ایکدفعہ کوئی
خلاف خلاق کام کرتا ہے وہ آسانی سے دوسرے موقعہ پر ایسا ہی فعل کرنیکو
تیار ہوجاتا ہے ۔ نہین میرا مطلب یہہ تہا کہ اگر تم اسقدر مضبوط دل نکلوگے کہ
آیندہ کو کبہی ایسے افعال مین نہ پڑوگے تو اس فعل کے کرنے سے مجہکو تمہاری
طرف سے تبدیل محبت لازم نہ ہوگا ۔ مینے اسوقت صرف اس تمہاری ضرورت
کا خیال کیا تہا جو تمکو اس فعل پر آمادہ کر رہی تہی ۔ کیونکہ مینے خیال کیا تہا کہ ایسا
کرنے سے جو فایدہ تمکو حاصل ہوگا ۔ اسکا کئی گنا بدلا تم اسطرح سے ادا کر سکتے ہو
کہ نہایت متدین اور سچے اور اعلے درجہ کی قومی ہمدردی کی زندگی بسر کرو
لیکن میرا تمام اسٹیمٹ یعنے اندازہ غلط نکلا ۔ تم نے اسکے بعد اپنی زندگی کو
سچی زندگی نہ بنایا ۔ بہت دفعہ شیطان نے تمکو کامیابی سے ترغیب دی ۔
ہان بعض وقت شیطان روپیہ کی شکل مین تمہارے سامنے آیا ۔ بعض وقت

اسنے تمکو عزت اور غرور کی امیدین دلاکر پہیلایا اور تم ایسے کمزور نکلے کہ اسکے
پہسلانے مین آگئے - جب اُس خلاف اخلاق فعل کی طفیل جو دنیوی
فایدہ تمکو مدنظر تہا حاصل ہوگیا۔ تو تمنے اپنی زندگی کو عقلاً اور اخلاقاً اور سچے
دہرم مین ترقی دینے کی پروانہ کی - تم چہوٹی چہوٹی باتون مین گہرے رہے -
اگر ترقی کی تو معمولی رواج کی پیروی مین اور ہر دلعزیزی کے حاصل کرنے کی
کوشش مین تمنے مشرقی طریقے ادب کے یا ممالک مغربی شمالی کے
طریقہ ہائے تکلف اختیار کیئے۔ سیدہے سادہے مردانہ طریقون کی بجائے
کیا پوشاک مین کیا ملازم رکہنے مین ظاہرداری سے کام لیا۔ ایشر نے ایک
امانت تمہارے سپرد کی - اور تمنے اسکی قدر نہ کی - پرماتمانے ایک ہونہار
جوان کو درستی اصلاح اور آ[illegible] بنانے کے لیئے تمہارے راستہ
مین ڈالا۔ مگر تمنے اُسکو خفیہ طور پر دنیا کے دہوکہے بازیان - کمینہ پن -
اور دیگر برائیون کے خیالات فاسد مین ترقی کرنے سے نہ روکا (مصنف
کو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ فقرات اِنہون نے بہت سی غلط واقفیت پر
تحریر کیئے -) جو کچہہ مینے تمکو تحریر کیا ہے اپنے تجربہ سے تحریر نہین کیا - کیونکہ

میرے جیسے گنہگار کا تجربہ ہی کس لایق ہو سکتا ہے۔ مگر ہردے کی آواز

سے لکھا ہے۔ میرا یہہ کام نہین ہے کہ لعنت کرون ملامت کرون۔

گالی دون۔ یا برا بہلا کہون۔ یا تمکو ناراض کرون۔ بلکہ اعلے فرایض انجام دینے

مین قانون الٰہی کا بیان کرنا میرا فرض ہے۔ میرا کام ہے کہ اُس قانون کو

صاف تمہارے سامنے پیش کر کے تمسے اسبات کا طالب ہون کہ

تم اسکو پسند کرو۔ خواہ مین ہمیشہ تمسے اسکی پیروی کرانے مین ناکامیاب

رہون۔ اگر تم آزادمنش اور نیک ہونا چاہتے ہو۔ تو مین تمسے سچے اور کہلے

دل ہونے کی درخوست کرتا ہون۔ چونکہ مین بہی بڑا پاپی ہون۔ (اگرچہ بدمعاش

نہین) مجہکو بہی نصیحت کرنے مین شرم آتی ہے۔ لیکن الٰہی طاقتین یعنے

ایشوری آوازین مجہکو ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہین۔

اے صداقت کے فرشتو! مجہکو اپنے بازوُن مین اُٹہا لیچلو۔

مین اُس کتاب کی پرواہ نہین کرتا۔ خواہ ہیچہ یا نہ ہیچہ۔ میرے نزدیک اسکی

کچہہ حقیقت نہین رہی۔ (ایک فرنسیسی مصنف کی کتاب کیطرف اشارہ ہے

جو پنڈت جی کی میرے پاس تہی) میرے نزدیک مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ

اندرونی چشمۂ علم تمام زندگی کے لیئے کافی ہے۔ بلکہ اسکے مقابلہ مین

ہزار زندگیان بہی تہوڑی ہین۔ مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مین سچے دل سے

لکہتا ہون ۔ اسواسطے میری نظر مین یا میرے دل مین کسی قسم کی دنیوی

غرض مد نظر نہین۔ پرماتما میری رکشا کرین۔

اے کم عمر نوجوان! اگر وہ کتاب تمہارا جی چاہے تو اسکو خوب بغلمین دبا

رکہو اور کبہی اُس سے علیحدہ نہو۔ لیکن یاد رکہین کہ انسان مین ایک

بہت ہی زیادہ اعلےٰ درجے کی اور نفیس۔ بہت ہی

زیادہ بلند پرواز راحت کے دینے والی فطرت ہے

جسکو تمنے انوبہو نہین کیا۔ ہان انسان کی ذات مین

خدائیت اور دیوت کا سروپ ہے۔ اسکو بقدر اپنے

طاقت کے حاصل کرنے کے لیئے طیار ہو جاؤ۔ بقدر

تمہاری قابلیت کے اُسکا حصہ تمکو ملے گا۔ مین تمکو

یقین دلاتا ہون ۔ کہ اگر انسان ایک دفعہ اپنی اندرونی

طاقتون اور بے بہا قابلیتون سے آگاہ ہو جاوے

تو میرا خیال ہے کہ اس دنیا کے تمام عذاب گناہ اور
تکالیف اسکو اپنے پرماتما کے سروپ مین دیوتون کی
مانند سروقد چلنے سے نہین روک سکین گے

اس اخیر کے فقرہ کو اگر تم چاہو۔ تو سو دفعہ پڑہو اور اسکے مطلب
کو انوبھو کرو۔ جبتک تمہارے ہردے کے بہتیر سے بہتیر کے پردونکو
چہیدن نہ کردے۔ مین تمکو فقط یہی تسکین دیکتا ہون۔ اور اسی سے تمہاری
تشفی کر سکتا ہون۔ ایشر پرماتما تمہاری رکشا کرین۔ اور تمکو اعلے درجہ کی
شریف کامونکیطرف رہبر ہون۔

"پرماتما کی مہربانی سے تمہارا سچا بہی خواہ اور سچے دل
سے دعا گو اصلاح دینے والا (اگرچہ خود بڑا پاپی) گورودت
ودیارتھی"

ہان اگرچہ سو دفعہ تو نہین۔ مینے اس چٹھی کو بارہا پڑہا ہے۔ اور اب
جبکہ کاتب کو ملک الموت اپنے لافانی بازوں پر اڑا لیگیا۔ میرے ہردے
سے یہہ دعا نکلتی ہے کہ اے پرماتما اس آتما کو شانتی دیجیے۔ جسنے مجھ

شانتی کا رستہ تبایا۔ اے دوسرے دنیا مین رہنے والے جہان کہ تو اپنی
پوتر آتما کی طاقتونکو ترقی دے رہا ہے اب بہی مجہے رہنمائی دیتا رہو مین
جانتا ہون کہ اس چہٹی کے مشتہر کرنے سے لوگ مختلف قسم کے الزامات میرے
اوپر قایم کرینگے اور طرح طرحکے خیالات میری نسبت اپنے دل مین لاوینگے
لیکن مین اس امر کی چندان پرواہ نہین کرتا جس فعل پر کہ اس نا راضگی کا ظہور
ہوا تہا وہ بلا شبہ پاپ تہا۔ اور اسیقدر سخت نا راضگی کا ستوجب تہا۔ کیونکہ
جس سے میرے دلمین یہہ شیطانی خیال پیدا ہوا تہا کہ اخلاقی قوانین کی تاثیر
وقت اور زمانہ پر منحصر ہے۔ بلا شبہ یہہ بڑا پاپ تہا۔ زیرا کہ کوشش
لیگئی تہی۔ کہ مروجہ قواعد اخلاقی کے ذریعہ فعل مذکورہ کی تائید کرنی چاہیے
اور اگر اور کسی مطلب سے نہین تو صرف اسی خیال سے مین خوشی سے
اس چہٹی کو اشاعت دیتا ہون۔ کہ جس چہٹی سے میری نسبت جو خیالات
لوگونکے دلون مین پیدا ہونگے وہ میرے کئے کی سزا ہوگی۔ اگرچہ مین
اپنے ناظرینون سے اسقدر کہنا چاہتا ہون کہ زیادہ تر یہہ نا راضگی اس بات
سے ظہور مین آئی تہی جیسا کہ چہٹی کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ

مینے کچھہ عرصہ تک اپنے پبلک فرائض کیطرف سے عدم توجہی ظاہر کی تہی۔

بعض دیگر افعال ہی تہے جنکو شاید پنڈت جی مذکور کر دیتے۔ اگر اسکے

ساتہہ پبلک فرایض کی عدم توجہی اسکے دل مین زخم نکرتی۔

چونکہ اس چٹہی سے پنڈت جی کے اعتقاد اور اخلاق کا اسقدر اندازہ ہوسکتا ہے،

لہذا ان چٹہی کو شایع نکرنا ہی پاپ مین داخل ہوتا۔ اس چٹہی کے سرسری مطالعہ

سے ہی اُن لوگون کی دروغگوئی ظاہر ہوجاتی ہے۔ جو پنڈت جی کی مذہبی

اور روحانی تعلیم کے بابت شبہات ظاہر کرنیکے عادی ہین۔ پنڈت جی

بیگناہ نہین تہے اور نہ انہون نے ایسا ہونے کا دعوے کیا۔ ہر ایک شخص

یہہ سمجہہ سکتا ہے کہ وہ ایسے کم عقل نہ تہے کہ ایسے شخص پر فصاحت خرچ

کرتی جو انکو ویسا ہی جواب دیکتا تہا۔ مگر در اصل اُن دنون پنڈت جی مین

اعلے قسم کی تبدیلی وقوع مین آچکی تہی۔

انکے مذہبی خیالات اور اخلاقی عادات بڑی تبدیلی مین تہے۔

یہانتک کہ وہ جو کچہہ انکے دل مین آتا اسکو ظاہر کرنے سے نہ رک سکے۔

مین اِس موقعہ پر درج کرنا چاہتا ہون کہ اس چٹہی سے مجھکو یقین ہوگیا۔ کہ میرا

فعل ضرور خلاف اخلاق تہا۔ مینے انسے معافی مانگی۔ اور انہون نے مہربانی
کر کے مجہے معاف کر دیا۔ اس سلسلہ خط و کتابت کو پورا کرنے کے لئیے
مین ایک کارڈ متعلق اسی مضمون کے یہان درج کرتا ہون۔ جو چٹھی مذکورہ بالا
کے آنے سے ایک یا دو روز پہلے ہی مجھکو ملا تہا۔ اسکا مضمون یہہ تہا۔

لالہ لاجپت رائے

مینے تمہارا کارڈ پڑہا۔ مین اُس شخص پر رحم کرتا ہون جو خود نیکی اور صداقت
کے رستہ سے بہٹکا ہوا دوسرونکی اخلاقی اور روحانی بلڑے کو خراب
کرنے کے درپے ہے۔ بجاے اسکے کہ تم مجہے پاپ اور مطلق بد انتظامی
اندرونی کیطرف رہبری کرو بہتر ہو کہ تم مجہہ سے ناراض رہو یا میرے ساتہہ
بدسلوکی کرو۔ یا میریطرف ناشکر گذاری کے خیالات رکہو۔ اسوقت میرا دل
بہرا ہوا ہے۔ لیکن سردست صرف ایک کارڈ ہی میرے پاس ہے جسپر
لکہون۔ پرماتما برکت دین کہ اس سے ایک گم گشتہ راہ ہٹ کر۔ پہر گلے
مین آملے

تمکو ناراض کرنیوالا
گورودت ودیارتہی

مجھکو صاف طور پر یاد ہے۔ کہ اسکے بعد میرے پاس کئی چھٹھیات آئین کہ
جنمین اُنہون نے میری غلطی کو درگذر کر دیا۔ اور ۱۸۸۱ء کی چھٹھیات سے آگے
کچھہ فقرے نقل کرونگا جس سے میری بیان کی تائید ہوگی۔

فصل پنجم

۱۸۷۶ء مین پنڈت جی فزیکل سائنس کے قایمقام اسسٹنٹ پروفیسری
کے عہدہ سے پروفیسری کے عہدہ پر مسٹر اوسن کے قایمقام مقرر ہوئے۔
اور اس عہدہ کے کام کو اُنہون نے ایسی لیاقت سے انجام دیا کہ ہر شخص نے
جسکو اسکے کام کے دیکھنے کا موقعہ پڑا۔ پنڈت جی کی تعریف کی۔ ۱۸۸۷ و ۸۸ء کے
سشن مین وہ تمام طلبا کہ جنہون نے امتحان مین سائنس لی تہی۔ سائنس مین پاس
ہوئے۔ یہانتک کہ وہ لڑکا ہی پاس ہوگیا کہ جسکی نسبت خود پنڈت جی فرماتے
تہے کہ یہہ پاس ہونے کے لایق نہین تہا۔ اسطرح شوشیل حالت مین ایکدرجہ بڑہ جانے

پر بھی انکی روحانی اور حب الوطنی طبیعت نے ایک بہت بڑی طاقت کا اظہار

کیا۔ انکی ڈایریون کے ملاحظہ سے جو کہ ایک موقعہ پر معرض تحریر مین آینگے۔

پہلے بات اچھی طرح سے ثابت ہو جاویگی۔ اور ویدک کالج کے متعلق کوششون

سے دوسری طاقت یعنے حب الوطنی کا ثبوت ملیگا۔ ۳۱ جنوری کو جو لکچر

گوجرانوالہ مین پنڈت جی نے دیا۔ اسکی نسبت آریہ پتر کا یون رقمطراز ہوا۔

"پنڈت گورودت ودیارتھی ایم۔ اے نے دیانند کالج پر ایک نہایت

ہی دلچسپ لکچر دیا۔ اور اس لکچر کو انہون نے یجروید کے اس منتر سے شروع

کیا۔ असुर्य्या नाम ते लोका अन्धेन तमसा

॥ वृता: ॥

اور ثابت کیا کہ درحقیقت وہی لوگ آتمک گہاتی ہین جو شاستر ونکے احکام کو

نہین مانتے۔ اور برہمچرج وغیرہ کے قواعد کی پابندی نہین کرتے اور کہا کہ جو برائیان

آجکل پہیلی ہوئی ہین وہ بچپن مین شادی کرکے برہمچرج کو توڑنے کا نتیجہ ہے

اودیا۔ کمزوری۔ بدمعاشی۔ اسی کی اولاد ہین۔ اور ان امور کی تائید مین سائنٹفک

دلائل پیش کین۔ اور سری سوامی دیانند سرستی کی مثال دیکر بیان کیا کہ دیکھو برہمچرج

کا اثر کیا ہوتا ہے کہ اخیر عمر تک دوران خون پورے زور سے اُنکے جسم مین ہوتا رہا اور کسی حواس مین ذرا فرق نہین آیا اور دوسرا صریح ثبوت یہہ ہے کہ میری جوان بینائی انکے بوڑہی عمر کی بینائی کا مقابلہ نہین کر سکتے تہے۔ اور بہت سی مثالون سے اہنون نے حاضرین کو اچہی طرح نتیجہ کرا دیا کہ اگر تم شاسترون کو نہین جانتے ہو اور انپر عمل نہین کرتے ہو تو یہہ نتایج پیدا ہوتے ہین۔ اخیر پر اہنون نے کہا کہ ویدک کالج کے قایم ہونے سے تمہارا یہہ نقص جاتا رہیگا۔ کیونکہ وہ تمکو تمام وہ اصول تعلیم کریگا۔ جو کہ انسان کو دنیا مین اپنی زندگی کا مقصد پورا کرنے کے لیے ضروری اور مفید ہین۔ لوگون نے انکی اس اپیل کو گوش دل سے سنا اور ایکہزار کے قریب نقد جمع ہو گیا۔ اگرچہ وعدہ مین اس سے دوگنی رقم اور بہی لکہی گئی۔

مین ان طول طویل مضمونون کو اس امر کے ثبوت مین لکہتا ہون کہ ہر دفعہ جب پنڈت جی نے اپنے اس دل پسند مضمون پر لکچر دیا۔ ایک نئے اور انوکہے طریق سے اسکو نبہایا۔ ۲۷ مارچ کو انہون نے اسی مضمون پر جہلم مین ایک ویاکہیان دیا۔ یہان اہنون نے ویدون کے الہامی ہونے کے

بیان سے ایک ویاکہیان شروع کیا اور ویدک تعلیم کی دوبارہ رواج دینے

کیضرورت پرختم کیا۔ دوہزار کے قریب چندہ جمع ہوگیا۔ جسمین سے ایکہزار

نقد تہا۔ اس لکچر کے ذکرمین ہمارے دوست آریہ پترکا نے پنڈت جی کو

دیانند ویدک کالج کے موید مشہور لکچرار کے لقب سے ملقب کیا۔ جب اسکو چہہ

ماہ کے قریب گذر گئے تو دیانند کالج کی امداد مین چندہ جمع کرنے کیغرض سے

ممالک مغربی شمالی واودہ سے جانے کو ایک ڈیپوٹیشن تیار ہوا۔ اور پنڈت

جی بہی اسمین شامل کیے گئے۔

اِس ڈیپوٹیشن کے جانے کا خیال ۱۸۸۶ء کی موسم گرما سے شروع

ہوا تہا۔ لیکن اس سال پنڈت جی نے بدین سبب کہ انکے پتا بہت سخت

بیمار تہے۔ جنکے پاس حاضر رہنا انکا بہت ضروری تہا۔ ڈیپوٹیشن کے ہمراہ

جانا منظور نہین کیا جسطرح سے کہ پنڈت جی نے اپنے اس ناقابلیت کو برداشت

کیا وہ اُنکی اس تحریر سے معلوم ہوتی ہے۔ جو ۱۰ر جولائی ۱۸۸۶ء کو میرے نام

آئی"۔

وھو ھذا

"میری والدہ بزرگوار بہت کمزور ہین۔ اور مظفر گڈہ مین بستر بیماری پر پڑے ہوے

ہین وہ چاہتے ہین کہ مین انکے پاس رہون۔ مین لاہور مین صرف ایک قایمقامی کے

عہدہ پر ہون۔ بلاشبہ انکے یہان آنے پر مین بہت زیر بار ہونگا۔ اور باہر نہ

جا سکونگا۔ سماجک مشن پر پہیرے جانے کا ارادہ اسطرحسے پورا ہو سکیگا۔

حقوق پدری اور فرایض قومی باہم کش کش مین ہین۔ ہر تعطیل کے دن ملتان جاتا (دل اُٹہتا نہین)

ہون اور واپس آتا ہون۔ اسکے بارہ دن بعد جوانکا خط آیا اسمین یون لکہا تہا

کہ "گرودت ودیارتہی کو افسوس ہے کہ وہ مظفر گڈہ نہین چہوڑ سکتا۔ اور شاید

اسکو اپنی تعطیلات گرما وہین گزارنی پڑین۔ اس باعث وہ وعظ کرتے ہوئے (بہ مجبوری)

پہرنے سے سخت معذور ہے۔ میرے پتا سخت بیمار ہین اور وہ ہر وقت مجہے

اپنے پاس رکہنا چاہتے ہین۔ مین نہین جانتا کہ مجہے انکے خوش رکہنے کے لیئے

کیا کیا قربانی کرنی ہونگین"۔

مؤلف اس امر سے رُک نہین سکتا کہ اس خط سے دو چار فقرہ اور دیگر (چاہون)

جنمین اصلاح کے متعلق بہت عمدہ خیالات پائے جاتے ہین۔ اور جو مجہہ ہیچمدان

کو بہت عمدہ نصایح دلپذیر دیتے ہین۔ چنانچہ وہ لکہتے ہین۔ "لالہ لاجپت رائے

کیا تم کسی اور مستقل تجویز کا خیال نہین کر سکتے۔ جو تمکو قومی کام کرنے مین مدد دے

تم حصار یا رہتک مین کیا کر رہے ہو - زندگی اس طریقہ سے کہ جسمین تم اسکو بسر کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہو گذارنے کے قابل نہین ہے - کیا وہانپر تمہارے کوئی محب دلی ہین - اگر ہین تو خوش رہو - اور مبارک ہو - کیا تمکو وہانپر اپنے ملک کو بہتر حالت مین لانے کی کوئی امید بن پڑتی نظر آتی ہے - میرے خیال مین ایسا باور کرنا بیہودہ پن ہے - کیا تمکو اپنی طبیعت کے بہاؤ کے بڑہانے کے موقعے وہانپر حاصل ہین - تمہارے دل لبہانے والی فصاحت کا تاج گر گیا - اور ایک نامردانہ سی آواز اسکی جگہہ قایم ہوئی مین تمہارے خانگی خیالات کو اچہیطرح خیال کرتا اور سوچتا ہون - اگر ممکن ہو تو ملک اور قوم کی بہتری کی تدابیر سوچو - شہرت ایک عجیب اور غریب ترغیب ہوتی ہے - لیکن اے میرے پیارے دوست شہرت کے پیچہے مت مرو - ملک کے اصلی او مستقل فایدہ کی کوشش کرو - بغیر اس خیال کے کہ تم اپنے کو اس سے زیادہ ظاہر کرنیکی کوشش کرو جسقدر کے کہ تم مستحق ہو اور کچہہ پروانہ کرو - کہ اگر تمکو اسکا نتیجہ اتنا نہ ملے جسکے کہ تم اپنے تئین مستحق سمجہتے ہو - چپ چاپ کام کرتے چلے جاؤ آیندہ نسلون مین تم ذکر خیر سے یاد کئے جاوگے - اور یہی تمہارا

انجام ہوگا نسل موجودہ ایسی نسل نہین ہے کہ جس سے ہمکو شہرت کا مندر مین داخل ہونیکا بر
مانگنا چاہیئے۔ اُس شخص کیحالت بہت افسوسناک ہے کہ جو محض شہرت کا خواہشگار ہو کر
ظاہری اور بناوٹی تحفہ تحالیف سے اس دیوی کے پیچھے چلتا ہے۔ بیشک یہہ الفاظ
سنہری حروف مین کندہ کیئے جانے کے مستحق ہین۔ ویانند کالج کے لیئے مشن پر جانے
کی خواہش کا اظہار مینیجنگ کمیٹی کے ایک رزولیوشن مین ہوا تہا۔ اور اسکے زیر حکم ڈیپوٹیشن
بنائی گئی تہی۔ لیکن یہہ خوبی قسمت سے وہی مصیبت کہ جو ۱۸۸۶ء مین پنڈت کو جانی
مین سدراہ ہوئی۔ پہر ۱۸۸۷ء مین بہی ظاہر ہوئی۔ اور پنڈت جی کے والد سخت بیمار
ہو گئے۔ اور انکو اپنے بزرگ پتا کی وفات کا خوف دامنگیر ہوا۔ اُس مبارک
باپ نے اپنے عزیز و فرمانبردار اکلوتے بیٹے کو خوشی سے اجازت دی کہ وہ اس مشن کو
لیئے جاوے۔ وہ بیٹا بہی مبارک تہا جسکو ایسا باپ ملا تہا اور وہ باپ بہی بہت دہنیا دکی
یوگ تہا جسکو ایسا مشہور اور لایق محب وطن پسر خدا سے مرحمت ہوا۔ جولائی اور
اگست مین وہ ملتان سے جہانکہ انکے پتا تہے متواتر آتے جاتے رہے۔ اور جہانتک
ممکن ہوسکا اپنے پتا کے آرام کے لیئے انہون نے انتظام کیئے۔ ۲ ستمبر کو ڈیپوٹیشن
کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ لاہور سے روانگی کے وقت اس بارہ مین لالہ لالچند ایم۔ اے

اور لالہ مدن سنگہ بی۔ اے۔ لالہ جوالا سہائے صاحب اور پنڈت جی تہے۔ دہلی کو جاتے ہوئے لالہ دوارکا داس ایم۔ اے۔ بہی شامل ہوگئے۔ اور دہلی مین جاکر ساتہہ ہی انکی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ مجہکو یاد ہے کہ جب ہم دہلی مین تہے تو پنڈت جی کو ہر وقت اپنے پتا کے سورگ دہام ہونے کی خبر سننے کا اندیشہ دامنگیر رہتا تہا اور انکو ایسی سخت فکر اور تشویش رہتی تہی کہ تقریباً ہر روز انکی صحت کی خبر دریافت کرنے کے لیے تار دیا کرتے تہے۔ اس ڈیپوٹیشن کا کام زیادہ تر لوگون کے گہرون پر جاکر مدد کی درخواست کرنا تہا اگرچہ ہر مقام پر لیکچر بہی دیئے جاتے تہے لیکن چندے کی اپیل پبلک جلسون مین پیش نہین کیجاتی تہی۔ ان لوگون کے گہرونپر جاکر اپنی اس درخواست کا اظہار کرنے اور پہر وہان انکی سخاوت اور فیاضی کی امید پر منتظر بیٹہے رہنے وغیرہ کی تکلیفات کو وہی جان سکتے ہین۔ جو کبہی اس قسم کے کامون مین شریک ہوئے ہون۔ اس چند روز کے تجربہ سے جو مجہکو دہلی مین ہوا مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ یہہ کام بہت ہی ناگوار کام تہا۔ اگر قومی اور ملک کی بہبودی کی غرض سے نہوتا۔ گالیان اور طعن اور تشنیع اور دلخراش الفاظ ان لوگون کا انعام اور حق الخدمت تہی جو قومی بہبودی کے لیئے بہکہ منگو بنے تہے۔ یا جنہون نے اپنے ذاتی عزت

دنیوی حیثیت کو قومی بہبودی کے لیئے اسخیال سے خاک مین ملانا منظور کیا تہا۔

کہ انکی قوم ہی دنیا مین ایک اعلےٰ کہلانے کی مستحق ہو۔ین جو کہ بدقسمتی سے بباعث

بیمار ہوجانے کے دہلی سے واپس حصار آگیا۔ اس اولوالعزمی اور بلند حوصلگی

کا پورا پورا اظہار نہین کرسکتا۔ جو ان لوگون سے اسموقعہ پر ظاہر ہوئی۔ اور جس سے

اُنہون نے اس کام کو نبہایا لیکن اُن ریپورٹون سے جو لالہ مدن سنگہ صاحب

بی۔ اے کی قلم سے آریہ پتر کا مین شایع ہوئین یہہ کہہ سکتا ہون کہ اس ڈیپوٹیشن

نے پنجاب آریہ سماج کی عزت رکہہ لی۔ اور پنڈت گورودت ودیارتہی ام۔ اے۔

اور لالہ دوارکا داس صاحب کے لکچرون نے ہر اُس شخص سے کہ جو انکا سامع ہوا مدح

اور ثنا حاصل کی۔

قریباً ڈیڑہ ماہ کے عرصہ مین مقامات مفصلہ ذیل مین یہہ ڈیپوٹیشن گیا۔ اور

زاید از پانچہزار روپیہ لایا۔

علیگڈہ۔ بریلی۔ مراد آباد۔ لکہنو۔ بنارس۔ الہ آباد۔ کانپور

فرخ آباد۔ فرخ آباد سے کچہہ نہین لیا گیا۔ کیونکہ جو رقم وہان پیش کیگئی۔ وہ عطاکنندگان

کے رتبہ و حیثیت سے کمتر تہی۔ اور علاوہ ازین ممبران ڈیپوٹیشن فرخ آباد مین زیادہ

اسلیئے گئی تہی کہ وہ فرخ آباد آریہ سبہا سدون کی اندرونی نااتفاقی کو اتفاق

سے تبدیل کرین - ممالک مغربی شمالی کے بہت سے ہال پنجابی ڈیپوٹیشن

کے صاف اور مضبوط اور دلکش نعرون سے گونج اوٹہے - اس ڈیپوٹیشن کے

اخراجات کے متحمل ہونے کا مینیجنگ کمیٹی نے ذمہ لے لیا تہا - لیکن ممبران ڈیپوٹیشن

مین سے کسی صاحب نے خرچ لینا منظور نہین کیا - اور ہر ایک صاحب اپنے خرچ کا آپ

متحمل ہوا - ۲۹ اکتوبر کو یعنے ڈیپوٹیشن کے واپسی سے چند روز بعد ہی ہم اس

اُن تہک روح کو راولپنڈی سماج کے سالانہ جلسہ پر شامل ہونے کے لیئے پہر

بر سر سفر پاتے ہین - جہانکہ اُسنے دو فاضلانہ لکچر دیئے - جنمین سے ایک سوکہشم

شر پر تہا اور دوسرے مین رگوید کے پہلے دو منترون کے ویاکہیا کی تہی

پہلے لکچر کے اثنا مین انہون نسے حاضرین کیخدمت مین اپیل کی - اور اُن سے

درخوست کی کہ سامعین روحانی ترقی کے لیئے خاص توجہہ کرین -

راولپنڈی آریہ سماج کے جائینٹ سکرٹری کی رپورٹ سے جو جلسہ مین شامل تہا مین

مفصلہ ذیل فقرہ اخذ کرتا ہون - جسکے ساتہہ کہا جاتا ہے کہ پنڈت نے اپنا

لکچر ختم کیا - اُنہون نے فرمایا کہ اگر آپ لوگون کو یہہ یقین ہے کہ آپکے اندر کوئی آتما

اور اگر آپ کو یہہ بہی یقین ہے کہ آپکی زندگی اس بیرونی نقشہ کے بکہر جانے سے ختم
نہو جائیگی۔ اور کوئی چیز انکے اندر ایسی ہے جو جسم کے فنا ہونے کے بعد باقی
رہیگی۔ اور اگر آپ چاہتے ہین کہ آپکی یہہ فنا ہونیوالی آتما ترقی کرتی چلی جائے
اور اسبات سے بہی واقف ہین کہ علم اور لیاقت کے حصول سے یہہ غرض حاصل
ہوسکتی ہے۔ تو آپ ضرور دیانند انیگلو ویدک کالج کی امداد کرینگے۔ کیونکہ روح
کی ترقی تمام بنی نوع انسان کی مشترکہ غرض ہے۔ اسلئے تمام ہندو مسلمان
وعیسائیون کو اس کار خیر مین شریک ہونا چاہیئے۔ اس اپیل کا نتیجہ ایکہزار دوسو
ترپین روپیہ بہر رہ پائی تہا جو اسیوقت وصول ہوا۔ پنڈت جی یون ہی کہ
لاہور پہونچے ایک رات بہی آرام نکیا تہا کہ تار برقی نے انکو اپنے پیارے پتا
کی موت کی خبر وحشت اثر سنائی جسکے جواب مین پنڈت جی نے فوراً اپنے رشتہ دارون
وملازم کو تار دیا۔ کہ وہ انکے پتا کے جسم کو انکے آنے تک بجنسہ رکہین۔ اور خود فوراً
ملتان کو چلدیئے۔ تمام رسمیات ویدک ریتی کے مطابق کیگئین۔ اور اسکے ایسا
کرنے مین صرف ایک ہی رکاوٹ تہی کہ جسکا انکو خوف تہا کہ مبادا انکے ماتا
کے خیالات انکے مقابلہ مین نہ آجائین۔ برادری کی مخالفت کی وہ بالکل پرواہ

نکرتے تھے ۔ اور ہم خوشی سے لکھتے ہین کہ اُنکی والدہ نے بھی اُنکے ارادہ مین مزاحمت
نہ کی ۔ جس ہمت اور اخلاقی دلیری سے کہ اُنہون نے اس موقعہ پر کام لیا ۔ وہ آریہ
پتریکا مورخہ ۱۵ نومبر ۱۸۸۶ع کے پرچہ سے اخذ کئے ہوئے مفصلہ ذیل فقرون
سے ظاہر ہوتے ہین ۔ ایڈیٹر نے اول اس حادثہ پر انسے ہمدردی ظاہر کی ہے ۔
اور لکھا ہے کہ ہماری بھائی نے اسموقعہ پر دلیری سے کام کیا ۔ اور اپنے والد کا مرتک
سنسکار ٹھیک کتاب آلہی کے احکام کے مطابق کیا ۔ اور ہر چند اُنکی برادری نے
جسمین ملتان کے بہت سے مقتدر اور بارعب باشندے شامل تھے اُنکو ہمیشہ کیلئے
برادری سے خارج کرنے کی دہمکی دی ۔ مگر اُنہون نے انکی اِن بیہودہ دہمکیون
کی کچھہ پرواہ نہ کی ۔ اور صاف طور پر یہہ کہا کہ آپ جو چاہین سو کرین ۔ مگر مین اپنے
ارادہ کو تبدیل نہین کرسکتا ۔ اور اپنے والد کی موت کی رسومات ویدک ریتی سے کرونگا
برادری نے بار بار خفا ہوکر بہت سی دہمکیان دین ۔ مگر وہ اپنی جگہہ سے مطلق نہ ہلا ۔
اور اسطرح بے پرواہ ہوکر ایسا کام کیا جیسا کہ ایک آریہ کو کرنا چاہیئے تہا ۔ مرتک سنسکار
کے مطابق لاش کو جلتی ہوئی دیکھنے کے شوق مین سینکڑون مرد و زن جنکے نزدیک
یہہ کارروائی ایک انوکھی بات تہی ۔ مردہ کے ساتھ شمسان بھومی تک گئے

اس انبوہ کثیر مین بہت حصہ اُن لوگونکا تہا جو ممبران برادری سے نزدیک یا دور کا
تعلق رکہتے تہے اور اگرچہ لوگون کو اسطرحپر شامل ہونے سے روکنے مین کوئی
دقیقہ فروگذاشت نہین کیا گیا۔ یہانتک کہ بعض صور تومین مار پٹائی بہی ہوئی۔ مگر
تاہم اس نئی کارروائی کے دیکھنے کا شوق اس زور سے بڑہا ہوا تہا کہ تمام قیود
کو توڑ کر عام لوگون نے مترک سنسکار کو دیکہا ہمارے بہائی کی اس دلیرانہ کارروائی
کا عمدہ اثر ہوا جسکو سماجک و غیر سماجی لوگون نے بہی محسوس کیا۔ اور اس موقعہ
پر پنڈت کے مردانہ طریقہ نے نام ہاتر آریہ پرشون کو یہہ دکھلا دیا کہ آریہ نام بہی
کچہہ وقعت رکہتا ہے۔ یعنے اس نام کے گرہن کرنے سے وہ بعض فرایض کا
ذمہ وار بنتا ہے۔ اور پبلک و پرایوٹ معاملات مین تمام نقصانات کو برداشت کر کے
ایک خاص طریقہ کی پیروی کی پرتگیا کرتا ہے اور بیرونی لوگون کو یہہ ثابت ہوا۔
کہ آریہ لوگون مین مضبوطی عمل بہی ہے اور وہ جانتے ہین کہ کسطرحسے صداقت
کو قایم رکہنا چاہیے۔ اندازاً ان رسومات کی ادائیگی مین ہمارے بہائی کو دو سو روپیہ
خرچ کرنا پڑا حالانکہ معمولی طور پر لاش کو داہ دینے کے لیئے صرف بیس یا بائیس روپیہ سے
زیادہ نہ صرف ہوتا۔

اپنے پتا کا مرتک سنسکار کرتے ہی پنڈت جی فوراً لاہور کو واپس آئے جہان کہ

لاہور آریہ سماج کے دسوین بارشکو تسب کے لیئے طیاریان ہو رہی تہین۔ اسموقعہ

پر اُنہون نے دو ویاکہیان دیئے ایک بہاشا مین دیانند کالج کی امداد مین۔ اور

دوسرا انگریزی زبان مین مسئلہ تثلیث پر۔ ہم ان لکچرون مین سے جو دستیاب نہین ہے

اسلیئے اُنکی بابت مفصلہ ذیل فقرات اخبار آریہ پیترکا سے اخذ کرتے ہین۔ ایڈیٹر

اخبار مذکور لکہتے ہین۔

"یہہ کوشش کرنا کہ جس جوش وگہرے خیالات سے پنڈت جی نے اسموقعہ

پر تقریر کی۔ اس تقریر کی ناظرین کے سامنے کچہہ بہی تصویر کہینچی جاوے تو ایک امر

محال مین کوشش کرنا ہے۔ اُنکی اثناء تقریر مین ایک عالم حالت خموشی مین تہا۔ اور

قریباً یا کچہہ ہی کم تین ہزار کا مجمع ہو رہا تہا۔ اُنکے ہر ایک فقرہ مین صداقت اور شوق کی گونج

پائی جاتی تہی اُنکے قول ایسے ہردے سے نکلتے تہے جو اُنکے معنون کو اچہیطرح

سے انوبہو کرتا تہا۔ اُنکے لہجہ اور اُنکی زبان سے بلاشبہ یہہ نتیجہ نکلتا تہا کہ اُسکو اپنے

ہر ایک قول پر دشواس ہے۔ ایسے جذبہ مقناطیسی پیدا کرنے والی سپیچ

کبہی ہمارے سننے مین نہین آئی۔ درحقیقت جو بات کہ دل سے کہی جاوے

وہ باوجود اپنی سادگی کے اُس اعلےٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت سے کہین بڑہکر

ہوتی ہے جو اوپرے دل سے بغیر اسکے کہ کہنے والے کا دل اُسکی صداقت

کو محسوس کرتا ہو کہی جاوے۔ اُنہون نے بہت سے موقعونپر سوامی دیانند سرسوتی

کی زندگی کے واقعات کو بیان کر کے اپنے خیالات کو حاضرین کے دل

پر نقش کیا۔ اور ہم راست راست بیان کرتے ہین کہ ہمنے بہت سے اشخاص کی آنکھون

سے آنسو نکلتے ہوئے دیکھے۔ ہمارے اخبار مین کافی گنجایش نہین کہ ہم اُسکو

لکچر کا خلاصہ بہی ہدیہ ناظرین کرسکین۔ یہہ کہنا کافی ہے کہ انکا لکچر ایک عجیب و غریب

لکچر تہا۔ اُنکے لکچر کا خلاصہ دیانند اینگلو ویدک کالج تہا۔ جو بقول اُنکے اُن ابدی

صداقتون کے یادگار مین قایم کیا جارہا ہے جنکا سوامی جی نے اپنے جیون

مین پرچار کیا۔ اُنہون نے کہا کہ یہہ صرف اُن صداقتون کی یادگار قایم ہو رہی ہے

نہ کسی چیز کی جو اُن صداقتون سے ہین یعنے علیحدہ ہو۔ اُنہون نے کہا یہہ یادگار

سوامی دیانند کی ذات کی نہین ہے بلکہ اُن مذہبی اور اخلاقی اصولون کی ہے

جنکا پرچار کرنا سوامی نے اپنی تمام زندگی مین اپنی اعلےٰ درجہ کا اودیش سمجہا تہا

جو کوئی اُن ابدی صداقتون اور کبہی نہ تبدیل ہونیوالی اور کبہی نہ فنا ہونیوالی مسایل

مذہبی کی قدر کرتا ہے اُسکا فرض ہے کہ دیانند اینگلو ویدک کالج کے فنڈ مین مدد

دی۔ لیکچرار نے کہا جو لوگ میرے خیالات سے متفق نہین ہین اُن سے میری

درخواست نہین ہے کہ ایک کوڑی سے بہی دیانند کالج کی مدد کرین۔ کیونکہ

مین ہر قسم کی ظاہرداری سے سخت نفرت کرتا ہون۔ لیکچرار نے اپنا لیکچر نہایت

زور شور کے چہیر مین ختم کیا۔ قریب پانچہزار روپیہ کے اُسموقعہ پر چندہ ہوا جسمین سے

چار ہزار اکیسو اٹہائیس اُسیوقت نقد وصول ہوئے۔ انگریزی لیکچر کی بابت اخبار

مذکور لکھتا ہے۔

اس لیکچر مین پنڈت صاحب کو پوری کامیابی ہوئی اور خلاصہ اُسکا یہہ تہا

کہ کوئی دہرم قابل یقین اور درست نہین ہو سکتا۔ جبتک وہ تین بہیا بلکل ایک

دوسرے سے بہن۔ مگر ابدی پیدا رہتون یعنے پرکرتی جیو آتما اور پرماتما کی موجودگی کا

اُپدیش نہ دیتا ہو۔

اگلے ماہ مین اُنہون نے چار لیکچر دیئے جسمین سے تین انگریزی زبان مین تہے

اور ایک بہاشا مین۔ انمین دو لیکچر انگریزی زبان مین مقام لاہور مین دئے گئے

ایک اندرونی زندگی کی اصلیت پر تہا۔ یہہ مشتمل رسالہ چہپکر مشتہر ہو چکا اور کسی دوسری

دوسرے موقعہ پر ہم اُسکا ذکر کرینگے اور دوسری زندگی کے اودیش پر تہا۔

باقی دو لیکچر مقام اجمیر میں دئے گئے۔ ایک صداقت پر اور دوسرا آریہ سماج کی وشے پر۔

مین ان دونون اجمیر کے لیکچرون مین موجود تہا۔ اور بہروسے کیساتہہ کہہ سکتا ہون کہ اُمین سے پہلا ایک نہایت اعلےٰ درجہ کی فضیلت کا لیکچر تہا۔ اس لیکچر کے مضمون سے اُنہین خاص لگاؤ تہا۔ کیونکہ اُنکو ہر قسم کی حکمت عملی و چالبازیون سے سخت نفرت دلی تہی۔ اور وہ زندگی کی شدہتا پر بہت زور دیتے تہے اس لیکچر نے سامعین کے ہردے چہیدن کر دئے۔ اور بہت سے بہائیون کو بربادی کے گہری اغار سے گرتے ہوئے بچایا۔

دوسرے لیکچر کا زور بہت سا ہو جہہ سے کم ہو گیا تہا کہ وقت مقررہ سے پہلے ہی پنڈت جی کو کسیقدر حرارت ہو گئی تہی۔ مگر تاہم یہہ ناسازگی طبیعت اُنکے لیکچر دینے کے سد راہ نہوئی۔ اور اُنہون نے وقت مقررہ پر قریبًا ایک گہنٹہ بہر تک لیکچر دیا۔

ان لیکچرونکا ذکر کرتے ہوئے ہم یہہ بہی ذکر کر دیتے ہین کہ اُسموقعہ پر موسیو لف

لالہ سائیندا س جی مرحوم۔ لالہ ہنسراج۔ اور لالہ جوالا سہائے اجمیر کی بموقعہ
جلسہ پراوپکارنی سبہا گئے تہے اور انہیں دنون دیانند آشرم کا بنیادی پتھر
رکہا گیا تہا۔ پشکر سے جہان سیر کے لیے گئے تہے۔ واپسی کے وقت قریباً
۲۰ سبہاسد جو دیگر صوبجات سے شامل ہوئے تہے پنجاب کے آریہ سماجون
کی فخر کی سادگی طبیعت کو دیکہکر بہت حیران ہوئے۔ ممالک مغربی شمالی کو
خصوصاً اس بات پر ذرا حیرانی ہوئی کہ پنجاب کے سبہاسدون نے جنمین سے سب
معزز صاحب تہے۔ چنے اور گڑ کہانے کی رغبت ظاہر کی۔ وجہہ اسکی یہہ
تہی کہ پہاڑی سے اوترتے ہوئے جو بہوکہہ تیز معلوم ہوئی۔ تو کہانے کے
لیئے ایک دکان پر سے جسمین مٹہائی اور چنے موجود تہے چنے اور گڑ لے لیا
کیونکہ دیگر مٹہائی میلی تہی۔ اجمیر سے روانہ ہوکر جےپور ٹہیرے۔ جہان جنتر منتر
کی جو مہاراجہ جے سنگہ سوائی کے بنائے ہوئے ہین بہی سیر کی۔ جس سے معلوم
ہوتا تہا کہ یہہ جگہہ کسیوقت اچہی علمیت کی جا تہی۔ اس مقام مین بہت سے ثبوت
اس تنزل کے پائے جاتے تہے۔ جسنے ہندو لوگونکو اعلے درجہ کی علمی ترقی سے
گراکر انکے نام کو صفحہ ہستی سے مٹادیا۔

فصل ششم ۱۸۸۸ء

۱۸۸۸ء کے جنوری کی ۱۸ تاریخ کو پنڈت صاحب نے لاہور آریہ سماج کے مندر مین ایک ایسے مضمونپر ویاکہیان دیا جو کئی طرح سے غور طلب ہے۔ اُنہون نے اپنے اس لکچر مین یہہ خیال باندہا کہ کرشن جی مہاراج واقعہ مین کوئی شخص نہ تہے بلکہ صرف فرضی نام ہے۔ اس لکچر کی بابت ہم آریہ پتر کا مورخہ ۱۳ جنوری ۱۸۸۸ء سے حسب ذیل اخذ کرتے ہین۔

اس لکچر کا وشے کچھہ نرالا ہی تہا۔ لکچرار نے ثابت کیا کہ ہندؤن کا یہہ خیال کہ کرشن جی ایشر کا اوتار تہے اور کہ اُنمین معجزات دکہلانیکی طاقت تہی۔ یا یہہ کہ اُنہون نے ایک خاص قسم کے طریقۂ فلسفہ کی تعلیم دی یہہ بالکل لچر ہے اور اسی ضمن مین لوگونکے ایک اور عام خیال کی بہی تردید کیگئی۔ یعنے کہ کرشن جی نے مہابہارت کے مشہور (ہیرو) جانباز بہادر سپہ سالار ارجن کو ایکطرح مہابہارت

کے یُدہ کے لیئے ترغیب دی اور اسطرح سے اصل مین سری کرشن جی ہی آریون کے
تنزل اور ہندوستان کی موجودہ گری ہوئی حالت کا باعث ہوئے۔ لکچرار نے
بیان کیا کہ یہہ خیال سری کرشن جی کی اصلی تعلیم کی غلط فہمی سے پیدا ہوا
ہے۔ اُنہون نے کہا کہ دوسرا جنم یعنے مُنش کا روحانی جنم کیا ہے۔ وہ اصل
مین پرماتما تک پہونچنے کا نام ہے۔ مُنش دنیا اور اُسکی اصلیت پر وچار کرتا ہوا
بہت سی منزلین طے کرتا ہے۔ ہر ایک منزل مین باقاعدہ طور پر اُسکے عقلی
بھاگ کو اُسکی روحانی خیالات کے ساتھہ لڑائی کرنی پڑتی ہے۔ اور بہت
دقتون کے بعد وہ اپنے عقلی حصہ پر غالب آتا ہے جبکہ پرماتما کا گیان جو عقل
سے حاصل ہونا محال ہے واقعہ مین ایک روحانی نظارہ (انوبھو) ہو جاتا ہے
(مولف) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جی نے اسموقعہ پر دوسری
عبارت مین یہہ خیال ظاہر کیا۔ کہ جبتک مُنش کا پرماتمک گیان عقل کے بھروسہ
پر رہتا ہے تب تک اصل مین اُسکو ایشر پراپتی نہین ہوتی۔ ایشور پراپتی جب ہی
ہوتی ہے۔ جبکہ وہ تمام یکتیون پر غالب آکر اپنی آتما مین ایشور پراپتی کے پرمانند
کو انوبھو کرتا ہے اور سچی بھگتی اور پریم سے مست ہوتا ہے۔ یہہ وہ حالت ہے

جو سچی روحانی آنند کو پہونچاتی ہے۔

لائق لکچرار نے کہا کہ گیتا جو سری کرشن کے تمام اپدیشونکا خلاصہ ہے۔

سر بسر یہی سکشا (تعلیم) دیتی ہے اور اسلیئے لوگون کے جملہ خیالات متذکرہ

بالا جو سری کرشن کی بابت پر چلیت ہین دراصل بے بنیاد ہین۔ اور گیتا کے مختلف

حصہ اُن مختلف منزلون کا ذکر کرتے ہین جنمین انسان کو پیشتر اسکے کہ وہ انسانیت

کی اعلے پدوی کو حاصل کرتا ہے۔ گذرتا ہے۔ لکچرار نے کرشن اور اُنکے

حالات کی حضرت عیسےٰ اور اُنکے حالات سے مطابقت کرنیکی کوشش

کی اور بیان کیا کہ جو لوگ یورپین ممالک مین جاکر آباد ہوئے وہ بوجھہ اپنی

دیرینہ علیحدگی کے شری کرشن کی سکشا یعنی تعلیم مین سے چند مجمل خیالات

اپنے ہمراہ رکہتے ہین۔ جنکا انجیل مین ذکر کیا گیا ہے۔ اگرچہ اِن خیالات مین

بہت سے لوگونکو لکچرار کے ساتھ اتفاق نہو گا اور شاید صاحب ایڈیٹر آریہ

پترکا بہی منجملہ اُنکے ایک ہین۔ مگر یہہ خیالات کیسے ہی انوکھے کیون نہ

معلوم ہون۔ خصوصاً ہندؤنکو جنکو کرشن۔ ارجن۔ اور مہابہارت کے

دیگر نامی اشخاص کے کارنامے گاتے ہوئے صدہا سال گذر گئے۔

اور جو آجتک اونکی کارناموں کو ٹہیک اور درست مانتے چلے آئے ہین۔ یہہ
خیال کیسے ہی نئے کیون نہ معلوم دین۔ مگر جو لوگ کہ زمانہ کی لہر کیطرف خیال
رکہتے ہین اور اخبارات اور نئی تحقیقاتون کو جو دن بدن ہوتی ہین پڑہتے رہتے
ہین وہ تہوڑی وچار سے بہی یہہ نہین کہہ سکتے کہ ہمارے دوست کے یہہ خیال بالکل
پوچ تہے۔ ہماری رائے مین یہہ خیالات مہابہارت کی آئندہ محققین کے ہاتہہ
مین پورے طور پر غور پانے کے قابل ہین۔

اسی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو اُنہون نے امرتسر آریہ سماج کے سالانہ جلسہ
پر ایک بہت بڑے مجمع مین سامعین کے سامنے ویدک تلقین کی خوبیون پر
ویاکہیان دیا۔ اپنے معمولی طریق سے اُنہون نے ایک یا دو منتر ونکی ویاکہیا سے شروع
کیا۔ اڈیٹر صاحب آریہ پتر کا تحریر فرماتے ہین کہ وُہ یہہ ویاکہیا اسقدر فضیلت و
اسقدر سچی جوش اور علمیت کی بہری ہوئی تہی۔ کہ ہر ایک لفظ حاضرین کے دلونمین
جگہہ پکڑتا جاتا تہا۔ اس لکچر کی رپورٹ آریہ پتر کا مورخہ ۷ رفروری ۱۸۹۰ع مین شایع
ہوئی ہے اور ہم اُسمین سے مفصلہ ذیل فقرات اُن لوگون کے فایدہ کے لیے
نقل کرتے ہین جنکا دررہ نتیجہ یعنے یقین واثق ہے کہ جو لوگ مصلحان قوم بننے کا

دعوے رکہتے ہین اُنکے لیے لازمی ہے کہ اگر وہ اپنی کوششون سے مثمر ہونے کی

خواہش رکہتے ہین تو پہلے وہ خود اپنی اصلاح کرین۔ اُنہون نے فرمایا۔

کہ ممکن نہین ہے کہ جو شخص ویدون مین سچا وشواش و علم رکہتا ہو وہ ٹہیک

منش دہرم کو پالن نکر سکے۔ جس شخص کو پیاس ہوتی ہے وہ اپنی پیاس بجہانے

کے لیے سیدہا اوسجگہہ کو دوڑتا ہے جہان سے پانی دستیاب ہو سکے۔

اور تم اُس سے کتنی دلیلین کرو کہ پانی سے تمہاری پیاس نہین جاویگی وہ تمہاری

ایک نہ سنیگا۔ اور سیدہا اُسجگہہ پہونچکر پانی پیئے گا۔ اسیطرح سے اگر لوگون کو

یہہ سچا وشواش ہو کہ ویدون مین ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے

تک سوائے ست کے اور کچہہ نہین ہے۔ اور اگر وہ اس امر واقعہ کو بخوبی

انوبہو کرلین تو کچہہ شک نہین کہ وہ کبہی پایہ صداقت سے نہ گرین۔ اور وہ کبہی

کوئی فعل خلاف احکام وید نکرین۔ آریہ سماج نے ابہی تک اُسقدر ترقی

نہین کی جسقدر کہ اُسکو کرنی چاہیئے تہی تو اُسکا سبب فقط یہہ ہے کہ

آریہ سماج کے اکثر سبہاسدون نے جو اگرچہ ویدون مین اعتقاد رکہنے کا

دعوے کرتے ہین کبہی اپنے وشواش کی گہرائی کو انوبہو نہین کیا۔ کیونکہ

اگر وہ اوسکو انوبھو (محسوس) کرتے تو وہ ضرور آج دن اپنی موجودہ اوستھا

سے بہتر ہوتے - اُسنے زور سے سامعین سے درخواست کی کہ دیکھو سچے معتقد

ایسے ہوتے ہین جیسے کہ سوامی دیانند سرسوتی لکچر کے خاتمہ مین اُنہون نے

ایک مضبوط اور دلسوز اپیل واسطے امداد دیانند اینگلو ویدک کالج کے کی جسکا

نتیجہ یہہ ہوا - کہ ڈھائی ہزار روپیہ نقد اوسیوقت جمع ہوا - ایک امر قابل تذکرہ ہے

کہ اس رقم مین قریبًا بارہ روپیہ طلباء مشن سکول اور قریبًا چھہ روپیہ طلباء اسلامیہ

اسکول کے شامل تھے -

اس سال دیانند انگلو ویدک ہائی اسکول پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس

مین تمام صوبہ مین اول نمبر رہا اور عوام الناس کیطرف سے یہہ خواہش ظاہر

کیگئی کہ کالج کھولا جاوے - اور آگے کی پڑھائی کے لیئے انتظام کیا جاوے

پنڈت جی نے زور سے اس خواہش کی تائید کی اور اسمین انکو لالہ سائینداس کی

سادہ مگر نہایت مضبوط اور خاموشی کی وجہہ سے زیادہ وضیح رائے کا سہارا تھا

مینیجنگ کمیٹی کا ایک باوقر حصہ و لالہ لال لالچند ہمارے لائق پریسیڈنٹ

کے اسخیال کے اسوجہہ سے مخالف تھے - کہ یہہ کرنا ابھی قبل از وقت ہوگا

مینیجنگ کمیٹی کے جس جلسہ مین یہہ تجویز ہوکر اوسپر مباحثہ ہوا وہ قابل دید تہا ۔ ہر ایک
ممبر دیانند اینگلو ویدک کالج کمیٹی کا اپنا دلی شوق اور اُتساہ ظاہر کرنے کے لیے
سب سے بڑھ کر تہا ۔ تاہم کمیٹی مین دو فریق نظر آتے تہے ۔ راقم بہی منجملہ اُن اشخاص کے
تہا جو کالج کے فوراً کہولدینے کی تائید کرتی تہی ۔ مگر مخالفون مین بہی کالج کے
نہایت ہی معزز اور سربراوردہ سرپرست شامل تہے ۔ آخر کار ووٹ
نے لالہ سائینداس اور اُنکے ہمرائے ممبران کی تجویز کے حق مین فیصلہ دیا
اگرچہ صرف ایک رائے کی کثرت سے یہہ فیصلہ ہوا مگر دراصل نتیجہ محض ایک اتفاق وقت تہا کیونکہ رائے لینے سے قبل ایک
صاحب جو مخالفین مین تہے چلے گئے تہے ۔ اگر وہ بیٹھے رہتے اور رائے دینے مین شامل ہوتے تو پہر پنڈت صاحب کی آخری
ووٹ کی بدولت لازمی تہا کہ یہہ تجویز اُس روز گر جاتی کیونکہ ۱۳ ممبران کی رائے تجویز کے حق مین تہی اور جو صاحب
چلے گئے اُنکی رائے کی شمول سے ۱۳ رائے ہی مخالف تہین تجویز کی عملدرآمد کیلیئے فوراً ایک سب کمیٹی بنائی گئی
اور اُسمین پنڈت گورودت بہی شامل ہوئے ۔ اسموقعہ پر ہم لالہ لعل چند کی حوصلہ کی تعریف کیئے بدون نہین
رہسکتے کہ باوجود اسکے کہ مباحثہ مین اُنہون نے نہایت زور سے اسی تجویز کی مخالفت
کی تہی ۔ مگر کثرت رائے سے منظور ہونے پر فوراً کثرت رائے کے فیصلہ
کو قبول کر گئے اُسکی تعمیل کے لیے سب کمیٹی مین شامل ہونا منظور کیا ۔ ایک خاص فہرست

ماہواری چندہ کے واسطے امداد کالج کی جماعتون کے اُسیوقت کہولی گئی۔ جسمین لالہ جوالاسہائے نے ۵۰ روپیہ ماہواری دینا منظور کیا۔ پنڈت گورودت نے بہی ایک سال کے لیئے ۱۰ ماہواری دینے کا وعدہ لکہدیا۔

آخر کار کالج کی جماعت اول کہلگئی اور پنڈت گورودت ودیارتہی نے ریاضی اور علوم طبعیات پڑہانے کے فرایض سویکار کیئے۔ ریاضی کی تعلیم کا کام انہون نے صرف تہوڑے دنون تک انجام دیا جبتک کہ ایک لایق ریاضی دان ریاضی پروفیسری کے لیئے دستیاب نہ ہوگئے۔ سائنس وہ چندماہ تک پڑہاتے رہے۔ طلبا کیون نہ ایسے پروفیسر پر فخر کرین جو پنجاب مین سب سے اعلے درجہ کے سائنس دان شمار کیا جاتا ہو۔ اور جو گورنمنٹ کالج مین قایمقام سائنس پروفیسری کی پدوی پر نیت ہو۔

اس سال کے موسم گرما مین پنڈت جی نے لاہور آریہ سماج مندر مین ایک سلسلہ لکچرونکا شروع کیا۔ جسکو سننے کے لیئے کثرت سے لاہور کے تعلیم یافتہ اصحاب مجتمع ہوا کرتے تہے اور جنکی بڑی غرض یہہ تہی کہ لوگونپر خصوصاً انگریزی دان نوجوانونپر جو انگریزی زبان مین سنسکرت کی تصنیفات کے

ترجمون کو کلام الٰہی مانکر اپنے ملک اور ملت کا ضحکہ اڑانے کے لیئے آمادہ

ہو جاتے ہین۔ پرگٹ (ظاہر) کیا جاوے کہ ان انگریزی ترجمونکے مترجم

زبان سنسکرت مین کس درجہ کی لیاقت رکھتے ہین۔ اور انکے ترجمہ اور دیگر

تصنیفات متعلقہ سنسکرت کس وقعت سے دیکھے جانے کے قابل ہین

اگرچہ بدقسمتی سے مین ان لکچرون سے فیضیاب نہین ہوا۔ مگر مینے بہت سے

لایق ذیعزت اور باوقر لوگون کی زبان سے معلوم کیا ہے کہ یہہ تمام لکچر

بہت لیاقت سے ادا کیئے گئے۔ ۲۴ جولائی ۱۸۸۸ء کا پرچہ آریہ پتر کا

مفصلہ ذیل شہادت نسبت ان لکچرونکے دیتا ہے۔

ہمارے وِدوان بھائی پنڈت گورودت ودیارتھی ایم۔ اے

لاہور کی تعلیم یافتہ لوگون کے لیئے خصوصاً اور دیگر علم کے شایق

دنیا کے لیئے عموماً ایک بہت اوپکار کا کام کر رہے ہین۔ جو لکچر پروفیسر

مونیر ولیمز کی کتاب ہندو سوم انڈین وزڈم یعنے ہندوستانی دانائی پر آجکل

دے رہے ہین۔ اب تک وہ اس سلسلہ کے تین لکچر دے چکے ہین۔ اور

یقین ہے کہ یہہ سلسلہ ۲۰ یا ۳۰ یا شاید اس سے بہی زیادہ مضامین تک جاری

رہیگا۔ ابہی تک اُنہون نے صرف پروفیسر مذکور کے دیباچہ پر ہی بحث ختم کی
ہے۔ درحقیقت صفائی بیان اور خوبی تشریح مین اُنکے لیکچر لاثانی ہین۔ انکی
عبارت ایسی صاف اور آسان ہوتی ہے کہ معمولی سی عقل و لیاقت کا آدمی بہی
سمجہہ سکتا ہے۔ ان لیکچرونکا طریقہ ادا خصوصاً قابل قدر ہے جسکے سبب سے
لوگ بہت شوق سے ان لیکچرون کے سننے کے لیے جوق جوق اکٹہے ہوتے
ہین۔ کتاب مذکور کا ایک فقرہ اول آہستہ آہستہ دو دفعہ پڑہکر سنایا
جاتا ہے اور پہر جسقدر بیانات کہ اُس فقرہ مین پائے جاتے ہین۔ اُنکو نمبروار
علیحدہ بیان کیا جاتا ہے اور ہر ایک امر کی گُیتون اور ویدون۔ اُپنشدون
اور دیگر آرین شاسترون کے پرمانون سے نہایت لیاقت کے ساتہہ تردید
کیجاتی ہے۔ جن لوگونکو یہہ لیکچر سننے کا موقعہ ملا ہے۔ وہ یہہ رائے دئے
بنا نہین رہ سکتے۔ کہ جن لوگون یعنے یورپیون کو مشرقی زبانونکا فاضل کہا
جاتا ہے۔ اُنکی کتابین جہانتک کہ اُسکا تعلق آریہ لوگون کے علم ادب وانکے
علوم و فنون کے تذکرات سے ہے بالکل گمراہ کرنیوالی ہین اور کلیتاً قابل اعتبار
نہین۔ اس کثیر درجہ کی غلط بیانیان خواہ بالارادہ ہون یا بلاارادہ ان مغربی

آسمان کے چمکتے ہوئے ستارون کے بالکل یوگیہ نہین ہین - ہمارا یہہ خیال ہے

کہ لیکچر بعد مین شکل کتاب طبع ہونگے - اور اُنکے شیوع سے ہندوستانی

سوسائیٹی کا فایدہ کثیر متصور ہے - اُنسے دنیا پر ظاہر ہو جاویگا - کہ جن مضامین

پر یہہ اپنے مُنہہ میان مٹھو مشرقی زبانون کے فاضل کہلا کر خامہ فرسائی کرتے ہین

اُن مضامین سے کسدرجہ تک اُنکو واقفیت حاصل ہے -

یہہ لیکچر قریب ایک درجن کے ہوئے تھے - اور واقعی پنڈت جی کا ارادہ

تھا کہ اونکو کتاب کی شکل مین چھپوایا جاوے - مگر اس بیرحم موت نے ایسا

کرنیکی فرصت نہین دی - اب بھی کوشش کیجارہی ہے کہ یہہ لیکچر بشکل کتاب

چھاپ کر فروخت کیئے جاوین - اور اگر اس ارادہ مین کامیابی ہوئی تو بیرونجات

کی پبلک کو خود اُنکی نسبت اپنی آزادانہ رائے قایم کرنے کا موقعہ ملجاویگا

اس سال کے عرصہ مین اُنہون نے شام وید کا مطالعہ کیا - اور اسمین سے

گاین ودیا کے اصول اخذ کیئے - ۱۲ اکتوبر سال حال کو پشاور آریہ سماج

کے سالانہ جلسہ پر اُنہون نے ایک بہت بڑے مجمع سامعین کے سامنے

وید مقدس کے چیدہ بھجن نہایت عمدہ سُریلی آواز مین گا کر لوگون کو محظوظ کیا

جن لوگونکو پہلے یہہ خیال تہا کہ وید کے ظاہرا بیقاعدہ دیے قافیہ و بے تک فقرات علم موسیقی کے باریک دہاگے مین پروئے نہین جا سکتے ۔ وہ اُس عجیب طریقہ گاین سے (جو ناواقفون کے نزدیک بالکل نیا تہا) ششدر رہگئے ۔ اُسپر خوبی یہہ تہی کہ پنڈت جی نے جن منترونکو گایا اُنکی ویاکہیان بہی ساتہہ ہی ساتہہ کردی ۔ ماسٹر درگا پرشاد جی کہتے ہین ۔ کہ پنڈت صاحب کے اس اعلےٰ لیاقت سے لوگون نے جو حظ اُٹہایا تہا اُسکا اظہار اُنکے چہرون سے ہوتا تہا اور یہہ خوشی سامعین کی مثل اُس خوشی کے تہی ۔ جیسے ایک کان کہودنے والے کو ہوتی ہے کہ جو مدتون تک ایک اندہیری اور گہری کان کو صرف مٹی کے لیئے کہود رہا ہو ۔ اور آخر کار اُسکو اسی کان مین سونا دیکہہ پڑے ۔ اس گاین کے سامنے تمام لکچر اور سب قسم کا موسیقی علم مدہم پڑ گئے ۔ اگلے روز پنڈت صاحب نے یہان تین لکچر دیا ۔ یہہ لکچر اس منتر کے اوچارن کے ساتہہ شروع کیا گیا تہا ۔

ماسٹر درگا پرشاد جی آریہ پتیر کا مورخہ ۱۳ نومبر ۱۸۸۸ء مین اس لکچر کی بابت حسب ذیل لکہتے ہین ۔ سوسایٹی کو ایک سمند کے ساتہہ تشبیہہ دیگئی

جسمین اِس قسم کی خوشیان اور ترغیبین ہین۔ جیسے کہ روپیہ اور استری کی محبت
جو منش ماتر کو اپنے جیون کے اودیش سے دور رکہتے ہین اور بہت زور سے
کام کرتے ہین اور انکے لالچ اور شہوت کے زور سے مُنش نیکی کی خوشی کو محسوس
اور اسکی قدر کرنے کے قابل نہین رہتے اور جبتک کہ لوگ ان دنیاوی خواہشون
کو ترک نہ کر دینگے اُنکے دہرم کے گرہن کرنے کے لیئے اودّیت ہونے
کی کوئی امید نہین ہے۔ پہر اُنہون نے دہرم کی ویاکہیا کی۔ اور سامعین
کو ویدونکا حوالہ دیا جسمین جیون کا اصل بہید درج ہے۔ جس طریق سے کہ وہ
سامعین کو جیون کے بہید کی تلاش مین سائنٹفک (علمی) خیالات کے
باغ مین سیر کرانے کے لیئے لیگئے وہ طریق نہایت مدلّل اور مؤثر اور فصیح و بلیغ ہونے
کے علاوہ شکشا دینے کے   کے یوگ تہا۔ اُنہون نی
ظاہر کیا کہ کسطرح سے یہہ تلاش بالکل بے ثمر رہتی ہے۔ اور آخرکار منش کو مایوسی
ہوتی ہے جبکہ وہ اُس چیز کو ایسی جگہہ تلاش کرتا ہے جہان اُسکے ملنے کی کوئی
توقع نہین۔ پہر اُنہون نے وید کا ایک فقرہ بیان کر کے جیون کے بہید پر کچہہ
روشنی ڈالی۔ اور اُس فقرہ کی ویاکہیا کر کے تبلایا کہ پکش پات سے رہت استقلال سے

ویدونکا مطالعہ ہماری بُدھی کے اُس شوق کو پورا کر سکتا ہے جو زندگی کا
اُدیش دریافت کرنے کے لیے ہر شخص کو دامنگیر ہے۔ وید مقدس کی تعلیم
کے مطابق اس لکچر سے لوگونکو نیکی یا ویدک دہرم کی فضیلت کا ایک شفاف
روشن اور خوشگوار فوٹو نظر آگیا۔ مجھکو افسوس ہے کہ سائنٹفک واقفیت کی
ابہاؤ کے سبب مین لکچر کا خلاصہ دینے کے ناقابل ہون۔ صرف اسی پر اکتفا
کرتا ہون کہ اس لکچر سے زیادہ تسکین دہ اور خوش آمد انسانی بدہی کے لیے اور کچھ
نہین ہو سکتا۔

اسکے بعد پنڈت جی نے دو عمدہ لکچر لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر دیے
ایک اردو مین دیانند انگلو ویدک کالج کے بارہ مین اور دوسرا زبان انگریزی مین
وید ودیا کے وشئے مین تہا۔ ان لکچرون کی بابت مفصلہ ذیل حال آریہ پتر کا مورخہ
۲۸ ستمبر ۱۸۸۸ء سے لیا جاتا ہے۔

سب طالب علم اپنی سند ہیا ختم کر چکے تو پنڈت گورودت ودیارتہی جی
لکچر کے لیے کہڑے ہوئے اور بیان کیا۔ کہ زمانہ حال کا سائینس خواہ کسیقدر
بڑہا ہوا کیون نہو۔ زندگی کے مسئلہ کے بارے مین کچھہ بہی روشنی نہین ڈالتا

منش کے ہردے مین جو سب سے بڑا اور سب سے اہم سوال اُتپن ہوتا ہے کہ بنی نوع
انسان کی اصلیت اور اُسکا انجام کیا ہے اور اُسکے جیونکا اودیش کیا ہے
اُسکے حل کرنے مین آجکل کے سائنس سے کچھہ بھی سراغ نہین چلتا۔ زمانہ
حال کا سائنس دان ہر ایک رگ و ریشہ کو چیر پھاڑ سکتا ہے۔ ہر ایک قطرہ
کا عمدہ سے عمدہ خوردبینون کے ذریعہ سے نہایت باریک سے باریک امتحان
کر سکتا ہے۔ مگر اس ساحل ناپیداکنار کے پانے مین محض گم گشتہ راہ رہتا ہے
زندگی کے بھید کی باریک گُھنڈی کو کھولنا اُسکی شکتی سے باہر ہے۔ اور
وہ زمانون تک اپنے چیر پھاڑ اور تجربات کو کیون نہ جاری رکھے۔ اس مسئلہ
کے حل کرنے کے قابل نہوگا۔ بیشک یہہ مسئلہ بغیر ویدون کے مطالعہ کے
حل نہین ہوسکتا۔ ویدہی اس بھید کو کھولکر سپشٹ کر سکتے ہین۔ اور اسلیے
ضروری ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لئیے سائنس دان صاحب ویدون
کیطرف متوجہہ ہون۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگونکا میلان اسطرف ہوتا
جاتا ہے۔ قدیم رشی لوگ درست طور پر ویدون کو تمام علوم کا چشمہ سمجھتے
تھے اور اسواسطے وہ کلیتاً ویدون ہی کے مطالعہ مین ہمہ تن مستغرق رہتے تھے

اور ہمیشہ اُن صداقتون پر غور و فکر کرتے رہتے تھے جبکا کہ وید اپدیش کرتے

ہین اور اسی باعث آریہ ورت باشی اُسوقت چین و خوشحالی مین تھے۔

کہ آجکل جسکی نظیر تلاش کرنا فضول ہے۔ راحت دین و دنیا ویدون کے مطالعہ

کا پہل ہوتا تھا۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آریہ ورت ویدک دہرم سے

پست ہوگیا۔ اور اسی وجہ سے تنزل کی اس گہری غار مین اوتر گیا۔ کہ جسکے اندر

وہ حالت موجودہ مین۔ دیکہہ پڑتا ہے وہ خود ہی اپنی بربادی کا باعث ہوا ہے

پس کوئی نہین کہہ سکتا کہ وہ اس سزا کا مستوجب نہین تہا۔

اگرچہ پچہلی سرگذشت بہت افسوسناک اور تاریک ہے۔ لیکن آئندہ

کے لیے اُمید ڈہارس بندہاتی ہے۔ کیونکہ صداقت کی روشنی پہیلانے والا

آفتاب پہر طلوع ہوا ہے اُسکی روشنی حرارت سے تعصبات کے بادل چہہل

کر پہر تتر بتر ہوگیے ہین۔ لہذا تاریکی دور ہوگئی ہے اور آفتاب اپنی پوری چمک

دمک سے ویسا ہی چمک رہا ہے۔ یہہ تمام حالت سوامی دیانند سرسوتی کی

تبلیغ کوششونکا نتیجہ ہے اُسکی رہنمائی سے ہم پہر اُس روشنی کے دروازہ پر

پہونچے ہین کہ جہان قدیم رشی لوگ باس کرتے تہے۔ لیکن اگرچہ بعض لوگون

نے اس روشنی کو محسوس کر کے اُسکو ایک نعمت غیر مترقبہ تصور کیا ہے تاہم بہت لوگ مثل چمگادڑ کے بسبب اسکے کہ وہ زمانہ دراز سے اندہکار مین باس رکہنے کے عادی ہو گئے ہین۔ ابہی اُسکی بابت سندیہہ مین ہین۔ اور وہ سینہ زوری سے اُسکی روشنی کے زیر سایہ آنے سے انکار کرتے ہین۔ اور جو آتمائین تاریکی کے تعصبات سے باہر نکل آئی ہین۔ یا یون کہو کہ جن آتماؤن نے تعصب کے تاریک غلاف کو اوتار پہینکا ہے۔ اُنکا فرض ہے کہ وہ تنگی کے شک کو دور کرین۔ اور متعصب اور کٹے مقلد کو اُسکے تعصبات و توہمات سے نجات دین۔ اور یہہ غرض صرف اسطرح سے حاصل ہو سکتی ہے کہ آپ لوگ اُس دار العلوم کی مدد کرین جہانسے کہ آیندہ آنے والی نسلین آہستہ آہستہ خود بخود ادہی روشنی کیطرف کہنچی ہوئی چلی جائیگی۔

لکچرار صاحب نے کسی خاص دار العلوم کا نام نہین لیا۔ مگر لوگ جانتے تہے کہ کون سے ودیالہ سے اُنکا منشا رہے اور جونہی کہ لکچرار صاحب زور شور کے چیرز کے بعد بیٹہے گئے ہین۔ سامعین نے فیاضی سے قدر شناسی کا ثبوت دینا شروع کیا۔ قریب سہ ہزار روپیہ کے چندہ ہوا جسمین سے چار ہزار روپیہ نقد

وصول ہوئے۔ بقایا دسہزار روپیہ مین نوہزار روپیہ دیانند انگلو ویدک کالج کی عمارت کے لیئے وعدہ کیا گیا۔ اور ایکہزار سرمایہ کالج کے لیئے۔ ابہی چندہ لکہا ہی جارہا تہا کہ قریب ایک بجے کے حاضرین صبح کے کہانے کے لیئے اُٹھہ گئے۔

شام کے ۵ بجے پہر لوگ پنڈت صاحب کا انگریزی لکچر سننے کے لیئے مجتمع ہوئے۔ اس لکچر مین اُنہون نے بیان کیا کہ زمانہ حال کی سائنس کو خصوصًا جہانتک کہ علم کیمسٹری سے تعلق ہے۔ جبکہ سچے سائنس ہونے کے ثبوت کے لیئے مختلف کسوٹیون پر پرکہا جاتا ہے تو وہ ناقص ثابت ہوتی ہے۔ جن طریقون سے کہ آجکل سائنس کی پیروی کیجاتی ہے وہ اُن طریقون سے بہت ہی مختلف ہین۔ جو پُرانے لوگ سائنس کے نتیجہ حاصل کرنے مین استعمال کرتے تہے۔ اور اگر منصفانہ نظر سے سوچا جاوے تو بلا شبہ پُرانے لوگونکے طریقے ہی ایسے تہے کہ جنپر سائنس صحیحہ کی عالیشان عمارت تعمیر ہو سکتی تہی۔ پُرانے لوگون کے طریق تحقیقات اگرچہ سیدہے سادہے تہے مگر ان مین غلطی کا امکان بہت کم تہا اور انسے نتایج متحققہ حاصل

ہوتی ہے ۔ اور اسی سبب سے پُرانے لوگونکی تحقیقات پر اب تک سوال نہین اوٹھہ
سکتا ۔ اسکے ثبوت مین اُنہون نے بہت سی تمثیلات کتاب سُورج سدہانت سے
پیش کین ۔ جس کتاب کو تصنیف ہوئے آج ۲۰ لاکھ سال کا عرصہ گذرا ۔ اُنہون
نے یہہ بہی تبلایا کہ ایسے سوالات جیسے کہ جگت کی اوتپتی کا سوال ہے جنکو
آجکل کے زمانہ کا سائینس حل کر ہی نہین سکتا ۔ اُس کتاب کے صفحات مین صاف
طور پر تسلیم کیا ہے کہ اُنہون نے یہہ سب ودیا جو لکہی ہے رشیون اور مُنیون
سے حاصل کی تہی ۔ جنکو یہہ ودیا ویدون سے پراپت ہوئی تھی ۔ وید تمام
علوم کا چشمہ ہین ۔ اور یہہ صرف میرا ہی بیان یا دعوے نہین ہے ۔ بلکہ زمانہ
قدیم کے نہایت مشہور اور ممتاز سائینس والون نے اس امر کو تسلیم کیا ہے ۔
لیکن کیا کوئی شخص آج انجیل کی بابت یہی دعوے کر سکتا ہے کہ جسکی مختلف
صفحات ایک دوسرے کی تردید کرتے ہین اور خلاف سائینس امور کا پرچار
کرتے ہین وہ زمانہ دور نہین ہے ۔ کہ جب ویدون کی فضیلت کو پہر اُسی
درجہ مین تسلیم کیا جاویگا ۔ اور نش ماتر کے جیون پر وہ اُسیطرح حاوی ہو جاوینگی
جیسے کہ ہونی چاہئین ۔ اور ہر ایک شاخ علم مین بنی نوع انسان کے لیئے رہنما

اور اُستاد ہونگے۔ اور انجیل جیسی کتابون سے نفرت تعصب اور جہالت کا سبق لینا بند کردیگی۔

لکچر کا بہت بڑا حصہ اون مقولون اور انتخابات سے پُرتہا جو زمانہ حال کے نہایت مشہور اور مستند بے تعصب فضلائے سائنس کی تحریرات سے یہہ دکہلانے کے لیئے اخذ کئے گئے تہے کہ جو کچہہ لکچرار کہہ رہا ہے وہ محض اُنکی شیخی یا گپ ہی نہین ہے۔ فاضل پنڈت نے اپنے لکچر کے اخیر مین ایک مشہور امریکن مصنف کی کتاب سے ایک فقرہ اپنے خیالات کی تائید مین پڑہا جسکا مضمون یہہ ہے کہ "ہر ایک متعصب اور ہر ایک تعصب کا پرچار کرنی والی پستک بہت جلد اُس اگنی مین بہسم ہوجاویگی۔ جو وید ودیا کے ذریعہ سوامی دیانند سرسوتی جیسے ممتاز مصلح کی طفیل پر چنڈ ہوئی ہے"۔

مین (یعنے مولف) خوش قسمتی سے صبح کے لکچر مین جو بہاشا مین ہوا حاضر تہا۔ مینے ہندوستان کے بعض نہایت مشہور اور فصیح لکچرارون کے لکچر سنے مین۔ مثلاً بابو پرتاب چندر موزمدار اور بابو سرندرو ناتہہ بنرجی وغیرہ۔ مگر مین بہروسہ اور ایمانداری سے کہہ سکتا ہون۔ کہ اگر انکی زندگی

وفا کرتی تو وہ کچھہ عرصہ مین اُن سب سے آگے نکلجاتے۔ بڑا سبب اُسکا یہہ ہے
کہ پنڈت جی کے لکچر ونمین جو سنسکرت کتابونکے حوالہ اور پرمان بکثرت ہوتی
تہے۔ اور جنسے کہ ہندوٗن کے دلونپر چوٹ لگا کرتی تہی۔ وہ دوسرے صاحبون
کے لکچر ونمین معدوم ہوتی ہین۔ وہ قدیم مشہور آدمیون کے نام تبلا تبلا کر
کتنی ہی فصاحت خرچ کرین۔ مگر چونکہ اُنکے لکچرون سے لوگونپر یہہ اثر نہین
پڑتا کہ لکچرار خود زبان سنسکرت کا فاضل اور صاحب علم ہے۔ پس اُنکے لکچر
اگرچہ بہت اعلےٰ درجہ کے اور پُرمضمون ہوتے ہین۔ مگر تاہم وُہ اُس درد
اور سوزسے خالی ہوتے ہین۔ جن سے پنڈت جی کی لکچرونکو زینت ہوتی ہے۔

میرا خیال ہے کہ پُرانی سنسکرت علم ادب کے مشہور نامور اور فاضل
رشیون مثل پاتنجلی اور ویاس کے نام لینے سے جو فایدہ ہندو سامعین کو
ہوتا ہے وہ اُن لکچرون سے متصور نہین ہے۔ جنمین سمائل اور شکسپیر کے
حوالہ دیئے جاوین۔ پتنجلی اور گوتم آدی کے نام سے ہندونکا خون رگونمین
جوش زن ہوتا ہے۔ اپنے باپ دادا کی زندگی کے خاکہ کو دیکھکر اُنکے دلپر
بہت چوٹ لگتی ہے۔ اور اسلیئے ہماری رائے مین ہر ایک تعلیم یافتہ شخص کا

جو اپنی قوم کی خدمت کرنیکی خواہش اور اُمنگ رکھتا ہے۔ یہہ فرض ہے کہ زبان
سنسکرت سے پوری مہارت حاصل کرے۔ کیونکہ اُسیصورت مین اُسکے
لکچر ویسے ہی دلپذیر اور ہندوؤن کے دلون کو موہت کرنیوالے ہو سکتے ہین
جیسے کہ ہمارے مرحوم بہائی پنڈت گوروودت ودیارتہی کے لکچر تہے۔
خیر یہی لکچر تہا جسکی بابت ہمارے سکھہ احباب کچھہ بہت سا ناراض ہو گئے تہے
اور کسی درجہ تک بیجا طور پر۔ مین بلا کسی قسم کی طرفداری کے کہہ سکتا ہون
جیسا کہ بعد مین اُنہون نے ایک سکھہ صاحب سے جنکی چٹہی اخبار آریہ پتر کا
مین چہپی تہی۔ ظاہر ہی کیا تہا کہ پنڈت جی کا ہرگز یہہ منشا نہ تہا کہ اُس سچی اور
خالص ایشر بہگت بابا نانک صاحب پر (جو در اصل فخر پنجاب تہے) کسی
قسم کا اتہام لگا دین۔ یا اُنکی توہین کرین۔ اصل بات یہہ ہے کہ وہ اپنے لکچر
مین سوامی دیانند سرستی کی اُس اعلے اور نڈر صداقت کی تعریف کر رہی تہی
جو سوامی صاحب موصوف نے اپنے جیون مین اپنے افعال وغیرہ سے
ظاہر کی تہی۔ اور اُسکی تشریح کرتے کرتے اُنہون نے ذرا اسمین کچھہ شک
نہین بے موقعہ گفتگو اس قسم کی گفتگو کی کہ جسکا مطلب یہہ تہا کہ سوامی کی

کارروائی مین بابا صاحب کے ضمیر مین اسقدر صداقت بہری ہوئی تہی کہ وہ اسکے پرگہٹ
کرنے مین بڑی دلیری سے بالکل بے خوفانہ کام لیتا تہا۔ اور جو چیز کہ اُسکے
نزدیک ست ہوتی تہی۔ اُسکو کہہ گذرتا تہا۔ آجکل کے زمانہ مین بعض اشخاص اپنی
اغراض کے پیروی مین جان توڑ کر خلقت کی آنکھون مین دہول ڈالنے کی نیت سے یہہ کوشش کر رہے ہین کہ سوامی
دیانند سرستی کی بہت سی کارروائی ایسی حکمت عملی پر مبنی تہی جو لوگ ایسا کہتے ہین وہ سوچ سکتے ہین کہ اگر سوامی کی
کارروائی مین ذرا بہی لیش ماتر پالیسی کا ہونا یعنے ایسی پالیسی جو ستیہ سے گری
ہوئی ہو تو وہ ہرگز بابا نانک صاحب کی نسبت وہ کلمات نہ کہتے جو عدم واقفیت
یا کسی دوسرے کی غلط بیانی کے سبب سے اُنکی قلم سے نکل گئے۔ مین جب اس
لیکچر کے خاتمہ پر سامعین کے گروہ مین سے باہر نکلا۔ تب ہی مجہکو معلوم ہوا
کہ بعض سکہہ صاحبان نے پنڈت جی کے فقرون کو بابا نانک کی توہین سمجہی ہے۔
اور اُسیوقت مینے بعض سکہہ صاحب کو دیگر صاحب کے ساتہہ اسمعاملہ مین ذرا
گرمجوشی سے گفتگو کرتے پایا۔ شاید اسموقعہ پر یہہ بیان کرنا بے محل نہ ہوگا۔ کہ مین
خود اپنے والدہ کیطرف سے سکہہ اگروال ہون۔ جو لوگ کہ پنجاب کیحالت سے
واقف ہین اُنکو معلوم ہے کہ پنجاب مین سکہی کسی خاص ذات یا فرقہ کے لوگونپر

محدود نہین ہے - برہمن - بنیئے - کہتری - کہاتی - لوہار - چمار وغیرہ مختلف ذاتون کے لوگ کیس رکہتے ہین - گورو کی بانی ہر روز پڑہتے ہین - اور بہت سے دیگر فرائض متعلقہ سکہہ مذہب کے بجا لاتے ہین - اور سکہہ مذہب کے مذہبی خیالات صرف کیس دہاری سکہون پر ہی محدود نہین ہین - اور نہ سب کیس دہاری گورو صاحب کے سکہہ ہین - چنانچہ کیس دہاری سکہون اور بنا کیس والے عام لوگون مین ذات کے لحاظ سے برابر آپسمین سمبندہ اور رشتہ ناطہ رہتا ہے - اسلیئے ناظرین یہہ سنکر متعجب نہون - کہ میرے نانا صاحب میرے ماموں صاحب پوہلیئے وکیس دہاری اگروال سکہہ تہے - چنانچہ مجہکو بخوبی یاد ہے کہ میری نانی صاحبہ وایک ماموں صاحب ہر روز صبح اوٹہکر جپ جی کا پاٹہہ کیا کرتے تہے اسلیئے سکہہ گرو صاحبان کی جو عزت وتوقیر اور انکا جو ادب خصوصاً بابا نانک صاحب کا جو ادب کہ میری نظرون مین ہے وہ کسی کیس دہاری سے کم نہین ہے - میرا خیال ہے کہ بابا صاحب کی ذات سے تاریخ ہند کی نہایت ہی تاریک حصہ مین عین ضرورت کے وقت مین ہندون کو عمدہ اوپدیش وہدایت ملا اسلیئے مین یقین نہین کرتا کہ پنڈت صاحب کی نیت اگر بابا نانک صاحب کی

توہین کرنے کی ہوتی تو میرے دل میں بہی غصہ پیدا ہوتا۔ اس اتفاقیہ فقرہ سے بعض
کوتاہ اندیشون کو آریہ بہاسدون اور سکہہ صحاب کے درمیان رنجش ڈلوانے
کا موقعہ ملا۔ اور یار لوگون نے خوب دل کہولکر اپنے دل کے غبار نکالے۔
ہمکو سخت افسوس ہے کہ بعض کم ہین سکہہ برادران اور ناعاقبت اندیش آریہ
بہائیون نے مخالفین کے اس تمسخر کے دہوکہہ مین آنکر ہندوستان کے دو نامی
مصلحان قوم کے جیون پر دہبہ لگانے کی کوشش کی۔ مجہکو امید ہے کہ
ہمارے سکہہ دوست جنمین سے بعض کسیوقت مین آریہ سماج کے بڑے سرگرم
ممبر رہ چکے ہین۔ اب اسمعاملہ کو اُس شخص کی وفات کے ساتہہ دفن کر دینگے
جسکے مدعا کی غلط فہمی سے یہہ رنجش پیدا ہوئی تہی۔ اے برادران ہم اور سکہہ
ایک ہی کشتی کے ملاح ہین۔ اور اونکو زیبا ہے کہ دونون باہم اتفاق سے اُسکو
پار پہونچانے کی کوشش کرین۔ ایک باپ دادا کی اولاد ایک ہی قسم کی
صداقتون کے پیرو۔ ایک خدا کے ماننے والے مشترکہ بزرگون کے نام لیوا
ہین۔ آؤ مل جل کر غرض مشترکہ کی پیروی مین ایک دوسرے کے عیب و
نقص بہولجاوین۔ اور باہمی کامیابی کے لیئے کوشان ہون۔ اے بہادر

جانباز - دھرم پر جان قربان کرنیوالے - گورو صاحبان کے پیرو - تمنے اپنی پیروی کے لیئے وہ لاثانی بزرگوار پائے ہین - جنہون نے کسیوقت مین دھرم اور بہادری کے خیالات کو ایک جگہہ مجتمع کردیا - آؤ اکٹھے ہوکر غرض مشترکہ یعنے رحمت ابدی کے لیئے کوشش کرتے رہین

کیونکہ اے برادران موجودہ حالت ہکچی اور او دیا مین ہکو ایک دوسرے کی مدد اور سہایتا کی بہت ضرورت ہے - جبتک کہ ہم اپنے اغراض مشترکہ سے جاہل رہ کر تعصب اور خودبینی کی مضبوط زنجیرون سے قید مین رہینگے - تب تک ہمارے لیئے کوئی امید نہین ہے - او زور لگاکر ان زنجیرون کو جو محض بیہودہ مگر بہت مضبوط نظر آتی ہین توڑ ڈالین - اور ظاہری یا وہ گوئی و بیجا غرور اور دھڑ بندی کے خوفناک غار سے نکلکر اکال پُرکھہ کے سایہ مین بسر کرین اسحالت ما اتفاقی مین ہم اور تم کیا ہین - صرف انسانیت کے سمندر مین ببلون کی مانند ہین اور اسی لیے محض اکار تہہ - آؤ متذکرہ الفاظ کو اپنے ہردونپر لکھکر اونکو حرز جان بناوین اور ہمیشہ ایکدوسرے کی بہبودی مین ساعی رہین -

اوہو مین کس مضمون کیطرف جا پڑا۔ ناظرین مجہے اس طول طویل فریاد سے معاف کرین۔ کیونکہ پنڈت جی کے لیکچر کی ذکر کے ساتہہ اُسکا ورج کرنا کچہہ ضروری سا تہا۔

اس سال کے اخیر مین پنڈتصاحب نے اور کئی لیکچر دئے جنمین سے ایک مقام جالندہر مین انگریزی زبان مین دیا گیا۔ جسکا وشے یہہ تہا کہ ویدک دہرم دنیا کا عالمگیر مذہب ہوگا۔ پنڈتصاحب کی زندگی مین یہہ سال ایک اور خیال سے بہی قابل یادگار ہے۔ کیونکہ اُس سال مین پنڈتصاحب کے طفیل سے آریہ سماج کے بعض فاضل سنیاسی آریہ سماج مین شامل ہوئے ہین جنمین سے ایک نے بعد ازان چند شُبہات کیوجہہ سے آریہ دہرم کو تیاگ دیا سب سے زیادہ قابل تذکرہ سوامی اچیتانند صاحب (جو اسوقت نوین ویدانتیون کے مشہور گرو تہے) آریہ دہرم کو گرہن کرنا ہے۔ یہہ سوامی ایک وِدوان سنیاسی ہین جنکو اُپنشدون مین خاص لیاقت حاصل ہے وہ ویدانتیون کی ایک سنگت کے گرو تہے اور بہت سے وِدوان اور ذی عزت لوگ اُنکے پیرو تہے۔ سوامی پرکاشانند جی نے جو اُنسے پہلے آریہ ہو چکے تہے۔ سوامی

چیتانند صاحب کا پنڈتصاحب سے میل ملاپ کرایا۔ اور پنڈتصاحب و سوامی صاحب

نے اکٹھے بیٹھکر اُپنشدون کو وچار انپڈت جی نے اُن منترون کی ویاکھیا کی۔

جو نوین ویدانت مت کی بنیاد سمجھی جاتی ہین۔ اور آخر کار ست کی جے ہوی

اور سوامی اُچیتانند نے ایک بڑے مجمع کے سامنے بڑی خوشی سے آریہ دہرم کو

گرہن کیا۔ اور آریہ سماج کے مشن مین داخل ہوئے اور اُسوقت سے

سوامی موصوف آریہ دہرم کا اُپدیش کرتے رہتے ہین۔ سوامی

مہانند دوسرے وروان سنیاسی ہین۔ جنہون نے پنڈت جی سے ملاقات کی

اور اُنکے ملاپ سے آریہ دہرم کو گرہن کیا۔ یہہ صاحب سنسکرت ودیا مین بہت

بڑے وروان تبلائے جاتے ہین۔ اور آریہ سماج کو اونکی شمولیت کا بڑا فخر ہے

ایک سوامی آتمانند سرسوتی کو بہی پنڈت صاحب کی فضیلت اور ودیا سے

بہت لابہہ ہوا۔ اُنہون نے پنڈت جی سے کئی مہینے تک مغربی پدارتہہ ودیا

سیکہی اور پنڈت جی نے اونکو تجربات کرکے دکہائے۔ جو لوگ کہ سوامی

سو آتمانند سرسوتی کو پنڈت جی کی ملاقات کے زمانہ سے پہلے جانتے تہے۔

اُنکا بیان ہے کہ پنڈتصاحب کی سنگت نے سوامی صاحب کی لیاقت

اور اُنکے اعتقادات اور اُنکے خیالات مین زمین آسمان کا فرق کر دیا تھا۔ اونکی

سنسکرت مین بہی پنڈت جی کے ساتھ رہنے سے بہت ترقی نمایان

ہوئی۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ سوامی صاحب نے اپنی خدمات آریہ پرتی ندہی سبھا

کے سپرد کین۔ اور سال بھر سبھا ندکور کے اپدیشک کی حیثیت سے اپنے کام

کو انجام دیا۔ اُس زمانہ کے بعد کے لکچر یعنے ویاکھیان جس شخص نے سُنے

ہین وہ جانتے ہین۔ کہ اُنکے لکچر بہت مدلّل پر اثر اور فاضلانہ ہوتے تہے

افسوس کا مقام ہے کہ ایسا اُپدیشک شک و شبہہ کے پنجہ مین گرفتار ہو کر

آریہ سماج سے علیحدہ ہو گیا۔ سوامی جی کے شُبہات پنڈت جی کی بیماری مین

پیدا ہوئے۔ یعنے اُسوقت جبکہ پنڈت جی کے معالجون و ڈاکٹر صاحبان کے

حکم سے اُن سے زبانی و تحریری گفتگو اس قسم کی قطعی بند ہو چکی تہی۔ اسلیئے

سوامی صاحب کو یہہ موقع نہ ملا کہ وہ پنڈت صاحب سے اپنی شبہات بیان

کر کے اُنکو حل کراتے۔ شاید جنوری ۱۸۹۶ء مین اُنہون نے آریہ سماج سے اپنا

تعلق قطع کر دیا۔ ہماری انگریزی کی کتاب چہپنے کے بعد ہمکو معلوم ہوا۔

کہ اس قطع تعلق کے بعد سوامی صاحب سے ایک کمزوری ظہور مین آئی

جو غالباً اُنکے دہرم سے پتت ہوجانے کا نتیجہ ہے۔

چند روز تک ہر چہار سوامی صاحبان مذکورہ بالا پنڈت جی کے استہان

پر رہے اور مختلف دہرم و شیو نپر بات چیت ہوتی رہی۔ ایسی صورت

مین کیا تعجب ہے کہ اگر لوگ پنڈت صاحب کے مکان کو ٹہیک معنون مین ایک

آشرم سمجہتے رہے۔ بلا شُبہ بہت سے دہرم کے پیاسے اس گہر کیطرف جاتے

تہے۔ اور وید و دیا کے چشمون سے سیراب چلے آتے تہے۔ ہر قسم کے مُتلاشی

یعنے گرہستی اور سنیاسی جوق جوق پنڈت جی کے پاس آتے۔ اور زندگی

کے متعلق مشکل مسئلونکے حل کرنے کی درخوست کرتے۔ درحالیکہ

وہ اسطرحسے دہرم کے پرچار مین مصروف رہتے وہ اپنی ترقی سے بہی غافل

نہین تہے۔ اس سال مین اُنہون نے علاوہ بیشمار دیگر کتابون کے دس اُپنشدون

کو پڑہا۔ اور اتیریہ برہمن۔ اور نروکت۔ اور چرک کے بعض بہاگون اور سورج

سدہانت کا مطالعہ کیا۔ سوامی دیانند جی کی ویدک پرکاش کی سہایتا سے

وہ خود پتنجلی کی مہا بہاش کا مطالعہ کیا کرتے تہے۔ اور سوائے دیانند سرسوتی

جی کی کتابین جو وہ بار بار پڑہتے تہے۔ ستیارتہہ پرکاش اور خصوصاً

مکتی دشٹے کا حصہ اُنہون نے بارہ دفعہ سے کم نہین پڑہا ہوگا۔ اور وہ جیقدر
زیادہ اس پستک کو دیکھتے اور اُسکے دقیق مضامین پر وچار کرتے اُسیقدر
زیادہ اُنکا شواش سوامی جی کی فضیلت پر بڑہتا جاتا تہا۔ سوامی جی کی قدر
ہر روز اُنکے ہردے مین نمایان ترقی کرتی جاتی تہی۔ یہانتک کہ سنہ ۶۸۹
کے وسط مین وہ اپنے معراج پر پہونچ گئی۔

پنڈتصاحب کی خوبی دل کا اس سے اندازہ ہوسکتا تہا کہ باوجود اِس
امر کے اُنکے ذمہ اسقدر فرایض تہے۔ اور وہ اسقدر مشغول رہتے تہے۔ مگر اُسنے دوسرون
کو پڑہانے یا مدد دینے سے کبہی انکار نہین کیا۔ یہہ سوانحعمری یہہ ذکر کیئے بغیر
بالکل نامکمل رہے گی۔ کہ ان دنون مین پنڈت صاحب کو امریکن فلاسفر
کی کتابون نے بہت فایدہ پہونچایا جسکا نام (انڈریو جیکسن ڈیویس) اپنی زندگی
کے اخیر دو سال مین وہ ان کتب کا بکثرت مطالعہ کیا کرتے تہے۔ اور
اُنکا پورا یقین تہا کہ صاحب موصوف یوگی ہین۔ وہ اپنے اکثر دوستون
کو خصوصاً اون کو جو سنسکرت سے ناواقف ہوتے تہے اُن کُتب کے مطالعہ
کی فہمایش کرتے تہے۔ مگر صرف اُن دوستون کو جنکو وہ اُسکے دقیق

مضامین کے سمجھنے کے قابل سمجھتے تھے - اور جنکی نسبت انکو خیال تھا کہ وہ مصنف
کی ہنسی نہین اڑائینگے - اس سال مین پنڈت صاحب کی مفصلہ ذیل تصنیفات
شایع ہوئین -

ویدون کی اصطلاحات حصہ اول
ایشو اپنشد معہ انگریزی کی وہیاکہیا کے
ویدک ٹرکٹ نمبر (۱) و (۲) و (۳)

ان کتب کا ذکر ہم اس کتاب کے دوسرے حصہ مین کرینگے -

یکم ستمبر سنہ ہذا کو پنڈت جی ایک سنسکرت لائبریری کی تلاش مین دونی
صاحب باقاعدہ ہر جانے کی لیئے وزیر آباد کو روانہ ہوئے - لیکن یہہ پتہ
نہین چلتا کہ آیا وہ منزل مقصود تک پہونچے یا راستہ سے واپس آگئے -
اور اگر وہ گئے تو انکو کوئی کتب خانہ وہانپر ملا یا نہین -

اس سال بھی انکی صحت خراب رہی - اور ہم اکثر موقعونپر اسکا ذکر انکے
روزنامچون مین پاتے ہین - ۲۶ مئی کی ڈایری مین وہ بیماری سے سخت شاکی
ہین - اور باوجود اسکے بھی لکھتے ہین کہ مجھکو ایک بڑے ضروری وشے پر ویاکہیان

دیتا ہے۔ اور مین اسکے لیے تیار نہین ہون ۔ اسی قسم کی بے پروائی نے

اصلین انکی صحت کا بالکل ستیاناس کر دیا۔ ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء کے بعد کی کوئی

ڈایری پنڈت صاحب کی معلوم نہین ہوتی ہے۔ سوائے چند دنون ۱۸۸۹ء کی

یادداشتون کے جو ہمکو ایک سفید کتاب سے دستیاب ہوئے ہین ۔ پیشتر اسکے

کہ ہم اس سال کے واقعات کو ختم کرین۔ ہم یہہ درج کرنا چاہتے ہین کہ اُس

سال سماج کے ممبرون مین دو تین مضامین پر اختلاف رہا جنمین سے

ایک مضمون اینگلو ویدک کالج مین اوپدیشک کلاس کھولنے کے متعلق تھا ۔ اور دوسری

گوشت خواری کی بحث تھی ۔ عیسائیون نے مسئلہ نیوگ پر ایک سخت

حملہ کیا جسکی کہ ویاکھیا سوامی جی کی ستیارتھ پرکاش کے چوتھے باب مین

ہے۔ آیندہ فصل ہین مین ان ہرسہ مضامین کی بابت تحریر کرونگا ۔ جہانتک

کہ پنڈت صاحب موصوف کی ذات سے اونکو تعلق ہے۔

اختیار پیشہ کے متعلق پنڈت جی کی

چند خطوط اور رائے

یہہ ایک ایسا کٹھن مرحلہ و مشکل معاملہ ہے جو بہت سے ایسے نوجوان
طالبعلموں کو جو حب الوطنی اور ملکی و قومی ہمدردی کے جوش مین بہرے
ہوتے ہین۔ بڑی گھبراہٹ اور شش و پنج مین ڈالتا ہے بیشک بہت سے
پوتر آتما طالب علم ایسے پیدا ہو گئے تہے جو اپنی جان تک اپنے دیش اونتی
کے لیئے قربان کرنے کو تیار تہے اور نہ خالی تیار رہنا بلکہ مین کہہ سکتا ہون کہ وہ
اس مرحلہ مین گام زن بہی تہے اگر اُنکے رستہ مین اپنے پیٹ کی پرورش
و اپنے والدین وغیرہ لواحقون کے حقوق اور فرایض کے ادائے کی فکر کا
عمیق گڑہا درپیش نہ ہوتا۔ یہہ فکر اُنکے اُن ارادون اور خیالونکے پورا کرنے مین
کہ وہ اپنے سروشو کو قومی و ملکی اُنتی پر قربان کر دین۔ بہت بڑی بہاری
روک تہی۔ ہم ایسے بہادر اور دل چلے بہی نہین ہین کہ اُن وقعات
و تقاضات کو بالکل فراموش کرکے صرف دیش اُنتی کے پوتر کام مین

ہی مصروف ہوجاوین۔ لیکن تاہم مقتضائے اس قاعدہ کلیہ کے کہ جہان مین ہر قسم
کے لوگ موجود ہوتے ہین اور کوئی شئے نیست مطلق نہین ہوتی۔ ایسے بہادرون
کی بہی نیست نہین ہوسکتی اگرچہ افسوس کا مقام ہے کہ اسوقت ہمارے ملک مین
بہت ہی کم اشخاص ایسے ہین جو ان خیالی بندہنون کو توڑ سکین۔ اور ان
مشکلات سے توکل بخدا پیچہا چہوڑا سکین۔ کیونکہ ایسا کرنے مین اُن کو
اُن امیدونکا خون کرنا ہوتا ہے جو اُنکے والدین اُنپر اُنکی پرورش کرکے نہین
اور اُنکے دیگر لوحق بلحاظ رشتہ و قرابت کے اُنپر رکہتے ہین۔ نیز انکو
اپنے اُن دلی ولولون اور جوشون کو مارنا پڑتا ہے جو وہ ابتدائی عمر سے
اپنے سینون مین موجود پاتے ہین۔ یعنے کہ ہم لایق ہوکر اپنے اور اپنے والدین
وغیرہ کے لیئے یون کرینگے اور نیز اپنے عیش و آرام دنیوی کو خیرباد
کہکر اُن مشکلات و تکلیفات کا بہی مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔ جو دیش اونتی
کے کام مین پیش آنے والے ہین۔ اور سب سے زیادہ لاحل یہہ وسوسہ و فکر
ہے کہ اگر ہم ان رکاوٹون و بندشون سے نکل بہی گئے تو کیا کامیابی کی
ساحل مراد کی صورت بہی نظر آئیگی یا نہین۔ اور اگر ایسا ہوجائے کہ ہم

اپنے اس مقصد مین اپنے دلیرانہ ارادون سے ڈگمگا جائین - اور پہر
موجب ہنسی دشمنان و حسرت دوستان ہونگے - ہان باوجود اِن مشکلات
اور مصایب اور رکاوٹون کے شاذ ایسے صاحب حوصلہ اور بہادر بہی
ہین جو اِن زنجیرون اور قید کے بندہنون کو توڑ کر دیش اونتی کے کہلے
میدانون مین پہونچکر ہوای مقصد کے بہوگنے کے اوبکاری بنتے ہین
جو اسوقت بہی جبکہ آرین نسل کے دل مُردہ اور روحین پژمردہ و خون سرد
ہوگئے ہین اپنے سچے آرین خون کو جوش مین لاتے ہین اور مردانہ وار
میدان مین آنے سے اپنے آرین حسب و نسب و اپنے بزرگان سلف کی
مردانہ قربانیون کی شہادت دیتے ہین - اور جسوقت قومی فرایض جنکا
ولولہ خود اُنکے پاک اور بے لوث دلون سے پیدا ہوا ہے - اونکو
پُکار پکار کر کہتا ہے کہ آو تم میرے بہی قرضدار ہو اور تمپر میرا بہی حق
ثابت اور قایم ہے تو وہ پوتر آتما خوشی سے دلی رضامندی اور کشادہ
پیشانی سے اُسکے پُکار کو مفہوم کر کے اوسکیطرف جُہکتے ہین - اور قدم
بڑہاکر اُس نیک اور بے نیک نہاد دل خدا کی قربت کر دیتے ہین - مرحوم

آزاد کے یہہ اشعار اُنکے شایان شان ہین۔

ہمت کے ہاتہہ مین ہین اُٹہائے نشان | ہے اُسپہ روشنی سے لکہا ہان بڑہے چلو

ہمت کا اُنکے حال مین لکہکر بتاؤن کیا | کاغذ کے کوزے مین کہو دریا کو لاؤن کیا

جاتے ہین نوجوان عجب آن بان سے | پیدا شکوہ و شان ہے اُنکے نشان سے

چلتے قدم اُٹہائے تہے اور سر جہکائے تہے | گویا خروش و جوش کو سینہ مین دبائے تہے

کیا جانے فکرمند تہے یا کیا ملال تہا | تیور بگڑ گئے تہے کچہہ ایسا خیال تہا

سینہ مین نعرہ بند تہا منہہ مین تہی صدا | لیکن خموشی اُنکی باآواز کرّنا

دیتے تہے ہر قدم پہ صدا ہان بڑہے چلو

آرام کہہ رہا تہا کہ آگے نہ جا نہ جا | اور وقت کہہ رہا تہا کہ سیچ سیچ بجا بجا

سمجہانے والے سب یونہین سمجہا کر رہ گئے | اتنا ہی وہ نہ سمجہے کہ ہین کیا یہہ کہہ رہے

سنسان جنگل اور یہہ درختون کی سائین سائین | چارون طرف پہاڑ ہین ہین دوڑتی بلائین

پانی کی ہین پہاڑ سے آوازین آرہی ہین | جو زیر و بم کے دور ہی مین سر ہلا رہین

طوفان برف سر پہ کہڑا ہے تلا ہوا۔ | ہے یہہ ڈر کہ موت منہہ ہی کہلا ہوا۔

مانا کہ لطف عیش و طرب پر نظر نہین | جاتا کہان ہے جان کا بہی تجہکو ڈر نہین۔

یہہ سنکے نکلا شعلۂ دل نوجوان سے	گویا ستارہ ٹوٹ پڑا آسمان سے
اور اُسنے دی کڑک کی صدا ہاں بڑہے چلو	

مبارک ہین وہ لوگ جو دیش اُنتی کے کام کے مقابل اپنی ذاتی تکالیف
کو کچھہ نہین سمجھتے اور اپنے عیال و اطفال کی جو خدا کی ایک امانت ہے پرورش
بھی کرتے ہین۔ اور اُسکے ساتھہ اپنے بنی نوع اور برادران قوم و ملک کی
خدمتگذاری مین یعنے اُنکے حقوق کے ادا کرنے مین اپنے مقدور کے موافق
کوتاہی نہین کرتے۔ مبارک ہین وہ محبان قوم جو سوتے جاگتے راحت و رنج
و خوشی و تکلیف مین اپنے عمدہ مقصد پر اُپکار کو نہین بھلاتے اور جاگرت مین
اس فکر کو اور سپن مین اس خیال کو اپنے سے الگ نہین ہونے دیتے اور جبکہ وہ اُنکو
اپنی کوششونکا ایک پہل بھی نظر آتا ہے تو جامہ مین پہولے نہین سماتے۔
اس آنند کو درحقیقت سوائے اُنکے کوئی محسوس نہین کرسکتا۔ جیسے مزدور اپنی
محنت کا تھوڑا بہت پہل حاصل کرکے آنند کو پراپت ہوتا ہے۔ اُسکا مزہ
سوائے اُسکے دوسرے کو نہین معلوم ہو سکتا۔

کیا ہی مبارک ہین وہ بندگان خدا جو اُنہین لوگون سے طعن و تشنیع و لعنت

وملامت کی آواز سنتے ہین جنکی بھلائی اور بہتری کے لیئے وہ اپنا خون جگر کہاتے اور اپنا پسینہ بہاتے اور اپنے جان و مال کو قربان کر رہے ہین۔ لوگ اونکو دہکار رہے ہین۔ اُنکے والدین اپنی امیدونکا خون ہوا دیکھکر اُنکو ان ہوا سمجھتے ہین اور لفظ ہوا سے مخاطب کرتے ہین۔ اور دیگر رشتہ داران لواحقان سے نالائق کہانے کے علاوہ زجر و توبیخ کے کلمات بہی سنتے ہین۔ مگر وہ اپنے دُہن مین ہمیشہ پر ہمت کے راستہ پر اپنے گذشتہ رشیون منیون کے راہ پر بے کہٹکا چلے جا رہے ہین۔ اور کسی مخالف کی مخالفانہ آواز یا کسی ڈراونے والے کی دہشت ناک الفاظ اُنکو اس سچے رستہ سے نہین ہٹا سکتے کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کام سے اُنکو کسی خطاب کی توقع ہے یا دولت وحشمت دنیوی کے ملنے کی امید ہے جس سے اس محنت و جانکاہی کا معاوضہ عیش و آرام سے حاصل کرینگے۔ نہین ہرگز نہین بلکہ اسمین اُنکو اپنے گرہ سے اور اپنی نیک کمائی سے خرچ کرنے کے علاوہ اپنا بیش بہا وقت اور اپنے اموال زندگانی قربان کرنے پڑتی ہے۔

ناظرین اس بیان سے یہہ خیال نفرماوین۔ کہ اُنہون نے اپنے والدین کے حقوق اور اپنے لواحقون کی اُن واجبی فرائض کو جو اُنپر ہین بالکل پس پشت پہینکدیا ہے

نہین ہین وہ اپنے مان باپ کیخدمتگذاری اور اپنے استری اور اپنے بال بچون
کی پرورش اور تعلیم و تربیت وغیرہ وغیرہ سب کچھہ کرتے ہین لیکن اس درجہ تک
جہانتک دہرم اجازت دیتا ہے۔ جیسا کہ یتھایوگ کرنی چاہیے۔ بلکہ وہ جانتے
ہین کہ جو لوگ ایسا نہین کرتے وہ عقلاً و نقلاً دہرماتما نہین ہو سکتے۔ بلکہ ایشور نیم
کے توڑنے سے گناہگار بنتے ہین۔ منوسمرتی و گیتا کو مطالعہ کیجیے اُنمین بہی لکہا ہے
وہ گرہستی سب سے دہرماتما اور سب سے بہادر ہے جو اپنے گرہست آشرم کو چلاتا ہوا
دہرم انوسار کام کرتا ہوا اپنی زندگانی کو دہرم سمبندہی کامونمین صرف کرتا ہے۔
اور وہ دہرم ارتہہ کارج کرنے والا انسان جو جنگلے رُدیچی یعنے گرہست آشرم نہین
ہے۔ اُنکی برابر نہین سمجہا جاتا۔ حقیقی دہرماتما اور سچے بہادر اور کامل انسان اُنہین
کو کہہ سکتے ہین۔ جو باوجود عیالداری کے دہرم انوسار چلتے ہین۔ شاید بعض
لوگون کو خیال گذرے کہ اس ستیاناسی زمانہ مین ایسے بہادرونکا وجود اس ہندوستان
مین جیکو اب خارستان کہین تو بجا اور بہیانک استہان کہین تو درست محض ناپید
ہین۔ لیکن مین اُنکو یقین دلاتا ہون کہ اگرچہ اُن رشیون منیون کی اولاد جنہون
نے اس ہندوستان کو جنت نشان کا مصداق بنایا۔ جنہون نے اسکو

دہرم استہانکی پدوی دلائی۔ جنہون نے اسکو تہذیب اور ہمت و دلیری کا سبق

پڑہایا۔ اب ایسی خراب حالت کو پہونچ گئی ہے۔ کہ اُنکو اپنی سناتن دہرم پر دوش

ہی نتیجہ اور وشواش ہین۔ اور اُنہون نے اپنی بہادری و قومی جان نثاری

کو بالکل کہو دیا۔ مگر تاہم ابہی ایسے بندگان خدا ہی پائے جاتے ہین جنہین گوتم و

ارجن کا خون جوش زن ہے اور یودہشٹر و رامچندر جی مہاراج کی دہرم بدہی کا

اثر باقی ہے۔ ایسے اشخاص کے وجود کے ثبوت مین ایک مثال تو یہہ سوانحمری

آپ کے سامنے پیش کریگی اور دوسری زندہ مثال دیکہنا چاہتے ہو تو ذرا سی

تکلیف گوارا کرکے ویاند ویدک کالج مین تشریف لے جائیے وہان پر ایک چہوٹے

کمرے مین معمولی لباس مین آپکو ایک پوتر آتما انسان کا وجود نظر آئیگا جسنے اپنی

جوانی کو اپنی آئندہ خوشحالی کی دنیوی امیدونکو اور جسنے اپنے جسم و جان کو اپنی قوم کے

بچون کے لئے قربان کر دیا ہے اُسکی مسکین صورت پر نہ خیال دوڑانا اور اُسکی معمولی لباس

پر نہ دہیان دہرنا۔ کیونکہ یہہ سب باتین جنکو شاید آپ لوگ اوگن خیال کرین ادہرچہ

ایک وانشمند دہرماتما کے نزدیک مہاگن ہین۔ اُس مبارک بندہ کو آپکی خدمتگذاری اور

تیرعدم توجہی و ناشکری ہی کا سونصیب ہو رہی ہین۔ بلکہ اسکے اُن بڑہی گنون اور

اوپکاروں کو نظر انصاف سے جانچئے جو اس موجودہ وقت مین جبکہ باپ
بیٹے کی اور بیٹا باپ تک کی کچھہ پرواہ نہین کرتا۔ وہ اپنے برادران قوم و ملک
کے لیے کر رہا ہے۔ اور اسکے اس مبارک مشن کو دیکھکر ایشر کا شکریہ
کیجئے۔ جس نے آرین نسل کی خون کو ضایع نہین ہونے دیا۔

کیا آپ انکا نام نامی جانتے ہین۔ لیجئے مین آپ کو بتاہی دیتا ہون۔ یہ
لالہ ہنسراج جی۔ بی۔ اے ہین۔ ایشر پرماتما انکو سلامت با کرامت رکھے۔

اب تیسری مثال کے لیئے بہی دور نہین جانا پڑتا اگرچہ وہ اسوقت زندہ
نہین ہین۔ کیونکہ وہ پنڈت جی سے صرف دو ماہ بعد ہی انتقال کر گئے
ہین۔ یہہ صاحب معقول تنخواہ پاتے تھے۔ جسمین گاڑی گھوڑے کے
رکھنے اور عمدہ امیرانہ لباس پہننے کی گنجایش تھی۔ مگر باوجود این ہمہ مقدرت
وہ پیدل دفتر جاتے اور وہان چھہ گھنٹے محنت سے کام کر کے واپس گھر
آتے۔ اور پھر دن بھر دیش اونتی کے کامون مین مصروف رہتے تھے
اور عموماً بچا بچایا حسب ضرورت دیش اونتی پر صرف کرتے تھے۔ انکا
اسم شریف لالہ سائین داس جی تہا۔ جو باوجود عیالداری وغیرہ کے فکر و افکار

کے اپنے دیش کے اوپکار مین ہمہ تن مصروف تھے۔ ان حالات سے ناظرین
کو معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ ایک بہادر اور مستقل مزاج انسان کے مصمّم ارادون
کے سامنے دنیوی افکار سدراہ نہین ہو سکتے۔ پس ہر صاحب حوصلہ کو واجب
ہے کہ وہ اُن افکار اور توہمات سے ڈر کر اپنے دلی ولولون اور قومی
ہمدردی کے جوش کو سرد نکرین۔ ہماری یہہ تحریر امید ہے کہ آئندہ
آنیوالی نسل کے نوجوان لوگون کے لئے کارآمد ہو۔

مؤلف اوراق ہذا اور پنڈت جی کے درمیان جو ایک عرصہ تک ہم جماعت
رہے۔ اور بعدہٗ ہمیشہ باہمی محبت و پیار سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے
اکثر اوقات اس مسئلہ پر مباحثہ ہوتا تہا۔ کیونکہ یہہ مسئلہ ہم دونون کے لئے
ذاتی طور پر یکسان حالت پر ہونے کی وجہ سے ضروری حل طلب تہا۔ اور
ہم ہمیشہ اس فکر مین غلطان و پیچان رہا کرتے تھے۔ کہ آئندہ کو کیا کرنا
چاہئے۔ جس سے ہمارا مقصد دلی اور پیٹ پالن دونون برابر چلے جائین۔ اور ہم کو
کسی دوسرے کے دست نگر نہ بنا پڑے۔

پنڈت جی بہت مدت تک اسکو سوچتے رہے کہ اس سوال کے حل مین کوئی ایسا

رستہ نکل آوے - کہ جس سے دل کا اطمینان ہی ہو -

وہ ایسا حل چاہتے تھے کہ جس سے انکو اپنا کانشنس یا ضمیر کسی دوسرے کی اطاعت مین نہ باندہنی پڑے اور انکی آزاد مرضی مین کوئی رکاوٹ نہ پیدا کرے اور ایشر بھگتی اور دیش اونتی کے کامون مین کوئی ہرج نہ ڈالے اور ساتہہ ہی اپنی اور اپنی عیالداری وغیرہ کے بسر اوقات کے لئے ایسے کہان وپان کا بہی معقول سامان بہم پہونچ سکے انکی گذشتہ زندگی کے حالات سے معلوم ہوا ہوگا کہ انکے والد کوئی بڑے امیر نہ تھے - صرف ساٹہہ روپیہ ماہوار کے ملازم تھے اسی مین وہ اپنا گذارہ کرتے تہے - اور اس سے پنڈت جی کے لئے بہی خرچ وغیرہ دیتے تہے - اور پنڈت جی کی کتابون کا خرچ بھی بہت زیادہ رہتا تہا - چنانچہ انکے ہمعصر اور ملاقاتی لوگ اس بات سے اکثر متعجب ہوا کرتے تہے - کہ انکو ایسے ایسے بیش بہا اور عمدہ کتابین خریدنی کو روپیہ کہان سے ملتا ہے - پس اس سے صاف یہہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ انکے پاس کوئی ذخیرہ انکی گذر اوقات کے لائق ورثہ سے ملا ہوا نہ تہا - بوجوہات مذکورہ بالا انکی طبیعت مین ایک سخت کشمکش کی حالت رہتی تہی

دنیوی حاجات انکی دل کو قدرتی طور سے اپنے دل لبھانے والے حسن کی طرف کھینچتی تھے۔ اور دوسری طرف دل کو مذہبی جوش وخروش اور روشن روتی کی خواہش جو دنیا اور دین مین سب سے اعلےٰ درجہ کی نیک خواہش ہی۔ انکی طبیعت کو اسطرف جانے سے روک رہی تہی۔ ان تفکرات نے انکا بہت سا وقت لیا۔ وہ ہمیشہ ایسی فکر مین غلطان وپیچان نظر آتے تہے۔ کہ کونسا پیشہ اختیار کرین۔ جو انکی عجیب وغریب طبیعت کو بہی شانتی دوی اور صورت گذارہ بہی ہو جاوے۔

قانون۔ ڈاکٹری۔ انجنیرنگ۔ جوڈیشل نوکری۔ اور اور گورنمنٹ ملازمتین سب باری باری انکی آنکہون کی سامنے سے گذرین۔ اور سب کے بابت انہون نے سوچ و وچار کرکے ان سب کو خیرباد کہکر رخصت کیا۔ بہت دفعہ یہہ سوال کہ کیا کرون اور کیا کرنا چاہئے۔ آئندہ کسی موقع پر وچار کے لئے چہوڑ اگیا۔ مندرجہ ذیل خلاصہ انکی ڈائریون اور ان خطوط سے جو اس نیاز مند کے نام آئے ہدیہ نظر ناظرین کرتا ہون۔ ان سی معلوم ہو جاوےگا کہ وہ اس سوال کی حل مین ازبس حیران وششدر تہے۔ اور یہہ سوال انکی جان کی لئے ایک خلجان ہو رہا تہا۔

خلاصہ ڈایری پنڈت صاحب مرحوم

۲۴- اپریل ۱۸۸۵ء ایک مستقل ارادہ - تمام خیالات محبت وغیرہ کو تو کیون ترک نہین کردیتا - اور آل اور دیانند کے ساتھہ کیون نہین شامل ہو جاتا - کیا رشتہ محبت ہی سب سے زیادہ مضبوط ہے -

کیا انجام کار یہہ خیالات اپنے تئین زندگی بھر قایم رکھین گے - اور موت کے وقت بھی بے چینی کی حالت مین چھوڑین گے -

۱۰- دسمبر ۱۸۸۵ء آرین علم ادب کو بہت سے محنتی پیشواؤن کی ضرورت ہے کیا ہم چوسر (ایک پہلا انگریزی شاعر) کی جگہہ لے سکتے ہین -

۵- جنوری آج جوسٹر ..... سے گفتگو ہوئی تو اس نے اثنا گفتگو مین کہا کہ تم ان دریافتون اور خیالات کو جنکو کہ تم اپنے ذہن مین ہی بہرتے ہو تحریر مین لاؤ تو بڑے مشہور ہو جاؤ - نوٹ وغیرہ نہ لکھنا یہہ ایک بڑی کمزوری ہے مین اپنے وہ فرایض جو میرے پیشہ سے متعلق ہین - کل سے باقاعدہ شروع کرونگا -

۸- جنوری - ڈاکٹر صاحب فرماتے ہین کہ انسان کسی نہ کسی وقت کوئی ملازمت

اختیار یا حاصل کرسکتا ہے - اگر وہ موقع کے آنے تک متوقعہ اور مستقل

رہے - اور نیز فرمایا کہ غیر مستقل زندگی مین رہنے سے کچہہ فائدہ نہین ہے -

۱۹ - جنوری مسٹر اومن مجہسے دریافت فرماتے ہین کہ مین کالج مین لکچر

دینے (پڑہانے) کے لئے رضامند ہوجاؤن -

فروری پہروہی پرانا سوال میرے دل مین زیادہ روشن اور صاف شکل مین

درپیش ہے - اے گورنمنٹ تو ان تمام جذبات کو مار ڈال اور زندہ رہ -

۲۴ - فروری ڈائرکٹر کو ایک عرضی حصول ملازمت کے لئے بہیجدے -

۶ - جون تکلیف کا زمانہ شروع ہوتا ہوا معلوم دیتا ہے - میرے والد مجہکو

ملنے کے لئے بہت متفکر معلوم ہوتے ہین - ابہی تک میری ملازمت کی بابت کچہہ

فیصلہ نہین ہوا - مجہکو والد صاحب کی خدمت مین حاضر ہونے کے لئے کہتا ہے

...... مگر مجہکو انکے دینے کے لئے سو روپیہ کی ضرورت ہے - کسطرح سے انتظام کیا

جاوے -

اب موقع پر ڈائریون کی تحریرات کو چہوڑ کر مین دو خطوط کا خلاصہ لکہتا

ہون جو انہی دنون چند سوالات کے جواب مین جو ایسے معاملہ کے متعلق

مین نے ان سے کیئے تہے میرے نام آئے۔

لاہور ۱۳- جنوری ۱۸۹۶ء - میرے پیاری دوست - اس معاملہ مین میری امیدین کبھی مجہکو روشن اور کبھی تاریک نظر آتی ہین - اور ایک نیم روشن شعلہ کی مثل ٹمٹما رہی ہین - .... نہین .... نہین .... کوئی رائے بہادر یا خان بہادر اسبات کی جرأت نہین کرسکتا کہ وہ اس حجاب کو جو ہندوستان کی حالت کے چہرہ پر پڑا ہوا - اٹہائے -

آدمی کو انسانی زندگی کا دکہہ ہرنے کے لئے اکسیر اعظم کی تلاش مین صحرا بصحرا پہرنا چاہیئے - مین خاص طور پر نہ تو خوش ہون اور نہ اوداس میری حالت ایک جنگی حالت ہے - اندرونی لڑائی ہو رہی ہے - ہر ایک چیز مشکوک اور دہندلی نظر آتی ہے اسلئے میری غفلت کا نقشہ کسی وقت کسی اور انداز سے کہنچ باندہا کرو سوائے اسکے کہ غریب گورودت اپنے ساتہہ آپ جنگ مین مصروف ہے - اسلئے وہ اپنے احباب کو بہول جاتا ہے - راقم تمہارا گورودت ودیارتہی -

دوسرا خط ۲۴ - جنوری سنہ ۹۶ کو آیا جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے -

میری پیاری لاجپت رائے - مین تمہاری مشفقانہ خطوط کے پہونچنے سے خوش ہوا

اور بہت خوش ہوا ہوں نہ دل سے تمہاری ان تعریفوں کے لئے کہ تم نے ان خطوط میں میری کہیں شکر گذار ہوں۔ اگرچہ میں خیال نہیں کرتا کہ میں ان میں سے کسی ایک کا بہی مستحق اور مصداق ہوں۔

پنجاب میں عام رائے کا لیڈر ہونا کسی۔ کوشش کرنے والے کے لئے ایک بہت بڑا مشکل کام ہے میں نے اسکا پورا ہونا کبہی نہیں خیال کیا۔

میری پیاری لاجپت رائے میں جانتا ہوں کہ ایسے بہت کم انسان ہیں جو ایک دفعہ سنسار کے دہندوں اور پیشوں میں پھنسکر پہر اس سے صحیح وسالم نکل آئے ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ ایسے بہت سے آدمی ہیں کہ جنہوں نے اپنے طالب علمی کے زمانہ میں بڑی بڑی تجویزات و تدبیرات اپنے دیش ادہار کے لئے اپنے دلوں میں سوچیں۔ اور یہہ کریں گے اور وہ کریں گے۔ کئی خیالی پلاؤ پکائے۔ لیکن جب انکو دل لبہانے والے واقعات کا سامنا کرنا پڑا تو دولت کی دیوتا میں یا کسی اور ایسے ہی کمبخت خیال نے انکو بیس پا کر دیا۔ جس سے انہوں نے اپنے تمام خیالات اور اپنی تمام امیدیں نہ صرف ترک کیں۔ بلکہ ان رکاوٹوں نے انکو اپنے ملک کے اوتار چڑہاؤ سے مطلق بے خبر ہی کر دیا۔

یہہ حال ان لوگون کا ہوا جنہون نے قانون کا پیشہ اختیار کیا اور یہی حال ان لوگون کا بہی ہوا جنہون نے جوڈیشل ملازمت یا ڈاکٹری وغیرہ کا پیشہ اختیار کیا۔ حتےٰ کہ وُہ چند آدمی بہی جو سررشتہ تعلیم مین داخل ہوئے۔ ایسے ہی بن گئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شائد وہ حوصلہ جو ایک شخص مین بحالت طالب علمی برداشت تکالیف کے لئے پایا جاتا ہے وُہ اسوقت جاتا رہتا ہے۔ جبکہ وہ ایک پیشہ مین داخل ہوکر گاؤ تکیئے و عمدہ سواریان و نرم نرم بستر و لذیذ میوہ جات وغیرہ حاصل کرتا ہی مجہے معلوم ہے کہ ایک طالب علم جس مین دیش اونتی کی بابت از حد جوش پایا جاتا تہا۔ جسکی رائین نہائت آزاد اور خیالات بہت پاکیزہ تھے اور جو عقل کا ایک مجسم پتلا تہا اور وہ اپنی اس خداداد عقل و تمیز کو اپنے ملک کی بہتری مین صرف کرنے کا دعدہ بہی کیا کرتا تہا۔ لیکن اب اگرچہ وہ اور اشخاص سی اچھا ہے تاہم وہ روشن شعلہ اسکے سینہ میں فرو ہوگیا۔ ایک اور شخص مسمٰے ـــــ تہا۔ جو ایک دیوی یا دیوتا معلوم ہوتا تہا۔ اور جسکو کارلائل کی تصنیف کرام ویل کی سوانح عمری کے مطالعہ نے جوش کہانے والی آگ

کی مانند بہرکایا ہوا تہا - اُس نے علم تاریخ کا مطالعہ اس لیے گرہن کیا

تہا - کہ اسکی مدد سے اپنے ملک کے لئے عمدہ تدابیر سوچ سکے - لیکن جسوقت

انسان دینوی زندگی مین داخل ہوتا ہے - اسوقت ایک عجیب نظارہ اُس کے

سامنے آتا ہے وہ مطالعہ اور کتابین اور وہ فکر و افکار تاش کے ورقون اور

شطرنج کے میدان سے تبدیل ہو جاتے ہین - دعوتون کی جلسے اور تماشون

کے ٹہاٹہہ جلسہ اور لکچر کا کام دیتے ہین - ایک اور ایسا ہی شخص تہا جس کے

نسبت یہہ خیال ہوتا تہا کہ اُس نے پرومیتھیس (نام ایک یونانی حکیم کا)

کی طرح آسمان سے آگ حاصل کی ہے - لیکن دنیا کے جل ردپلی سمندر مین

جاکر اس کی وہ پرچنڈ اگنی سرد ہوگئی کہ جو طالب علمی کے زمانہ مین شعلہ زن

تھی - ہائی - افسوس - ای آدیہ ورت تیری وہ عمدہ عمدہ پودے

بے پہل ہو گئے -

جناب من یہہ عمدہ مثالین ہین جن سے ہمکو سبق لینا چاہئے یہہ وہ (لائٹ

ہوس) بلکہ روشنی کے ستارے ہین جن سے فائدہ اُٹہا کر ہم اپنی زندگی کی جہاز

کو تباہ کرنے والی چٹانون سے بچا سکتے ہین - کیا مین آپ یا اسی قسم کے

کسی اور شخص کی رائے پر عمل کر سکتا ہون - نہین ہرگز نہین - وہ رائے
مجھکو گناہ اور تباہی کے نئے تہاہ سمندر مین غرق کر دیگی -

شیوا ابہی میدان مین نکلا ہی نہین اور اس بیچارے کی آنکھین ابہی سے
سخت خراب ہوگئی ہین - پس اس سے بہی کیا توقعہ ہوسکتی ہے کیا خدا اُسکا
ساتھہ اسوقت چھوڑ دیگا - جبکہ اور وقتون کی نسبت اسکو اسکی مدد کے
زیادہ ضرورت ہے -

تم ہریانہ ولیش مین ہو - اور قانونی خبط مین پھنسکر ریت کی گولی بنا
رہی ہو - مین جانتا ہون مقتضائے وقت یہی تہا - کون ہے جو وقت
اور واقعات کا غلام نہین -

اے وہ روح جو آزادی کے لئے ترس رہی ہے - ابہی تک مقید اور غلام ہے
البتہ ابہی امید باقی ہے - پیاری امید - پیاری امید !
بیشک ایسے سخت دشمن کے مقابلہ مین ناچیز ارادہ کیا کر سکتا ہے -
مگر یہہ کیا ہی جو یہہ نہین کر سکتا اسی امید مین کہ کوئی نہ کوئی رستہ اس
تاریکی مین مجھکو بہی ملیگا - مین اس خط کو بند کرتا ہون -

تمہارا پیارا

گورودت ودیارتہی

اب مین پہر اصلی مطلب یعنی اُنکی ڈایرون کے فقرات کیطرف متوجہ ہوتا ہون

۱۶ جنوری مجہے یوگ کے لئے کوشش کرنی چاہیے اور اپنی زندگی اُپدیش

کے کام مین کاٹنی چاہیئے -

۱۸ جنوری ..... آج لاہور مین ..... مجہکو ہلوہ میرے سے آیندہ کی

بابت پوچہتے ہین - مجہے جلدی ہی کسی مستقل ارادہ پر قایم ہونا چاہیے -

یکم فروری - مجہے معلوم ہوا ہے کہ کالج مین اُس عہدہ کے لیئے میری سفارش

ہوگئی -

۹ فروری جب مین .... کے پاس جاتا ہون تو مجہے بتاتے ہین کہ جب

آدمی دہرم کارج مین لگ جاتا ہے تو پہر آزمایشون مین ہنین ڈالا جاتا اور یہہ

جب ہی تک ہوتا ہے کہ جب تک دہرم مین پروین نہین ہوتا -

۲ فروری سنیٹ نے میرے سے دریافت کیا ہے کہ مین رضامند

ہون یا ہنین اگر وہ اکسٹرا اسسٹنٹی کے لیے میری سفارش کرے .... کیا جواب

دون۔

مؤلف کون انسان ایسے موقعہ پر سوچتا ہے کہ مین کیا جواب دون

کوئی ہے کہ جو ایسے موقعہ پر رضا مندی ظاہر کرنے مین ذرا بھی تامل کرے۔

جبکہ نہ تو اُسنے کوئی کوشش کی ہو نہ خواہش کی ہو اور اُسکو وہ عہدہ پیش

کیا جاوے جو غایت آرزو رعایائے ہند کی سمجھی جا سکتی ہے۔ اور جسمین بڑی

عزت اور آبرو حاصل ہو سکتی ہے اور جو آرام اور چین سے عیش و عشرت سے

زندگی بسر کرنیکا ذریعہ ہے اور با اختیار عہدیدار ہو کر اپنے نوع اور برادران

قوم و ملک پر حکومت کرنیکا موقعہ ملسکتا ہے اور جسمین انسان بڑی عزت

حاصل کر سکتا ہے کہ جو ایک موجودہ گورمنٹ اپنی دیسی رعایا کو عنایت کر سکتی

ہے۔ یعنی جو اِن تمام باتون کے حصول کا زینہ ہے۔ لیکن گورودت کی آتما

وہ پوتر آتما تھی۔ جسنے ان سب خیالات اور وقعات کو حقارت اور نفرت

کی نگاہ سے دیکھا اور اُسکے قبول کرنے مین اپنی زندگی کے مشن کا نقصان

بلکہ بالکل ضایع ہو جانا خیال کیا۔

۲۹ مارچ ۔ مین اب کالج سے علیحدہ ہوتا ہون

۲۰ اپریل مین ۱۲ ماہ حال سے مسٹر اوسن کیجگہہ قایمقام مقرر ہوا۔

مؤلف ۱۲ اکتوبر ۷۸ء کو ڈپٹی کمشنر لاہور کے دفتر سے ایک ٹکٹ بدین مضمون
کہ تم ہمارے دفتر مین نقشہ امیدواران اکسٹرا اسسٹنٹی کی خانہ پری کرانے کیلئے
حاضر ہو اونکے نام صادر ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نے اس
عہدہ کے لیئے اونکی سفارش کردی تہی۔ ناظرین کو یہہ خیال نہین کرنا چاہیئے
کہ اس امتحان مقابلہ مین ہر شخص داخل ہو سکتا ہے بلکہ یاد رکہنا چاہیئے کہ اسمین
وہ اشخاص لایق اور صاحب استعداد شامل ہو سکتے ہین جنکے باپ دادون
نے اعلے درجہ کے سرکاری خدمات کیہون اور رئیس اور صاحب جایداد
اور اپنے وطن مین بڑے باعزت ہون۔ ان وجوہات کے ہونے پر بہی اس
امتحان مین شامل ہونیکی اجازت کا ملجانا بڑی خوش قسمتی اور مغتنمات سے سمجہا
جاتا تہا اور سمجہا جاتا ہے۔

پنڈت جی ڈپٹی کمشنر صاحب کیخدمت مین حاضر ہوئے اور اسکے
متعلق ہمکو اونکی ڈایری سے یہہ فقرات ملے ہین۔

۱۵ جون ۷۸ء مین ڈپٹی کمشنر کے پاس بموجب اونکی طلب کے گیا۔ در حقیقت

درحقیقت کوئی انسان اپنے تئین اور دنیا کو تکلیف دینے کے بدون اپنی طبیعت
کے اُس قانون کو جو ایشر نے قایم کیا ہے ہنین توڑ سکتا۔

مولف ہم دیکھتے ہین کہ جب مہربان حکام اُس بڑی عہدے کے لیئے جو
گورنمنٹ اپنی دیسی رعایا کو دیسکتی ہے، اُنکی سفارش کرنا چاہتی ہین۔ تو وہ
ایشر کا سچا بیٹا یہہ خیال کرتا تہا کہ گورنمنٹ کی اس قسم کی ملازمت کو اختیار کرنا
اوسکو اپنی طبیعت کی اُس قانون کو توڑنا ہے جو ایشر نے اسمین رکہا ہے۔ کوئی
شخص اس امر مین شک ہنین کرسکتا کہ اگر وہ اس امیدواری کو منظور کرلیتے
تو قطعی کامیاب ہوتے اور اُنکے فیل یا ناکامیاب ہونیکا وہم بہی ہنین کیا جاسکتا
خدا کرے کہ تمام تعلیم یافتہ ہندوستانی اس خیال کو قبول کرین۔ کیونکہ اگر
ایسا ہو جاوے تو ہندوستان کی عام مصیبتین اور ذلتین اور افلاس وغیرہ ایسے
بہاگ جاوین جیسے روشنی کے سامنے چمگادڑ یا اندہیرا دور ہو جاتا ہے۔ میرے لیے
یہہ ایک نہایت جہوٹی شیخی کی بات ہوگی۔ اگر مین اُن لوگونکو برا کہون جنہون
نے کہ قانونی پیشہ اختیار کیا ہے یا جوڈشل سروس مین داخل ہوئے ہین۔ کیونکہ
پنڈت گورودت نے بہی مقتضاے وقت کے لحاظ سے اُن کو معذور رکہا ہے

اور لکھا ہے کہ کون واقعات کا علم نہین ہوتا اور جبکہ کسیطرح سے یہہ تحقیق نہین ہے کہ اگر یہہ لایق اور دیانتدار
اشخاص اُن پیشونکو ترک کردین اور انسے کم لایق اور کم دیانتدار اشخاص انکی جا نشین ہون تو ملک کو اس سے زیادہ
نقصان نہوگا جتنا کہ موجودہ حالت مین خیال کیا جاتا ہے۔ مگر تاہم اسمین بہی
ذرا شک نہین کہ اگر یہہ خیال ملک کے نوجوانون کے دلونمین جاگیر ہوجاوے تو ملک
کی بہتری کا سوال بہت جلد حل ہوجائے۔ پنڈت گورودت کے دل مین مذکورہ
بالا خیال گذرا ہو یا نہ۔

مگر یہہ تحقیق ہے کہ وہ ایسے قانون کے مطابق عملدرامد کرنا کہ جسکو وہ اپنی
کاشش مین غیر مساوی و نامنصفانہ خیال کرتے تہے یا اس خیال کی تائید مین
گفتگو کرنا کہ جسکی نسبت وہ خیال کرتے تہے کہ وہ اسغرض سے نہین بنایا گیا کہ
اُس سے پبلک کو مساوی حقوق حاصل ہون۔ اور نہ اسخیال سے مدون کیا گیا
ہے کہ اُس سے ایک بڑی سے بڑی زیادہ کثیر انبوہ خلایق کو ایسے فواید حاصل ہون
کہ جو قانون کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ حاصل ہونے ممکن ہوسکتے ہین۔ برا سمجہتے ہین

۲۴ر جنوری ۱۸۸۸ء کوئی بات قابل تحریر نہین ہے۔ مین بہت سے معاملات
مین گہبرایا ہوا ہون۔

۱۱ مئی ۸۸ء برہما سے ایک پنجابی کی چٹھی آئی ہے اسکی تحریر سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہان کی رسم و رواج ہمارے ملک سے بالکل الگ ہین۔ کیا ایک منش
وہان بہت اچھا کام نہین کرسکتا۔ اے ایشر تو مجھے وہ راستہ بتا جس سے
مین اپنی آتما کے لیے اور دنیا کے لیے مفید بن سکون۔

مؤلف یہہ پنڈت گورودت کے اندرونی خیالات کا اظہار ہے اگرچہ وہ
اپنے دیش سے بہت پریتی رکھتے تھے۔ لیکن تاہم یہہ پریتی اپنے ملک کی چار دیواری کے اندر محصور نہین تھی
انکی حب الوطنی کوئی تنگ یہ حب الوطنی نہ تھی۔ مندرجہ ذیل قول جو ایک مشہور حب الوطن کی زبان
سے نکلا تھا۔ اسمعاملہ مین پنڈت جی کیحالت کو اچھیطرح سے ظاہر کرتا ہے وہ کہتا ہے جو لوگ
اس بات کے دعویدار ہین کہ وہ ہمکو اخلاق سکھلائینگے۔ لیکن ساتھ ہی ہمارے فرائض کو وہان
تک محدود کردینگے کہ جہانتک اپنے کنبہ اور جنم دیش سے ہی واجب ہین۔ پس وہ ہمکو ایک اعلی
درجہ کی خود پسندی سکھلائینگے جسکا نتیجہ ہماری اور اورون کی لیے بربادی کا باعث ہوتا ہے
کنبہ و دیش دو دایرے ہین جو ایک دوسرے کے اندر ایک بڑی دایرے مین کھچی ہوئی ہین اور یہہ دونو
ایک سیڑھی کے دو ڈنڈے ہین جنکے بدون ہم بالاخانہ پر نہین پہونچ سکتے اور انہین ڈنڈون پر ٹھہر رہنا
منزل مقصود سے محروم رہنا ہے۔

فقرات مذکورہ بالا کو یاد رکھکر انکی ڈایری کے اس فقرہ کا ملاحظہ فرمایئے جو ۶ تاریخ کی ڈایری

مین مرقوم ہے۔

اے اتیشر پرماتما سرب شکتیمان تو اپنے داس کو وہ شکتی عطا کر کہ یہہ تجہہ تیری توجہ پاکر

ہندوستان باسیون کے لیئے بہتری کا سامان مہیا کر سکے اور انکے دلون کو پوترا اور پاکیزہ و اعلی

خیالات و تاثیرات کو گرہن کرنیوالا بنا سکے۔

۱۰ ستمبر آج دن بہر ویشیشک درشن پڑہتا رہا مین خیال کرتا ہون کہ مین چہہ درشنون پر چہوٹے

چہوٹے رسالہ لکہہ سکتا ہون۔ جو دونون طرح سے مفید ہونگے۔

اس مضمون پر جو آخری نوٹ انکی ڈایری مین ہے وہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۰ء کا ہے اور

وہ حسب ذیل ہے۔ "کیا مین ست آرتہہ پرکاش کا ترجمہ یا کوئی سنسکرت میگزین جاری

نہین کر سکتا۔

یہہ آخری ارادہ تہا کہ جسکا اظہار جون ۱۸۸۹ء کو میگزین پراسپکٹس مین شایع کیا گیا۔

اور جسکا خلاصہ اس کتاب کے ان صفحات مین کہ جہان ٹرمی نولوجی آف دی

ویداز وغیرہ کا ذکر ہے ملیگا۔ اس کام اور اس ارادہ کے پورا کرنے کیلیئے

انکو ایک سخت محنت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اسی محنت نے ہمکو وہ دن دکھلایا

جبکہ بیماری نے زور پکڑا اور وہ مقدس وجود ہمسے چھین لیا گیا۔ اے اجل تو کیسی بے رحم ہے۔ کیا تجھکو ایک یہی آتما ملی۔ کیا تجھکو یہی اسی کی ضرورت تھی۔ افسوس افسوس۔ اجل نے ذرا بھی ترس نہ کھایا۔ فقط۔

پنڈت جی اور یوگ ودیا

مجھ جیسے ناپاک اور پاپی کے ہاتھ کا کام نہین جو ایسے پوترا ور متبرک مضمون پر جو ازبس مشکل بھی ہے کچھ لکھے اور نہ مجھ جیسے گھورا ودیا روپی بستر مین سوئی ہوئی آتما کی ہمہ سکتی ہے کہ سمین کچھ دخل دی۔ چونکہ پنڈت جی کی سوانحعمری پوری نہین ہو سکتی جبتک کہ اُسمین پنڈت جی کی اُن کوششون کا بیان نکیا جاوی جو اُنہون نے اس مقدس مضمون کے حصول مین کین۔ کیونکہ انکی زندگانی کا بڑا مقصد یہی تہا کہ وہ یوگی بنین۔ چنانچہ اُنکے روزنامچہ کا خلاصہ جو مین آیندہ پیش کرونگا۔ وہ اس امر کی شہادت دیتا ہے۔ لہذا مجھکو اپنی کتاب مین اسکے لیئے ایک فصل رکھنی پڑی۔

ہین قبل ازین کہ پنڈت جی کی زندگی کے اُن واقعات کو تحریر کرون جو اس ودیا
یعنے یوگ سے تعلق رکہتے ہین - یہہ ظاہر کردینا مناسب خیال کرتا ہون - کہ مین اس
پوتر مضمون کے بارے مین کچہہ لکہنے کا ہرگز ہرگز ارادہ نہین کرتا اور نہ پنڈت جی
کی تحریرون پر کسی قسم کی شرح و تفصیل لکہہ سکتا ہون - میرا فقط یہہ غرض ہے کہ اس بارہ
مین جو کچہہ مجہکو اُنکی ڈایری سے ملا ہے اُسے بجنسہ ہدیۂ ناظرین کردون تا کہ
اُنکی سوانحعمری کا مضمون ادہورا نہ رہجاوے اور مین یہہ بہی خیال کرتا ہون
کہ پنڈت جی کی وہ تحریرین جو اسمعاملہ کی نسبت ہین - اپنی اصلی حالت مین
زیادہ خوبصورت اور شایان معلوم ہونگی - بہ نسبت اسکے کہ وہ مجہہ جیسے
ناواقف کے ہاتہہ سے کسی قسم کی شرح حاصل کرکے معلوم ہون -

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہمنے پنڈت جیکو لڑکپن مین پرانایام کرتے
اور مثنوی مولانا روم وغیرہ کتب تصوف مطالعہ کرتے پایا - اور
پہر نوجوانی مین یوگ ودیا کی بابت سوالات پوچہتے دیکہا - اور اب ہم
جوانی کے عالم مین بہی اونکو یوگ کی مشق کرتے ہوئے اور اس رازدار مضمون
کی تلاش مین ہر جگہہ جہانکہ اُسکا سراغ ملا تلاش کرتے ہوئے پاتے ہین - پس

اس مین کچھہ شک و شبہ نہین ہو سکتا کہ ابتدائی عمر سے اُنکو اس علم کا ازبس شوق تہا۔ اب مین اونکی ڈایریون کی نقل پیش کرتا ہون۔

۱۴ ارجنوری ۱۸۸۴ء مین آج سے آدہ گہنٹہ روز اپنے مقدس فرایض مین صرف کرنے کے لیئے نکالنے کا وعدہ کرتا ہون۔

۱۵ اراگست آج سے وہ سخت قواعد کہ جنکی اندر مین اپنے آپکو ڈالنا چاہتا ہون شروع ہو گئی۔

۱۸ ارفروری ۱۸۸۵ء اے آپ ہی آپ روشن ہونے والی دیا خوب بڑہو اور میرے دماغ کو مصالحہ دو اور طاقتور کرو۔

یکم مارچ مجہکو یوگ کے لیئے پیروی کرنی چاہیئے

۲۳ راپریل۔ چونکہ ابہی میری گہبراہٹ کی عادت اچہی طرح سے نہین گئی اور موسم گرما شروع ہو گئی اسلیئے مجہے فوراً کام شروع کردینا چاہیئے۔ اور مقدس فرایض کے پورا کرنے کے لیئے فوراً اد۔یت ہوجانا چاہیے۔ کیسی افسوس کی بات ہے کہ پورے دو سال سے مشق چہوڑی ہوئی ہے شرم۔ شرم شرم۔

۲۴ر اپریل ایک مصمم ارادہ ..... کیون تو تمام محبت وغیرہ خیالات کو نہین

چھوڑ دیتا۔

۲۴ر اکتوبر زندگی کا ایک نیا پہلو۔... کیا مین دیوانہ ہوگیا ہون۔ کیا میرے

ہوش و حواس ٹھکانے نہین رہے ہین۔ مینے اپنے فرایض کا خیال بالکل بھولا

رکھا ہے ہان مجھکو اسے پورا کرنا چاہیئے۔

۱۲ر جون ۸۶ء۔ فضول بکواس سے کچھہ حاصل نہین ہے۔ فوراً یوگ کی

مشق شروع کر دینی چاہیئے۔

۱۶ر جنوری ۸۷ء مجھکو یوگی بننا چاہیئے اور اپنی زندگی وعظ یا لکچرون

مین صرف کرنی چاہیئے۔

۲۵ر جنوری باقاعدہ جوگ کی مشق۔

۶ فروری۔ آج مین لالہ ..... کے ساتھ پنڈت کو ملنے کے لیئے جاتا

ہون مین اُنکو دیکھکر بہت خوش ہوتا ہون۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ یوگ کے

معاملات سے خوب واقف ہین۔

۸ر فروری سنہ مذکور مسٹر..... کے پاس جاتا ہون اور اُسکے ساتھ

یوگ کے گیارہ سوتر پڑہتا ہون۔

۹ر فروری ہین مسٹر...... کے پاس جاتا ہون وہ مجہکو تبلاتی ہین کہ جب

انسان دہرم مین داخل ہونا چاہے اُسوقت اُسکو اور آزمائشو مین ڈالاجاتا ہے۔

اسمین داخل ہونے سے پہلے پہلے اس قسم کی آزمائشین البتہ ہوتی ہین۔ مثلاً ہمکو

کسیکو تعلیم دینی پڑی کسی سے بحث کرنی پڑی اور تہپر پہینک پہینک کے

وقت کا شمار کرنا پڑے اور بیت گرانا جسوقت کہ مستورات سامنے کہڑے

ہون...... وہ مجہکو تبلاتا ہے کہ وہ ایک وقت کسی سے دریافت کر رہا تہا

کہ اُسکو سچی وِدیا کون پڑہا سکتا ہے۔ اُسوقت وہان بہت سی سادہو موجود تہے۔ اُن

اسوقت اُنہون نے بہت سے طریقے اُسکے لیے تبلائے۔ لیکن اُن سب کو

اُسنے رد کر دیا۔ اتنے مین ایک شخص لمبی داڑہی والا آکہڑا ہوا۔ کچہہ دیر تک وہ کہڑا

رہا اور پہر آگے بڑہکر اُسنے کہا۔ کیا تم حقیقت مین حقیقی یوگ کی مشق کرنیکے

مشتاق ہو۔ جاؤ۔ ابہی تمہارے لیے وقت ہے کہ تم اُسکو شروع کر دو۔

کیا تم چاہتے ہو کہ اسیوقت اور اسیجگہہ عمل کرنے کے لیئے کوئی

قاعدہ یوگ کا تمکو تبلایا جاوے یا کہ ایسا طریقہ کہ جسکو تم اپنے پیشہ کی

کے ساتھہ ساتھہ اپنی زندگی کے طریقہ مین کر سکو۔۔۔۔ اس گفتگو کے
بعد اُسکو لیکے۔۔۔ مجھسے پنڈت جی موصوف نے کہا کہ تم گرمیون
کی تعطیلات مین وہان اُنکے پاس جاکر یوگ کرو۔ پنڈت گورودت اپنے
والد کی بیماری کے اور اس ڈیپوٹیشن کے باعث جو کالج کے متعلق
اُس کی تعطیلات گرما مین ممالک مغربی شمالی کو گیا۔ اپنے اس ارادہ
کو پورا نہ کر سکے۔

ڈایری۔ مجھے کل بہت سویرے اُٹہنا اور اگر ممکن ہو یوگ کرنا چاہیے
۔۔۔۔ جاپ گایتری کے لیئے صبح اُٹہنا چاہیے اور یہہ پوری کرنی چاہیے
۱۰ر فروری مین صبح اُٹہا اور ہزار جاپ گایتری کے کیئے۔۔۔
پہر شام کو اُسکے پاس گیا۔ اور یوگ درشن کا پہلا ادہیا ختم کیا۔
۲۰ر فروری اب تک جوگ کا کچھہ نہین کیا۔ افسوس صد افسوس۔۔۔۔

مولف اسی اثنا مین اُنکو اپنے پتا کی بیماری کی خبر پہونچی اور وہ
ملتان کو چلے گئے۔ جہان سے واپس آکر پہر اپنی ڈایری مین یون رقمطراز
ہین۔

آج ایک ارادہ مشکل ایک تدبیر مین باندھا جاتا ہے۔ مگر افسوس کل اُسکو توڑ ڈالتے ہین۔

١٩ رمئی کیا مین باقاعدہ بن سکتا ہون۔ ای ایشر مجھے بنا دی جو مجھے بننا چاہیے

٢٥ رمئی ایک رجسٹری خط پہونچا جسمین...... نتھی کیا ہوا تھا یوگ کی اچھی واقفیت ہے...... یہہ بات کہ اسوقت کوئی یوگی نہین مجھے غلط معلوم ہوتی ہے۔

٣٠ رجون...... ای جاودانی.... توہی میرا خواب ہے.... توہی میرا مضمون ہے.... اے ایشر تپا... تپا.... تپا

یکم جولائی۔ پہر وہی۔ اے ایشر تپا.... تپا... تپا

٤ رجولائی یوگ کی بابت ذکر ہوتا رہا۔

٨ رجولائی دو انش سیکھے ہین۔

١٤ ر نومبر۔ میرے برت کا پہلا دن ہے۔

١٦ ر نومبر مین آج دیر مین اُٹھا میرا ارادہ ہے کہ کُچھ نہ کہاؤن اور بغیر کمبل کے سوؤن اور بغیر کپڑے پہنون۔

۲۵ نومبر ایک گھنٹہ ہر روز یوگ مین صرف کرنیکا ارادہ کرتا ہون

مولف اگلے سال کے شروع مین پنڈت جی اکثر بیماری کا ذکر کرتے ہین در حقیقت

وہ مہلک بیماری اُنکو اُسیوقت سے شروع ہو گئی تھی۔

سنہ ۱۸۸۸ع

۷ مئی۔ کوئی شوق نہین ... مجھکو آج شروع کرنی چاہیے۔

۵ ستمبر ولیمن بے چینی ہے ایک خوشگوار سندر سماکہ جسمین دل ایسا فریفتہ ہوتا ہے

کہ کھنچا ہی چلا جاتا ہے اس بے چینی کو ہٹاتی ہے۔

اسکے بعد ہمکو پنڈت جی کی کوئی باقاعدہ ڈایری نہین ملی۔ اگرچہ کہین کہین کچھ

ملتا ہے جیسا کہ ہمنے اوپر لکھا اس امر سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات

دنون اور مہینون تک اُسکی کچھ پرواہ نہین کیگئی۔

پنڈت جی کے عادات وطریقے

جو کچھ اس فصل مین درج کیا جاتا ہے وہ عموماً ذاتی تجربہ اور سلسلہ باپ کا نتیجہ ہے

جسمین کہین ڈائریون کے اندراجات بہی درج ہین اور نیز اُنکے دیگر دوستون
کی شہادتین ہین مین کہہ سکتا ہون کہ اسخیال بارہ مین کسی قسم کا اختلاف نہوگا
اور نہ ہے کہ پنڈت جی باقاعدہ نہین تہے اور نہ اُنکا کام باقاعدہ تہا۔ مثلاً کہانا
پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ پڑہنا۔ لکہنا۔ کہیلنا۔ کودنا۔ ورزش و استراحت وغیرہ
وغیرہ سب باتین بے قاعدہ تہین گویا بیقاعدگی اونکی زندگی کا ایک جزو تہی
ہر ایک کام کو کہ جسکو انسان کر سکتا ہے۔ کر لینے کی۔ قابلیت اُنکی کامیابی
کی کنجی تہی اور یہی بے قاعدگی ہر ایک کام مین جو انہون نے شروع کیا
پائی جاتی تہی۔ اور یہی اُنکی ایسی جلدی موت کا باعث ہوئی چنانچہ انکی
عادت تہی کہ اگر سونا شروع کیا تو پورے ۲۴ گہنٹہ تک پڑے سوتے رہے
سوائے کہانا کہانے وغیرہ رفع حاجات کے کئی دنون تک سوائے سونے کو اور
کچہہ نہین کیا۔ اور اگر پڑہنا شروع کیا تو راتون پڑہتے ہی رہے اور مطلق آنکہہ
نہین جہپکی۔ اور اگر کبہی سیر کو گئے تو میلون بے تکان۔ چلے گئے۔ اور کبہی گہر
مین بیٹہنے کی سوجہی تو دنون باہر ہی نہین نکلے سوائے کالج جانے آنے کی کہین جانیکا نام ہی نہین لیا
اُنکی ڈائریون کی تحریرین اُنکی اِن بیقاعدہ باتونکی اکثر شکایت موجود ہے یعنی اسقدر [illegible]

اپنی ان عادات کی نسبت لکھتے ہین کہ مین حیران ہون کہ سند اسکو پیش کرون۔
اور کسکو نہ کرون۔ پس اسوجہہ سے مین بہتر سمجہتا ہون کہ کوئی ایک بہی نہ لکہون۔
کہانے مین وہ تین باتونکا خیال رکہا کرتے تہے۔ اول سرخ مرچ نہ کہایا کرتے تہے
دویم گوشت سے پرہیز تہا۔ سویم جو سبزی بہاجیان انکے سامنے پروسی گئین وہ سب ایک
ایک کرکے باترتیب کہالین۔

انکے ایک دوست جو کئی سال تک انکے ہمراہ ایک مکان مین رہے ہین تحریر فرماتے ہین
کہ ایکدفعہ پورے دوماہ تک سوائے دودہ اور بسکٹ کے کچہہ نہین کہایا اور یہہ ان دنونکا
واقعہ ہے جبکہ آپ کالج مین پروفیسر تہے اور اسکی وجہہ یہہ تہی کہ وہ اپنے ملازم کو ملتان اپنے
والدکے پاس چہوڑ آئے تہے۔

مسکرات سے سخت نفرت تہی مؤلف کو باوجود نہایت بے تکلفی و یگانگت کے
کبہی اس امر کا شک و گمان تک نہین گذرا کہ پنڈت جی نے کوئی نشہ کہایا یا
پیا ہو۔ لباس بہت مختصر اور سادہ پہرتے تہے انکو کبہی اس بات کی پرواہ نہ تہی
کہ پارچہ پوشیدنی کس قسم کے کپڑے کے ہون۔ فقط رفع ضرورت سے کام تہا۔ اس امر کی
کچہہ پرواہ نہ تہی کہ کیا ہے اور کیا ہونا چاہیے جیسا ہوا پہیر لیا۔ بناوٹ اور آرام کا کبہی خیال تہا ہی نہ

اسمعاملہ مین وہ اپنے لباس کی سادگی اور بے ڈھنگی پوشاک کیلئے مشہور تہے۔ لاہور
کے موسم سرما مین وہ کئی سال معمولی لٹھ کے کپڑے پہرتے رہے۔ لٹھہ کی ایک پتلون
ایک کوڑتہ دو ویسٹ کوٹ و ایک معمولی سی چہوٹی سی ٹوپی پہرا کرتے۔ اس
عادت کو اپنی زندگی کے اخیر دو سال مین چہوڑ دیا تہا جس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ اُنکے جسمانی اعضا مین کسی قسم کی خرابی سرایت کرگئی تہی۔ اُنکے بستر مین
صرف ایک معمولی سوتی دری کی قسم کا ملتانی ساخت کا کپڑا اور ایک اکہری
فرشال کی تہی۔ ناظرین ان باتون سے متعجب ہوکر انکو مبالغہ نہ خیال کرنا چاہیے
کیونکہ مؤلف نے ۸۰ء سے لیکر شروع ۸۶ء تک یہ باتین بچشم خود دیکہی ہین۔
بلکہ ایکدفعہ مجہکو اُنکے ساتہہ سونے کا بہی اتفاق ہوا اور بباعث نہ کافی ہونے کپڑے
کے سردی کے مارے رات بہر جاگتے کاٹنی پڑی۔ مگر وہ نہایت گہری نیند
مین سو رہے تہے اور ذرا سردی کی علامت کا اظہار نہین کیا۔ برخلاف اسکے موسم گرما
مین سخت جلتے ہوئے آفتاب کی دہوپ مین وہ گرم کشمیرہ کا کوٹ اور دہسا
پہنا کرتے۔ اور رات کو کمل اوڑہتے۔ مگر موت کے دو تین سال
پہلے یہ عادت بہی چہوٹ گئی۔ کیونکہ ان تکالیف کو برداشت کرنے

کرتے جو وہ آزمایش کے خیال سے کرتے تہے۔ انکی جسمانی قوتین بہت کمزور
ہوگئی تہین اور صحت جسمانی جواب دیچکی تہی۔
وہ کسی خاص فیشن کے کپڑے نہین پہرتے تہے۔ اور نہ کبہی شوقیہ کسی پارچہ
کا استعمال کیا۔ لاہور آتے ہی تہوڑے دنون بعد پاجامہ کی
بجائے پتلون کا استعمال شروع کیا۔ کیونکہ انکو یہہ خیال تہا
کہ پاجامہ کی نسبت پتلون سے انسان زیادہ چست وچالاک رہتا ہے
اور وہ اسبات کی مطلق پرواہ نہ کرتے تہے کہ پوشاک مین کوئی
قومیت کا بہی لحاظ رہے۔ انکی رائے مین ہرایک شخص اپنی پوشاک اور اپنے ڈریس
کے اختیار کرنے مین آزاد تہا۔ ہان اتنا ضرور خیال کرتے تہے کہ بہڑکدار
وچمکیلی پوشاک کی بجائے سادہ صوفیانہ پوشاک ہونی چاہیے۔
اور کہا کرتے تہے کہ کسی سوسائٹی کو کسی خاص قسم کی پوشاک وردی کے استعمال
کرنے پر کسیکو مجبور کرنیکا کوئی حق نہین ہے۔ بعضونکا خیال ہے کہ اونکا
اس قسم کی انگریزی وضع کی پوشاک پہرنے کا یہہ مطلب تہا کہ
اس بارے مین انکی رائے کا اچہی طرح سے اظہار ہوجاوے۔

اس رائے کی درستی یا غلطی پر بحث کرنا ہمارا کام نہین ہے۔ ناظرین خود وچار لینگے۔

بعض اوقات وہ عجب لباس پہن لیتے تھے۔ مثلاً معمولی طور پر یونیورسٹی کے گون کو ہی اوڑہے پہرتے۔ غیر معمولی سردی مین ضرورت سے کم کپڑے اوڑہنے کی بجائے پہر وہ ایک انگریزی کمبل کا استعمال کیا کرتے کہ جہین سمٹ کر لپیٹ جایا کرتے۔ سفر مین ہر موسم مین خواہ گرمی ہو یا سردی کمبل اکثر ساتھ ہوتا تہا۔ وہ ایسی سادہ مزاج تہے کہ ایکدفعہ جب اُنکے پاس دو ماہ کے لیئے ملازم نہ تہا ہر روز صابن سے اپنے کپڑے خود دہولیا کرتے۔ ایسا نہو کہ ناظرین ان باتون سے اُنکو کنجوس خیال کرین۔ اسلیئے بہت ضروری ہے کہ مین جلدی اس بات کو بیان کر دون کہ وہ ایسے نہ تہے اور نہ یہہ باتین کنجوس ہونے کی وجہہ سے تہین۔ روپیہ کو فقط خرید اشیاء و ادل بدل کا ذریعہ خیال کرتے تہے اور اُسکے جمع کرنے یا فراہم کرنے یا کفایت کا کبہی وہم وخیال بہی اُنکے دل مین

نہ گذرا تہا۔ وہ اُن آدمیون مین سے تہے جو روپیہ کو قومی
اور ملکی اغراض کے سوائے جمع کرنا گناہ تصور کرتے
تہے۔ جو کچہہ اُنکو ملتا حبہ حبہ خرچ کردیتے۔ اور جب
کبہی اُنکے پاس روپیہ موجود ہوتا اور وہ اُسکو کسی دوست
کو اُسکی ضرورت کے لیے دیدیا جاتا تو کبہی یہہ خیال نہین کیا
کہ کسے قرض دیا ہے اور نہ کبہی واپس مانگا۔ اور بہت
موقعو نپر اس قسم کا اتفاق پڑا۔ خرچ کا حساب کتاب
کبہی نہین رکہا۔ اور نہ ایک آدمی کے سوائے کبہی کوئی
نوکر رکہا۔ اور نہ کبہی کسی قسم کی عیش و آرام کے لیئے
ایک حبہ خرچ کیا۔ اور باوجود اِن باتون کے جوڑو
نہ تہے۔ بلکہ فراخ حوصلہ اور فیاض۔ اور ترس
کہانے والے آدمی تہے۔

اکثر دفعہ اُنہون نے اپنے تہوڑے سرمایہ سے غریب

طلبہ کو خرچ دیا۔ اور پروفیسر ہو کر بھی اپنے طریق زندگی مین کوئی تبدیلی
نہ کی۔ حتیٰ کہ وہی چھوٹا سا مکان طالب علمی کے زمانہ والا سکونت کے
لئے رکھا۔ صرف ایک دفعہ دو ماہ کے لئے اسکو بدلا۔ کیونکہ ان
دنون مین اُنکے والد بیمار ہو کر لاہور مین آ گئے تھے۔ اور اس وجہ
سے اس تنگ مکان مین گذارہ مشکل تھا۔ گویا جس مکان مین ایم۔ اے
کے امتحان کے دنون مین بود و باش کرتے تھے اُسمین مرگ دوام کو
سدھارے انکی آمدنی کا بڑا حصہ خرید کتب پر صرف ہوتا تھا۔ جنکو سوائے
خاص خاص کتابون کے ایک دفعہ پڑھنے کے بعد پھر کبھی حفاظت سے
نہین رکھا۔ اینڈریو جیکسن ڈیوس کی کتب اور سنسکرت کتب کو بیشک
احتیاط سے رکھا کرتے تھے۔ اور انکو مقدس کتب خانہ کہا کرتے تھے
وہ نہایت ہی ملنسار۔ نیک۔ محبت والی طبیعت کے آدمی تھے
اور انکے طریق بہت خوشگوار اور عمدہ تھے۔ ماتحتون اور شاگردون کے
ساتھ پدرانہ محبت سے پیش آیا کرتے تھے۔ اور گھنٹون اپنے شاگردون
کے ساتھ باتین کرتے رہا کرتے تھے۔ اور کھیلتے رہا کرتے تھے۔

اُن کے ساتھہ ویسی ہی طبیعت کے بن جاتے تھے۔ بچّون سے

بچّون کی سی گفتگو کیا کرتے۔ بڑون سے بڑون کیسی وغیرہ وغیرہ

طالب علمون کو اُنہون نے کبھی کوئی سخت لفظ نہین کہا۔ اور اپنے درجہ یا

رتبہ کا کبھی غرور نہین ہوا۔ انکی عادت مین اخیر وقت تک فرق نہین آیا۔

تکلفات ظاہری سے بڑی نفرت کیا کرتے تھے۔ اور کئی دفعہ وُہ

ممالک مغربی و شمالی مین لوگون کو ذرا گنوار سے ہی معلوم ہوئے ہونگے

مگر یہہ اُنکی سادگی طبیعت اور بے تکلف برتاؤ کا نتیجہ تہا۔

جسمانی ورزشون کا انکو بڑا شوق تہا۔ اور اکثر جمناسٹک کی ورزشین

انکو آتی تہین۔ چلنے اور دوڑنے مین وُہ ایسے تیز تھے کہ کئی بار بڑے بڑے

چلنے والون کو انہون نے ہرا دیا۔ جب تک گورنمنٹ کالج مین رہے کرکٹ

فٹ بال پارٹی کے ممبر رہے۔ نہانے کے معاملہ مین وہ بڑی احتیاط

رکھتے تہے۔ اور اکثر ہر ایک موسم مین دو دو دفعہ ٹھنڈے پانی مین

نہاتے تھے۔

فصل دہم

پنڈت صاحب کا آخری سال زیست

یاد داری کہ وقت زادن تو	ہمہ خندان بودند و تو گریان
زیستی کن کہ وقت مردن تو	ہمہ گریان بوند و تو خندان

اِس عرصہ مین آریہ سماج کے سبہاسدون مین بعض ضروری مسایل پر بہت زور شور سے بحث مباحثے جاری رہے - اور آریہ سماج کے تمام جلسون مین خواہ وُہ جلسہ متعلقہ دیانند انگلو ویدک کالج ہوتا تہا - یا سماج کے عام فایدہ کی غرض سے ایک غیر معمولی جوش دکھائی دیتا تہا دیانند انگلو ویدک کالج کی بابت سب سے مشکل سوُال جسپر اس سال بہت کثرت سے مباحثات ہوئے یہہ تہا کہ سکول اور کالج کے سلسلہ و تعلیم مین کلاسیکل سنسکرت یا یوُن کہو کہ ویدک سنسکرت کو کیا جگہہ ملنی چاہئے - سماج کے ایک بڑے معتدبہ فریق کا یہہ خیال تہا کہ کالج اپنے مدعا سے دُور چلا جاتا ہے - اور جن اغراض سے وُہ قایم کیا

گیا ہے۔ انکے پورا ہونے کی امیدین مفقود ہوتی جاتی ہین - یہہ بحث
یہان تک پہونچی کہ اُن مین سے بعض نے یہہ کہنے سے بہی دریغ نہین کیا۔
کہ منتظمان کالج درحقیقت اس امانت کو ٹھیک طور پر انجام نہین دیرہے
اور بہت سے سرگرم ممبرون کا یہہ خیال تہا کہ ضرور ہے کہ موجودہ سلسلہ انتظام
تبدیل ہوکر کالج کے انتظام مین ایک انقلاب پیدا کیا جاوے - لوگون کا یہہ خیال
تہا کہ پنڈت گوردت ودیارتہی اس فریق کے سرگروہ تھے اور فریق ثانی
کے بعض اصحاب اس فریق کے تمام افعال واقوال کا ذمہ وار گوردت
کو بناتے تھے - مجھکو سخت افسوس ہے کہ پنڈت صاحب کی راست بازی
اور انکی اخلاقی دلیری سے بعض لوگون نے بیجا فایدہ اُٹھایا - چونکہ
پنڈت صاحب کا ظاہر و باطن ایک تہا اور وہ ہمیشہ حکمت عملی سے بہت
نفرت کیا کرتے تہے - اس لئے بہت سے قول و فعل ایسے لوگون کے
جو اس امر مین کسی حدتک پنڈت صاحب سے ہم خیال تھے - پنڈت صاحب
کیطرف منسوب کئے گئے - مین نے اس سوال پر کئی دفعہ پنڈت صاحب سے
بات چیت کی - اور جہانتک مین نے انکی گفتگو کو سمجہا اسکا خلاصہ ذیل مین

ہدیہ ناظرین ہی۔

اُنکا یہہ خیال تہا کہ دیانند اینگلو ویدک کالج اس غرض سی قایم نہین کیا گیا۔ کہ یونیورسیٹی کے ڈگری یافتون کی تعداد مین ترقی ہو یا بہت سے وکیل اس کالج سے نکلین یا اور ایسے آدمی پیدا ہون۔ جنکی خوشحالی موجب بربادی ملک و قوم ہے اور جن کے وجود سے جیسے کہ وہ موجودہ زمانہ مین ہین۔ ہنس کے آتمک بہاگ کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ گورنمنٹ کے لئی کلارک۔ جوڈیشل عہدیدار انجنیر وغیرہ ملازمان بہم پہونچانے کی جدوجہد سے اس کالج کو قایم نہین کیا گیا۔ اور ہمارا فرض ہی کہ ہم اپنے ان خیالات اور راؤن پر قایم رہین۔ جو ہم نے کالج مذکور کی مدد کے لئے روپیہ مانگتے مین وقتاً فوقتاً پبلک کے سامنے پیش کی ہین۔ اسلئے ضروری ہے کہ ہم کالج کے قیام کی اصلی غرض کو نظر انداز نہ کرین اور ہر دلعزیزی حاصل کرنے کی کوشش مین کلاسیکل سنسکرت سے غافل نہون۔ یہہ انکی عادت مین داخل نہ تہا کہ وہ پیچیدہ باتین بنا کر اپنی مطلب کو پیچیدہ الفاظ مین بیان کرین۔ بلکہ وہ صاف طور پر یہہ کہتا تہا

کہ وقت آگیا ہے کہ کلاسیکل سنسکرت کے زیادہ تعلیم دیجاوے۔ خواہ
اس مطلب کے حصول کے لئے ہمکو انگریزی کی تعلیم مین کچھہ کمی ہی۔ کیون نہ
کرنی پڑے۔ اسکا خیال تہا کہ صرف وید اور ویدک لٹریچر (ویدک گرنتھ) کے
تعلیم سے موجودہ ٹوٹے پہوٹی ہندو سوسائیٹی اپنی اصلی حالت کو حاصل کرنے مین
کسی درجہ کامیاب ہو سکتی ہے اور صرف اسی تعلیم سے ہندو سوسائیٹی کے
عیوب دور ہو سکتے ہین اور اسلئے سچی قومی ہمدردی اسی مین ہے کہ ایسے
منش پیدا کرنے کی کوشش کیجاوے۔ جو ویدون کے ست اُپدیشون کو
پھیلا سکین اور منش ماتر کو اپنے جیون کا اودیش سمجھنے اور پورا کرنے کے
لئے طیار کر سکین۔ وہ یورپین سوسائیٹی کے نمونہ پر اصلاح کے خیال کو پسند
نہ کرتے تھے۔ سوائے قدیم ہندوستان کے اعلیٰ درجہ کے نمونون کے اپنے لئے
اور کوئی نیا نمونہ بنانا نہین چاہتے تھے۔ اسی لئے بہت سے لوگ انکی نسبت کہا
کرتے تھے۔ کہ وہ ہوائی گھوڑون پر سوار رہتے ہین۔ انکے ان خیالات کی طرف
اول ہی اول کسقدر سرد مہری ظاہر کی گئی۔ اور انگریزی علم ادب اور
مغربی علوم کو بدستور ویسے ہی ترجیح ملتی رہی۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ بعض اوقات

پنڈت جی کو انگریزی تعلیم سے بالکل منکر ہونا پڑا۔ لیکن اصل مین یہہ کبھی انکا
منشا نہین ہوا۔ کہ انگریزی تعلیم اور مغربی علوم کی سیکشا کو بند کردیا جاوے
وُہ اِس بات کو انوبہو کرتے تھے۔ کہ مغربی علوم کی روشنی نے ایک معقول
حدتک انکو ویدون اور ویدک علم ادب کے مخفی معنے سمجھنے کے قابل کردیا ہے
مگر انکا یہہ خیال ضرور تہا۔ کہ کوئی طریقہ تعلیم ہمارے لئے مفید ثابت
نہین ہوسکتا جب تک کہ اس طریقہ تعلیم مین سنسکرت کو اعلے درجہ کی جگہہ نہ
دیجاوے اور اس کی زیادہ پروانہ کی جاوے۔ کلاسیکل سنسکرت کی تعلیم
کے متعلق انکا خیال تہا کہ وہ اس طریق پر دی جانی چاہئے۔ جو سوامی
دیانند سرسوتی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کی اوّل حصہ مین جسمین ٹیپن
ہاٹیر کلاوشی ہے بیان کیا ہے۔ ایسے لایق اور فاضل ادہیاپکون کے اُبھاو
جو زمانہ حال کے گندے طریقہ تعلیم سنسکرت سے بالکل مبرّا ہون اور جنکو آجکل
کے زمانہ کی سنسکرت کی ہوا نہ لگی ہو۔ انکو اس خیال کی طرف راجع کیا تہا
کہ دیانند اینگلو ویدک کالج کا فرض ہے کہ اس جماعت کو پیدا کرے اور اسکی
نردیک کالج مذکور مین اس کا کچھہ انتظام ہونا ایک مناسب امر تہا۔ مختصر اً دیانند

اینگلو ویدک کالج مین طریقہ تعلیم کی بابت اُنکی یہہ رائی تھی جو اوپر بیان ہوئی اور کسی شخص کو اسمین کلام نہین ہو سکتا کہ انکی بحث ایک بڑی حد تک معقول تھی - اور اسمین بھی کچھہ شک نہین کہ سوائے دہرم کے بڑہتی و ملکی ترقی کے انکی اور کوئی اپنی غرض نہ تھی اور جو لوگ کہ اس بحث مین پنڈت صاحب کیطرف مختلف قسم کی اغراض محمول کرتے ہین - میرے خیال مین یہہ خود انکی کوتاہ بینی ہے - اور در اصل اس کی کچھہ بنیاد نہین جو قابل افسوس تفرقہ اس بحث سی سماج کے سرگروہون مین وقوع مین آیا تھا وہ دراصل اختلاف رائے سے پیدا نہین ہوا تھا - بلکہ ایک دوسرے کی اغراض کی غلط بیانی اور غلط فہمی سے پیدا ہوا تھا - آریہ سماج کے ممبرون مین اختلاف رائی سے کبھی تفرقہ نہین پڑتا - کیونکہ مین نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر دفعات دو بڑے پیارے دوست آریہ سماج کے جلسون مین مختلف رائی رکھتے تھے - اور اس اختلاف سی انکی دوستی مین کچھہ فرق نہین آتا - رنجش اگر کبھی درمیان مین آتی ہے - تو صرف اسی وقت جب کہ بعض کوتاہ بین اصحاب ایک دوسرے کی اغراض و مطالب کو مبالغہ آمیز گفتگو سے رنگ چڑہاتے ہین - انسانی کمزوریون

مین سے یہہ بہی ایک کمزوری ہے۔ کہ بعض وقت اپنے مطلب کی تائید مین
خواہ وہ مطلب ٹہیک بھی نہو۔ انسان دوسرے شخص کی تقریرون اور تحریرون
کی غلط تعبیر کرتا ہے۔ اور انکو ہمیشہ عیب بین آنکھون ہی دیکھتا ہے۔
آریہ سماج کے ممبر خدا نہین ہین اور وہ معصوم بہی نہین ہین۔ انہین سے
بھی بعض مین یہہ کمزوری ہے۔ ہمکو افسوس ہے کہ ایسے کمزوری پر بے توجہ
توجہ دینے سے دیانند اینگلو ویدک کالج کے متعلق متذکرہ بالا اختلاف بہت
جلد بڑہتا گیا اور کبیدہ رنجش کی حد تک پہونچ گیا۔ اور ایک وقت مین اس رنجش
سے بہت برے نتیجون کی امید پڑتی تھی۔ مگر پرماتما کا شکر ہے کہ یہہ اندیشہ
بہت جلد رفع ہوگیا۔ اس موقع پر فریق ثانی کے خیالات کو درج نہ کرنا ایک
بڑی ناانصافی ہوگی۔ اور اس لئے مین یہہ بیان کرنے سے باز نہین رہسکتا
کہ فریق ثانی کے اغراض زیادہ تر وقت اور زمانہ کے مقتضا کے موافق
تہین۔ انکا یہہ خیال تہا اور اب بہی ہے کہ سنسکرت کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم صرف
بتدریج رایج ہوسکتی ہے اور یکلخت اپنا طریقہ تعلیم نہین بدلا جاسکتا جس سے
سکول اور کالج کی بہبودی اور ترقی رک جاوے انکا خیال ہے کہ کالج کے

خالص سنسکرت کلاس نہین نکل سکتی - کیونکہ یہہ کالج مغربی علوم و فنون
و سنسکرت کے اعلے التعلیم کے مشترک اغراض سے قایم کیا گیا ہے اُنکی
یہہ بحث ہے کہ وقت کا تقاضا یہہ نہین ہی کہ انگریزی کی تعلیم مین کمی کیجاوے
اور اس طرح سے قوم کی دنیوی ترقی کو بڑی بہاری زک دیجاوے -
کیونکہ حالات موجودہ مین بغیر مغربی علوم و فنون کے تعلیم و اعلیٰ درجہ کی
انگریزی دانی کے قومی ترقی کا خیال بالکل موہوم ہے - خیر اس موقع پر مین
ان مختلف سوالات پر بحث کرنے سے غرض نہین رکھتا - پنڈت جی کی کوششون
کا اس بارہ مین بہت عمدہ پھل نکلا ہے جس سے ہمکو اس کالج کے ذریعے
سنسکرت تعلیم کی ترقی کی امیدین دن بدن بڑھتی جاتی ہین - چنانچہ پنڈت
صاحب کی تجاویز مین سے بعض پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے اگرچہ بعض ضروری
ترمیمات کے ساتھہ اور لوگون کا چاہے کچھہ ہی خیال ہو - مگر میری رائے مین ڈل
سکول مین اشٹ ادھیائی کی تعلیم کا رائج ہونا کچھہ چھوٹا امر نہین ہی اور
کلاسیکل سنسکرت کی تعلیم کی تائید کرنے والون کے لئیے یہہ ایسی بڑی
بہاری فتح ہے جو اس کالج کی تاریخ مین یادگار رہیگی - بعض اور تجاویز بہی

منظور ہو چکی ہین - مثلاً - بدھ پرکاش و ویدیہ باش یا بھومکا کے حصص کو
مضامین تعلیم مین مقرر کرنے کی تجویز بھی منظور ہو چکی ہے اور کالج ہنوز پانچ برس
کا ایک صغر سن بچہ ہے ہر ایک کام نہایت احتیاط سے بعد غور کامل کے ہونا
چاہیئے - ہمیشہ وہ قدم آگے رکھا جانا چاہیئے کہ جس کے پیچھے ہٹانے
کی ضرورت نہ ہو - مثل مشہور ہے کہ ترقی کی رفتار خواہ سست ہو مگر مستقل
ہونی چاہیئے - جس کالج کو اپنا نصف سے زیادہ خرچ فیس طلباء کے ذریعہ
سے نکالنا پڑے - اسمین طریقہ تعلیم کو یک لخت ایسے طور پر تبدیل کر دینا جس سے
قریباً کل دنیاوی اغراض کے طالب علم چلے جاوین مصلحت نہین معلوم ہوتا -
ہم ہمیشہ سے ایسی ترقی کے طالب رہے ہین جسمین تمام انسانی قوی بھی
کارآمد ہون - اور جو کل انسانی ضروریات کو بھی پورا کرنے والی ہو - اگرچہ شاید
سنسکرت کی تعلیم مین ایک اور مستقل قدم آگے بڑھانے کا وقت آگیا ہے
اور غالباً عنقریب ہی ایک قدم آگے بڑھے گا - مگر تاہم جس زمین پر ہمکو چلنا ہے
وہ بہت چکنی ہے - اور ابھی پیر کے پھسلنے کی بہت گنجائش ہے اسلیئے
ہر سنبھالکر مضبوطی سے رکھنا چاہیئے تاکہ تمام دشوار گذار گھاٹیان طے ہو کر

منزل مقصود سامنے دکھائی دی۔

مین بذات خود (مؤلف) ان ہر دو فریق مین سے کسی مین شامل ہونے کا فخر نہین رکھتا۔ اور میری رائے ان ہر دو فریق سے نرالی ہے۔ لیکن تاہم مین دونون کی کوششون کے ساتھہ ہمدردی رکھتا ہون۔ اور دونون سے باادب ملتمس ہون کہ براہ مہربانی اس قسم کے مباحثات مین ذاتیات کو خارج از مباحثہ رکھکر صرف دلایل سے بحث کیا کرین۔ تو ضرور جلد کچھہ نہ کچھہ قابل تشفی فیصلہ اس اہم سؤال کا ہو جاویگا۔

گوشت خوری

دوسرا سوال جسکا مین نے اوپر حوالہ دیا۔ گوشت خوری کا ہے۔ بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہہ سوال باعث بربادی سماج ہو۔ ایشر کرے کہ یہہ خیال انکا بالکل ہیچ اور غلط ثابت ہو۔ پنڈت جی کا یقین تھا کہ وید گوشت خوری کی صرف ممانعت ہی نہین کرتے بلکہ مانس بھکشن کو پاپ بتلاتے ہین۔ چنانچہ وہ اپنی رائے کی تائید مین سوامی دیانند سرسوتی جی کے

اقوال کو سند اًپیش کیا کرتے تھے - کثرت سے ممبران آریہ سماج کا بہی یہہ خیال ہی - مگر تاہم ایک دوسرا فریق ہی ہے جو طبعی وجوہات پر گوشت خوری کی تائید کرتے ہین - اور اسکو پاپ نہین سمجھتے - اگرچہ فریق ثانی اپنی دلیلون کی تائید مین آجتک کوئی وید منتر پیش کرنے سے قاصر رہا ہے اس معاملہ مین میری چند مرتبہ اوس مہاشے سے گفتگو ہوئی - جنکی بابت لوگون کا خیال ہے کہ وُہ گوشت خوری کی موئید پارٹی کے سرگروہ تھے - اور انصاف سے بعید ہے کہ انکی رائے کی بابت اسقدر مبالغہ کیا جاوے - انکی یہہ رائے ہے ٭ کہ گو گوشت کا کہانا کوئی نیک کام نہین ہے اور یہہ ضرور نہین ہی کہ گوشت خوری کو رواج دیا جاوے - لیکن جو لوگ ایسا کرتے ہین وہ ایسا کرنے سے کوئی پاپ نہین کرتے - وہ یہہ بحث کرتے ہین کہ چونکہ ماس کا بہوجن ہندوُن کی مستند کتب طب یعنی شسرت اور چرک مین کئی موقعون پر تجویز کیا گیا ہے - اِس لئے یہہ فعل ایسا نہین ہو سکتا کہ وید اسکی

٭ **نوٹ** انگریزی کتاب کے چھپنے سے پہلے جو اُن کی رائے تہی - یہہ اُنکا خلاصہ ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد انہون نے اپنی رائے کو کسیقدر اور زیادہ مضبوط کر لیا ہے ۱۲

مخالفت کرتے ہون - اگرچہ وہ اپنے دعوے کی تائید مین کوئی وید منتر

پیش کرنے کے نا قابل ہین - کیونکہ وہ کہتے ہین کہ مین نے وید نہین پڑہا -

سمبت ۱۹۴۹ء مین پنڈت گوردت ودیارتہی اس کام مین مشغول تہے کہ اس مسئلہ

پر جسقدر سندات رکہتے ہون انکو ایک جگہہ کرکے معہ ودیا کہیا کے مشتہر کرین

مگر بیرحم موت نے انکو یہہ موقع نہ دیا کہ وہ اپنے اس ارادہ کو پورا کرسکین -

انکے روزنامچات مین ایک جگہہ وہ تمام حوالجات اکٹھے کئے ہوئے ملتے

ہین - اور میرا ارادہ ہے کہ مین اس کتاب کے دوسرے حصہ مین بشکل ضمیمہ اسکو

شایع کرونگا - تاکہ اور کوئی سجن پرش اُنکی ودیا کہیا کرکے لوگون کو اس باریک

اور دقیق سوال پر اپنی رائے قایم کرنے کا موقعہ دے -

نیوگ

تیسرا سوال محولہ فصل گذشتہ مسئلہ نیوگ کے متعلق تہا - عیسائی

لوگون نے بڑے زور شور سے اس مسئلہ پر حملہ کیا - اور خوب دل کہولکر سوامی

دیانند کی نسبت اپنی معمولی عیسائی فصاحت کے ساتھہ نہایت کریہہ سی کریہہ

الفاظ استعمال کئے - پنڈت جی نے ان حملون کا جواب دیا اور انکا جواب بہی کچہہ کم سخت نہ تہا - نیوگ کی جو ویا کہا کہ پنڈت گورودت ودیارتہی نے کی وہ ایسے اعلے درجہ کے اصولون پر مبنی تہی کہ عیسائی صاحبان کی محدود فلاسفی کے لئے اسکا سمجہنا بہت مشکل ہے جو لوگ باوجود تمام سائنس کی روشنی کے بعض نہائت ہی بیہودہ سے بیہودہ مسائل کو جو صریحاً سائنس اور عقل کے خلاف ہین ابتک با این ہمہ کرّ و فر مانتے چلے جاتے ہین - انکو نیوگ کے مسئلہ کا سمجہنا ذرا آسان کام نہین ہے - وہ اس مسئلہ کو خلاف اخلاق سمجہتے ہین اور ہماری بعض ہندوستانی بہائی بہی انکے ساتہہ ترانہ شامل کرتے ہین -

اس سال کی دیگر واقعات

اس سال کے آغاز مین ہی بہارت دہرم مہامنڈل نے بت پرستی اور عام پرچلت مذہب ہنود کی تائید مین لاہور پر حملہ کیا - لاہور آریہ سماج نے بڑی خوشی سے انکو خوش آمدید کہا اور اگرچہ دونون سوسائیٹیون مین جو وید کو الہام مانتے ہین بہت سی کشمکش ہوئی - مگر اس تمام کشمکش کا

نتیجہ بہت تشفی بخش رہا۔ پنڈت جی نے اُن مباحثات مین بہت بڑا حصہ لیا۔ اور بہت سی جوابی لکچر دئے۔

۲۶- فروری ۱۸۸۹ء آریہ پتر کا تبلاتا ہے کہ اس حملہ کے نتیجون سے آریہ سماج لاہور مین پچاس نئے ممبر ایزاد ہوئے۔ اسی مہینہ کی ۲۳- تاریخ کو اُنہون نے گوجرانوالہ آریہ سماج کے سالانہ اُتسب کے موقعہ پر برہم چریہ اور تعلیم کے وشے مین ایک نہایت عمدہ لکچر دیا۔

ماہ مئی مین پھر ہماری مہامنڈلی دوست تشریف لائے اور اُنہون نے ویدک اصطلاحات کو دوڑہی ثابت کرنے کی کوشش کی۔

پنڈت جی نے ایک فاضلانہ لکچر مین اس امر کے تردید کی جس نے لاہور کے پبلک کے دلون پر انکی فضیلت کے بارہ مین اور بہی مستقل اثر کیا۔ اس کے تہوڑے دن بعد ہی لاہور دہرم سبہا نے انکو اس قسم کا چیلنج دیا کہ پنڈت صاحب بہاشا مین بولتے ہین۔ اور انکو سنسکرت بولنے کی شکتی نہین ہے۔ انہون نے ایک بڑے مجمع سامعین کے سامنے فی البدیہہ ایک لکچر زبان سنسکرت مین دیا۔ یہہ لکچر ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک رہا اور لوگ انکی فضیلت اور

شاستر دان کی وسیع واقفیت پر عش عش کرتے رہے۔ انہی دنون پنڈت جی اوپدیشک کلاس کی تحریک مین مصروف تھے۔ اور موجودہ اوپدیشک کلاس فنڈ کا وجود اونہین متبرک کوششون کا نتیجہ ہے۔ اسی تحریک کے متعلق ایک پروونشل ویدک کلاس کمیٹی بنی تھی اور سادھو رامانند جی اوس کمیٹی کی طرف سے چندہ جمع کرنے کے لیئے تعین ہوئے تھے۔

اونہین ایام مین پنڈت جی نے اشٹادھیائی کی سیکشا کے لیئے ایک اشٹادھیائی کلاس قایم کی تھی۔ اس کلاس کی کامیابی کی بہت بڑی امیدین تھین۔ کیونکہ اوسمین آریہ سماج کے چند نہایت ہی ہونہار نوجوان شامل تھے۔ مگر کمبخت موت نے ہر ایک کام کو ادھورا ہی چھوڑا یا۔ ماہ مئی مین ویدک میگزین کا اشتہار شایع کیا گیا۔ اور یکم جون ۱۸۸۹ء کو اسکا پہلا نمبر شایع ہوا۔ جن لوگون نے پنڈت جی کے میگزین کو ایک نظر دیکھا ہے۔ اونکو اس امر کے تسلیم کرنے مین کچھہ شبہ نہین رہا۔ کہ پنڈت جی سنسکرت اور علوم مغربیہ کے اچھے فاضل تھے۔

میں اس میگزین کے متعلق مفصل طور پر دوسرے حصہ میں تحریر کرونگا
اس لیئے یہان پر فقط اسی قدر پر اکتفا کرتا ہون ۔
اپریل ۱۸۹۰ء مین پروفیسر اومن کی واپسی پر پنڈت جی قائم مقام پروفیسری
گورنمنٹ کالج لاہور سے سبکدوش ہوے ۔ اور اونہون نے
فوراً ایک آزاد اور اعلی زندگی بسر کرنے کا ارادہ مصمم کرلیا۔ انکے ایک دوست
تحریر کرتے ہین ۔ کہ ان دنون مین درصل اونکا یہہ ارادہ تہا ۔ کہ وہ چندروز
تک معمولی بیوہار کو تیاگ کر بان پرست ہین تپ کرین ۔ مگر عیال اور اطفال
کے خیال پرورش نے اونکو ایسا کرنے سے روکا ۔ اور اونہون نے تصنیف
و تالیف کی زندگی پسند کی چنانچہ ویدک میگزین کے لیئے اونہون نے
اسقدر محنت اور جفاکشی اختیار کی کہ آخر اس جفاکشی نے اونکو بستر مرگ
پر سولادیا اس ویدک میگزین کے لیے اونہون نے پروفیسر میکس مولر کی
قریباً سب کتب پڑہین ۔ نیائے ۔ میمانسا ۔ ویشیشک اور جوگ کو خوب غور
سے دیکہا ۔ نروکت و سوامی جی کا ویدبہاس وپاتنجلے کرت مہابہاش
و منوسمرتی وغیرہ دیگر کتب ان دنون ہر روز اونکی ایہر مطالعہ رہتے تہین ۔

غرض اونکی مطالعہ کی کوی حد نہین تہی - ایشیا - یوروپ اور امریکا تینون
دنیا کی تصنیفات اونکی مطالعہ مین رہین - اونکی میگزین کی دوسرے نمبر کو پڑہکر
لوگون کو پوران وشواش ہوگیا - کہ پنڈت جی اپنی اس نیک کام مین بخوبی
تمام کامیاب ہونگے - اور اوسی مہینہ مین اونکو یہہ شکایت محسوس ہوے
کہ گویا اونکی پہیپہڑے سے کچہہ بجلی سے نکلنے لگی - اگست کے شروع مین اونکو
زکام شروع ہوا - اور کہانسی بہی ساتہہ ہی آگئی - اور ستمبر کے
پہلے ہفتہ تک برابر اونکو یہہ شکایتین رہین - یہانتک کہ اونہون نے تبدیل
آب و ہوا اور آرام کے لئے پہاڑ جانے کا ارادہ کیا - مین بہی اون
دنون اتفاق سے لاہور گیا ہوا تہا - اور اونہون نے مجہے بہی اپنے ہمراہی
پر آمادہ کرلیا - ہم دونون کوہ مری پہونچے - اور وہان سردار مراد سنگہ
مجیٹھیہ کے مکان پر فروکش ہوئے - جنکی مہربانی سے سب سامان آرام
کا ہمین مہیا تہا - مین قریباً ایک ہفتہ تک مری مین رہا - اور بعض اوقات
مین اور پنڈت جی باہر پہرنے کے لئے جایا کرتے تہے - مگر اون دنون
مین جو شخص پنڈت جی کی حالت کو دیکہتا تہا - وہ یہہ کہے بنا نہین رہ سکتا تہا

کہ پنڈت جی کی صحت جواب دیچکی ہے - اور اونکی طاقت جسمانی اپنی
حالت سے گرچکی - ان دلون مین بہی اونکو حرارت ہوجاتی تہی - اور زکام
تو کبہی دور ہی نہین ہوتا تہا - مگر اس حالت مین بہی پنڈت جی کوہ مری
سے پشاور گئے - اور اوس سماج کے سالانہ جلسہ مین ویدون پر ایک
دیکہیان دیا - اور دو تین روز ٹہر کر اودہر ہی ایک دو ویاکہیان آواگون وغیرہ
دیشیون پر دئے - پشاور سے سیدہے لاہور آئے اور بستر بیماری پر
ایسے پڑے کہ شفایابی کی نوبت نہ آئی - نومبر ۸۹ء مین مینے لاہور
سماج کے سالانہ اوتسب پر اونکی درشن کیے - اور اسوقت ابہی اونکی
حالت سے ناامیدی نہین ہوئی تہی - پنڈت جی کی عدم حاضری سے
اوتسب مذکور کی رونق نصف رہگئی تہی - مگر اونکی آتش شوق وقومی
ہمدردی کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے - کہ باوجودیکہ
کہ وہ اوسوقت ایسے نازک حالت مین تہے - اور نہایت سخت درجہ
کی کمزوری اونکو لاحق تہی - جسے کہ اونکے بدن پر گوشت بہت ہی تہوڑا
رہگیا تہا - اور اونکی شکل ایک انسانی مورت سے زیادہ نہین -

کہی جاسکتی تہی ۔ مگر تاہم وہ دیانند اینگلو ویدک کالج کی مینجنگ کمیٹی کے اجلاس
مین تشریف لیگئی ۔ اگرچہ اُس روز بسبب کورم پورا نہ ہونیکی جلسہ کمیٹی مین کوئی
کارروائی نہین ہوئی ۔ مگر کون کہہ سکتا ہے کہ پنڈت جی کی بہادری و جانبازی
نے لوگون کے دلوںپر کچہہ اثر نہین چہوڑا ۔ کسی کو معلوم نہ تہا کہ اگلے اتسب
تک بہی آتما اپنے اس کالبد عنصری سے پرواز کر جاویگی ۔ اُتسب کی چندروز
بعد اُنکی حالت ابتر ہوگئی اور اُنکے دوست معالجہ کے واسطے گوجرانوالہ لیگئی
ڈاکٹر فتحچند نے جس توجہہ ۔ محنت و مشقت اور محبت سے اُنکا علاج کیا
اُسکے لئیے ہم اسموقعہ پر ڈاکٹر صاحب موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہین
مگر ڈاکٹر صاحب کی فضیلت کی پنڈت جی کی بیماری کے سامنہ
کچہہ پیش نہ گئی اور اُنکی حالت کیطرف سے مایوسی ٹپکنے لگی ۔ مین
اسموقعہ پر یہہ کہنا واجب نہین سمجہتا کہ پنڈت جی کے مدحون اور دوستون
نے اُنکے علاج معالجہ اور خدمتگذاری مین کوئی دقیقہ باقی نہین چہوڑا
اور جسقدر جسکے امکان مین تہا اُسقدر ہر ایک نے اُنکی خدمتگذاری
کرنیکو فخر سمجہا اس کہنے سے میرا مطلب یہہ نہین ہے کہ ایسا کرنے سے وہ کسی تعریف

کے مستحق ہوگئے بلکہ میرے خیال مین اُنہون نے اپنے کرتب سے زیادہ کچھہ
نہین کیا۔ اُنکی بیماری کے ایام مین تمام پنجاب نے اُنکے ساتھ اظہار
ہمدردی کیا اور اکثر اوقات اُن اخبارون مین بہی (جنکا آریہ سماج سے
کچھہ تعلق نہین ہے) اُنکی بیماری کی حالات شایع ہوتے رہے۔ جنوری سنہ ۹۰ع
مین پہر اُنکو لاہور لے آئے اور ایک خاص بنگلا کرایہ لیکر پنڈت نرہنداس لاہور کی
لایق وید کا معالجہ شروع کیا۔ بیرونجات سے بہی کئی طبیب آئے اور ہر ایک
نے اپنی طبع آزمائی کی۔ مگر پنڈت صاحب کی بیماری مین کچھہ تفاوت نہوا۔
اِن دنون مین انکے کنبہ کے لوگ بہی آگئے اور وہ پہر اپنے پُرانے
مکان مین شہر کے اندر چلے آئے آخرکار حکیم شمس علی جالندہر والے کا علاج
اُنکے دوستون نے کرایا حکیم صاحب کے علاج سے بہت جلدی اچہا فایدہ
ظہور مین آیا اور یہہ امید ہونے لگی کہ چندروز مین پنڈت جی بالکل تندرست
ہوجاوینگے۔ لیکن افسوس کہ وہ فایدہ عارضی اور سنبہالا تہا۔ اصلمین مستقل
آرام نہ تہا پنڈت جی کی حالت پہر جلد ابتر ہوگئی۔ اور پہر کبہی اونکو کچھہ بہی
افاقہ نہوا۔ اس تمام عرصہ بیماری مین پنڈت جی کی طرف سے عجیب وغریب سہن شکتی کا اظہار ہو

یعنی اُنہون نے کبھی اُف تک نہین کی آہ بھرنا تو درکنار۔ اِن ایام مین اکثر اوقات وہ ایشواپنشد کا پاٹھہ سنا کرتے اور جس روز مرے ہین اُسکی پہلی راتری کو اُنہون نے بھگت رملیداس سے ایشواپنشد سنا۔ اس راتری کو وہ تمام رات مراقبہ مین رہے اور پرماتما کیطرف اُنہون نے دہیان لگائے رکہا اُنکے چچا بعض اوقات اُنکو بھجن سناتے تھے۔ چنانچہ شانتی سروور بھجن اُنہون نے پنڈت جی کے آخری دمون مین سنایا۔ وہ خود بھی برابر وید منتر اُچارن کرتے رہے۔ اور ایک لمحہ بھر کبھی اُنکی شانتی مین فرق نہ آیا۔ اُنکو جان کنی یا نزع سے بالکل کچھہ تکلیف نہین ہوئی اور اُنکی آتما نغمون مین اُنکے جسم سے علیحدہ ہو کر اُڑ گئی۔ اسطرحسے بعد اسقدر بیماری کے وہ ۱۹ مارچ ۹۰ء کو ۷ بجے صبح کے راہی عالم بقا ہو کر۔ وصال حقیقی سے کامیاب ہوئے۔

اُنکے مرتے ہی اُنکے مرنے کی خبر لاہور مین مثل برق کی پھیل گئی۔ اور ہر ایک شخص نے اس موت کو ایسا انوبھو کیا جیسا کہ اُنکا کوئی اپنا عزیز سے عزیز سمبندہی مرجاتا ہے۔ دو گھنٹون مین یہ خبر تمام لاہور کی گلی و کوچون مین پھیلگئی۔ اور باوجود اسکے کہ اُس روز اتوار نہ تھا لوگ جوق جوق اُنکے مکان کیطرف آنے لگے ۹ بجے سے قبل پانچ چھہ سو آدمیون کا مجمع اُنکے مکان کے آگے جمع ہو گیا۔ اُس مجمع مین ہر ایک شخص نہایت

مغموم اور رنجیدہ نظر آتا تہا۔ اُسوقت لوگون کو پنڈت جی کی سب کمزوریان بہول
گئی تہین۔ ہر ایک مذہب و ملت کا آدمی ایسے بے نظیر شخص کی موت پر اٹہہ اٹہہ آنسو بہاتا
تہا لوگ حیران تہے کہ کیا تہا اور کیا ہو گیا۔ وہ گورودت جس سے اسقدر امیدین رکہتے تہے
آناً فاناً مُردون مین شامل ہو گیا ایسے نیند سویا کہ جس سے پہر جاگنے کی امید نہین۔ پنڈت
جی کی مان کی گریہ وزاری کسی شخص سے دیکہی یا سنی نہین جا سکتی ہے ایسے پوت کی موت
سے زیادہ کسی ہستی پر اور کیا مصیبت کا وقت ہو سکتا ہے خصوصاً پوت بہی جبکہ وہ ایک ہی اور سپوت
ہو دس بجے کے قریب شمشان بہومی کو چلنے کی طیاری ہوئی اور ساڑہے دس بجے کے قریب
اونکی ارتہی اوٹہائی گئی۔ اسوقت قریب آدمی اُنکے ہمراہ تہے۔ مگر بازار مین لوگونکا ہجوم
ہر قدم پر بڑہتا جاتا تہا اونکی لوان کی آگے آگے وید منترونکا اُچارن کرتی اور ایشور کی
مہما کے بہجن گاین کرتی ہوئی آریہ سماج کے سبہاسد اور بورڈنگ ہوس کے طالبعلم یعنے
(دیانند اینگلو ویدک کالج کے بورڈنگ کے) دنیا کے لوگون کو انسان کے فانی ہونے اور
اسوقت کے آنے کا ثبوت دیتے چلے جاتے تہے۔ ہر ایک شخص ایسے ودوان کے مرنے پر
ماتم کرتا تہا۔ بازارون مین کہڑکیون سے پہولون کی برشا اونکی ارتہی پر کیگئی۔ اور آخر
کار اس ماتم سے بہرہ مجمع کثیر قریب ایک بجے کی شمسان بہومی مین پہونچا جہان

دیدی رچکر ٹہیک ویدک ریتی سے اونکا مرتک سنسکار کیا گیا۔ قریب ۶۰ روپیہ کی سامگری سے انکی
جسم کو ہون کیا گیا۔ اس سنسکار کے بعد لالہ ہنسراج نے پرارتہنا کرائی۔ اور لوگ غم و
الم کی بہری ہوئی ہردی لیکر اپنے گہرون کو واپس آئے۔ تمام آریہ اخبارون نے اس رنج
مین ماتمی لباس پہنا اور تمام صوبہ مین اس موت پر سخت رنج ظاہر ہوا جگہہ جگہہ اس
رنج کے اظہار کے لیئے جلسے وغیرہ ہوئے۔

ان تمام جلسونکی تفصیل کا اسموقعہ پر درج کرنا کچھہ چندان ضروری نہین ہے صرف اتنا
کہنا کافی ہے کہ پنڈت صاحب کی وفات کے بعد کئی دنون بلکہ مہینون تک
ہمدردی اور رنج کی تار آتی رہے۔ قریبًا کل اخبارون نے اس ماتم مین اپنے کالم کے کالم
سیاہ کیے۔ اور اس وفات پر بہت افسوس ظاہر کیا۔ صرف اسقدر بس ہے کہ پنجاب
کے نامی وگرامی انگریزی اخبارون نے جو کچھہ اس وفات کی بابت لکھا ہے۔ اسکو اسجگہہ
نقل کر دیا جاوے۔ ان اخبارون کا آریہ سماج سے کچھہ تعلق نہین ہے۔

۱۹ مارچ ۹۰ سنہ کے ٹریبون مین جو اسی روز شایع ہوا جس روز پنڈت جی کال کر گئے
پنڈت جی کی وفات کی خبر لوگون کو ان الفاظ مین سنائی گئی۔ "بیرحم موت کی
پنجہ نے پنجاب کے نہایت ہونہار پسران مین سے ایک اور کا شکار کیا اور ۲۲ تاریخ کے

پرچہ مین اخبار مذکور نے حسب ذیل شایع کیا۔

اپنی پچہلی اشاعت مین ہمکو پنڈت گورودت ودیارتہی ایم۔ اے کی افسوسناک وفات
کی غمگین خبر سنانی پڑی تہی جو ۱۹ تاریخ کی صبح کو وقوع مین آئی۔ اُنکی وفات پر پنجاب مین
عام طور پر افسوس ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ اُسکی زندگی بڑی امید کی بہری ہوئی زندگی تہی
آریہ سماج کو جسکا وہ مرحوم چمکتا ہوا ستارہ تہا۔ یہہ نقصان ایسا ہے جو کبہی پورا نہین
ہو سکتا اور عام طور پر بہی ملک کے لیئے اُسکی وفات ایک بڑا صدمہ بلکہ بڑا بہاری صدمہ ہے
اسقدر لکہنے کے بعد اخبار مذکور پنڈت جی کی زندگی کے مختصر وقعات ہی درج کرتا ہے
اور پہر آگے حسب ذیل تحریر کرتا ہے۔

اپنی عقلی طاقتون کی سہایتا سے وہ جس لائین مین (محکمہ سے مراد ہے) چاہتا اعلیٰ درجہ کی
شہرت حاصل کر لیتا۔ لیکن اُس نے بیرونی دنیا کی شور و شغب کے معاملہ مین پڑنے سے چپ
چاپ ودیا کی طلب مین رہنا پسند کیا۔ اُسنے اپنی پوری طاقت سے اپنے آپ کو کلاسیکل
سنسکرت کے مطالعہ مین غرق کر دیا جسمین اُسنے عجیب و غریب ترقی حاصل کی تہی
جبکہ پرماتمانے اُنکو اُٹہا لیا۔ یہہ شخص بڑے وسیع حوصلہ کا آدمی تہا اور درحقیقت اُسکے
برقی حوصلہ نے اُسکا خاتمہ کر دیا اور اُسکی قسمت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا آرام کرنا تو وہ

تو وہ جانتا ہی نہ تہا۔ دو گہنٹہ کا مطالعہ اُسپر شام کو ایک سنسکرت کلاس کو تعلیم

دینا۔ پہر رات کو بہت دیر تک مشکل مسایل مذہبی بحث کرتے رہنا جسکے پوچہنے کے

لیے لوگ جوق جوق اُسکے پاس جاتے ہی یہہ سب اُسکی جسمانی صحت کو بگہاڑ دینے کے لیے

کیا کم سامان تہا۔ صرف یہی نہین انگریزی اور ہندی زبان کا وہ سب سے فصیح اور

موثر پنجابی لکچرار تہا۔ آریہ سماج کو اکثر اُسکی لیاقتونکی ضرورت پڑتی تہی۔ کوئی مہینا

ایسا نگذرتا تہا کہ اسکو کوئی نہ کوئی پر مغز سپیچ دینی پڑتی تہی۔ جسکی ہر ایک فقرہ

پر بعد مین مہینون تک ممبران سماج شوق سے مباحثہ کرتے رہتے تہے۔ ویانند اینگلو ویدک کالج

کی کامیابی بہت حد تک اسکی دلسوزیون کی ممنون ہے۔ اُسکی طاقت خیالیہ

بہت وسیع تہی۔ اُسکے عقل عالمگیر تہی۔ عامل بہی بہت بڑا تہا۔ اس حصہ ملک مین

میدان بحث مین اُسکے مقابلہ مین بہت کم آدمی ٹھہر سکتے تہے۔ اور اُسکی قویٰ اور دیگر

طاقتون نے ایسی درست طور پر نشو و نما پایا

تہا کہ وہ کسیطرف نامناسب طور پر نہین جہکتی تہین۔ اُسکی چال چلن پر کوئی

داغ اور دہبہ نہین لگا اور اُسکا طریقہ زندگی پارسائی کی حد تک رسیدہ

سادہ کہا جا سکتا ہے اُسکی چہرہ پر ہمیشہ تبسم رہتا تہا اور اُسکی چہرہ کی ہر ایک خط و خال سے

اُنکی بڑی عقل کی آثار نمودار تہی اُنکا چہرہ اُنکا ہنر اُنکا اور بالکل بی مکر و فریب دل کا آئینہ تہا جس سماج کی ساتھہ اُنکو
تعلق تہا اگرچہ اُسمین اُنکا بہت بڑا رعب داب تہا مگر کبہی اُنہوں نی اُس سماج کی انتظام مین کوئی حصہ نہین لیا
کیونکہ خودی اُنکی پاس نہین پہٹک سکتی تہی۔ دوسرے دنکی دلوں پر جو تسخیر اُنکو حاصل تہی اُسکا بڑا کارن یہہ تہا کہ وہ
خودغرضی اور خودپسندی کی پاس نہین پہٹکتا تہا۔ جو وقت لوگونکو یہہ معلوم ہوا کہ گورودت ودیارتہی
اس جہان سی گذر گیا اُسوقت جو عالمگیر نعرہ عام خلقت نی مارا اُس سی تصدیق ہوتی تہی کہ پنڈت موصوف
کی محبت نی اُنکی ہموطنونکی دلوں مین کسقدر گہر کیا تہا۔ وہ کبہی خودی کا چنتن نہ کرتا تہا اور ہمیشہ بدل
جان آریہ سماج کی اُودیش مین جو کہ وہ تمام ہندوستان کا اُودیش سمجہتا تہا غرق رہتا تہا اُسکے اخیر دنون مین
اُسکو بدرجہ کمال تکلیف رہی۔ تپ دق کی بیماری مین ہر ایک دم لینی مین گویا تلوار لگتی تہی مگر اُسکی سہن شکتی
غیر معمولی تہی اور کبہی کسی نی اُسکو ہای ہای کرتی یا روتی نہ سنا وہ ابہی ۲۶ سال کا بہی نہونی پایا تہا کہ موت
کی بیرحم پنجہ نی اُسکو ایسی مفید کام سی ہٹا کر اپنا شکار بنایا۔

ٹرلایٹ ایک عیسائی اخبار نی جسکی ایڈیٹر ریورنڈ النٹا ایم اے پرنسپل دہلی مشن کالج اور ریورنڈ جی۔
سی۔ آر۔ ای۔ ونگٹ صاحب ڈی۔ ڈی۔ پرنسپل لاہور مشن کالج تہی پنڈت جی کی وفات پر مفصلہ ذیل ریمارک لکہا ہے
ایک طول الطویل بیماری کی بعد پنڈت گورودت ودیارتہی ایم۔ اے۔ جو لاہور آریہ سماج کی سربراوردہ
ممبر تہی انتقال کر گئی اُنکی وفات ایک بہاری صدمہ سمجہی گئی اور اُس پر بہت سخت افسوس ظاہر کیا گیا۔ وہ ایک

پبلک سپرنٹنڈنٹ تہے اور اپنے ہموطنونکی ترقی مین بہت شوق رکہتے تہے کچہہ عرصہ کیلیئے وہ لاہور گورنمنٹ کالج کے
پروفیسر رہے اور حال ہی مین انکا تعلق دیانند انگلو ویدک کالج کے ساتہہ ہوا جسکو قایم کرنے مین اُنہون نے ایک
معقول حصہ لیا وہ بہت محنتی اور شوقین طالبعلم تہے اور زمانہ کے سوالات پر مستثنیٰ طور پر خوب واقفیت رکہتے
تہے سنسکرت کی فضیلت مین اُنہون نے کچہہ شہرت حاصل کی تہی تمام ویدکا ایک ایڈیشن اور پرشت چار
بہاشیہ اور اپنشدونکے ترجمے انکی محنتون کے ثمرے ہین انکے خام اطوار اور محنت سے بہرے ہوئے روپیہ اور سچی
زندگی کے باعث ہر ایک کو اُن سے محبت تہی۔ اگرچہ ہم تمام رایون سے انکی متفق نہین ہوسکتے مگر ہم انکے اعتقاد
کی سچائی اور اُس دلیری کے مداح ہین جس دلیری سے وہ ہر ایک مخالفت کے مقابلہ مین اپنے اعتقادات
کا پرچار کرتے تہے۔

سول ملٹری گزٹ لاہور نے مفصلہ ذیل فقرات مشتہر کیئے۔

پنڈت گورودت ودیارتہی ایم اے نے جو کچہہ عرصہ تک گورنمنٹ کالج مین سائینس کے پروفیسر رہے ۱۹ تاریخ
کو بمقام لاہور وفات پائی۔ مرحوم سنسکرت کا ایک مشہور فاضل اور ایک گرمجوش مقدم قوم تہا۔ وہ آریہ سماج
کا سرگرم ممبر تہا اور کچہہ عرصہ سے اُسنے ویدک میگزین مین ایک سلسلہ شایع کرنا شروع کیا تہا جسمین ویدونکی
عمدہ تشریحات ہوتی تہین۔ تمام فرقون کے لوگ مرحوم کی بہت تعظیم کرتے تہے اور اُنکی نسبت یہہ خیال
تہا کہ وہ ایک ہی سنسکرت فاضل ہے جسکو پنجاب یونیورسٹی نے اسوقت تک پیدا کیا ہے۔

اُسکی وفات کو دل سے لوگون نے بالعموم بہت صدمہ سے محسوس کیا ہے اور اُنکے مرنے پر تمام پبلک سکول اور کالج بند کیئے گئے تھے اُنکے جنازہ کے ساتھ ایکہزار سے زاید مرد مان کا مجمع تھا جو شمسان بھومی تک ارتھی کے ساتھ بازارون مین وید منتر اور بھجن گاتے ہوئے گئے۔

۲۲ تاریخ کو آریہ مندر مین ایک بہت بڑا مجمع اُنکی وفات کے متعلق لیکچر سننے کے لیئے جمع ہوا اور باغبانپورہ مین اُنکی یادگار مین ایک کنیا پاٹھشالہ کھولنے کے لیئے فہرست چندہ کھولی گئی"۔

"علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ نے جو سر سید احمد خان کا اخبار کہا جاتا ہے حسب ذیل لکھا تھا"۔

وفات پنڈت گرودت صاحب ایم اے

دنیا مین کوئی رنج ایسے شخص کی وفات سے زیادہ نہین ہو سکتا جو ہونہار معلوم ہوتا ہو اور جس سے عموماً انسانون کی یا قوم کی یا فرقہ کی بھلائی اور ترقی کی توقع ہو یہ رنج اُسوقت اور زیادہ ہو جاتا ہے جبکہ وہ شخص اپنی ذات سے بھی لایق و باعث افتخار قوم ہو

پنڈت گورودت ایم اے - اسی قسم کے لوگون مین سی تھی وہ یوروپین سائنس اور لٹریچر مین نہایت
اعلی درجہ کی لیاقت رکھتے تہے سنسکرت مین بہت مستند پنڈت تہے - انگریزی مین بڑی سپیکر تہے
انکی انگریزی سپیچین نہایت تعجب خیز تہین اگر انکی زندگی وفا کرتی تو ایک مشہور سپیکر ہوتے
وہ آریہ سماج لاہور کے نہایت ممتاز ممبر تہے اور سب سے زیادہ یہہ کہ انہون نے تمام تعلقات سے
قطع نظر کرکے آریہ سماج کی ترقی پر اپنے آپ کو وقف کر دیا تہا نہایت معزز نوکریان انکو
ملتی تہین مگر انہون نے منظور نہین کین اور آریہ سماج کی ترقی اپنی زندگی کا مقصد سمجہا یہی ایک
ایسی بات ہے کہ انکی تمام خوبیون کے لیئے کافی ثبوت ہے - افسوس صد افسوس کہ ایسے شخص نے
۲۶ برس کی عمر مین ۱۹ مارچ ۹۰ء کو مدقوق ہوکر انتقال کیا - ہزارون آدمیون نے انپر ماتم
کیا انکے جنازہ کو جسقدر عزت دیجا سکتی تہی وہ دی مگر اس سے کیا ہوتا ہے جو نقصان قوم کو
خصوصاً آریہ سماج کو اسکے مرنے سے پہونچا اسکی تلافی نہین ہوسکتی - ہمارے نزدیک کسی قوم اور
کسی مذہب کا آدمی ہو مگر کوئی کمال رکہتا ہو اسکا مرنا انسانون کے لیئے مصیبت ہے جسکے لیئے سب
کو ماتم کرنا چاہیئے -

ہم اسموقعہ پر ان صاحبان کا شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے اسطرح سے اس پنجابی کی عزت
مین اپنے سکول بند کیئے اور ہمارے خاص شکریہ کے مستحق وہ فراخ حوصلہ انگریز ہین جنہون نے اپنے اپنے دفترون

کے ملازموں کو ابھی کے ساتھ جانے اور اسطرح سے اپنے ایک محب قوم مصلح کی آخری تعظیم ادا کرنے کی اجازت دی۔

پنڈت جی کے مرنے کے تھوڑے ہی روز بعد عام اتفاق سے پنڈت صاحب کے سمبندھیوں کے گذارہ اور انکے بچوں کی تعلیم کے لئے ایک یادگار فنڈ کھولا گیا۔ اور میں بڑی خوشی سے اس خبر کو اشاعت دیتا ہوں۔ کہ چند سال میں ہی وہ رقم چھ ہزار سے زیادہ بڑھ گئی۔ باغبانپورہ میں انکے نام پر ایک گورودت پاٹھ شالہ اور دہرمسالہ میں ایک گورودت پتری پاٹھ شالہ کھولی گئیں۔

ہا! اسطرح سے وہ جیون ختم ہوا جس سے بڑی بڑی بدنصیب بھارت ورش کو بہت امیدیں تھیں۔ ہائے پیارے آریہ ورت تجھکو عین بڑھاپے میں ایسے جوان مرد جوانوں کی وفات کے صدمے سہنے پڑتے ہیں کہ جنکے سننے سے تیرے ہوا خواہوں کے کلیجے کانپ اُٹھتے ہیں اور خیال گذرتا ہے کہ غالباً ہنوز تیری بدبختی کے ایام خاتمہ پر نہیں آئے۔ اور شاید ابھی تجھکو تیرے پاپوں کی کافی سزا نہیں ملی۔ پرماتما پنڈت موصوف کی آتما کو شانتی دیں اور انکی بوڑھی مصیبت زدہ والدہ کو بھی شانتی دیں۔

تمام شد

آریہ گزٹ

اس نام کا ہفتہ وار اخبار مطبع گولڈسبری پریس چہپا دنی فیروزپور سے شایع ہوتا ہے
کل ہفتہ وار اردو پرچونمین جو اسوقت جاری ہین یہہ سب سے پورانا اور سائز مین بڑا
پرچہ ہے اور دہرم کے متعلق عمدہ مضامین کی علاوہ آریہ سماجونکی خبرین بہت جلد اس مین چہپتی ہین اور مخالفین
ویدک دہرم کی اعتراضونکی جواب بہی اسمین شایع ہوتی رہتی ہین باینہمہ قیمت ۴ روپیہ سالانہ ہے درخواست آنی پر بلا
زر قیمت پیشگی جاری ہوسکتا ہے۔

مطبع گولڈسبری پریس کی بکاؤ کتابین

تاریخ دنیا مصنفہ پنڈت لیکہرام جیصاحب۔ آریہ مت اور آریہ ورت کی فضیلت ترجمہ
جس خوبی سے لایق مصنف نے اس کتاب مین ثابت کی ہے قابل دید ہے قیمت ۳/
گلدستہ اصلاح اس کتاب مین سوشل اصلاح پر ایسے بیش بہا مضامین ہین جس سے ملک کے رفارمر اور
نیز تاریکی مین پڑے ہوئے بہائیونکو بہت کچہہ فایدہ ہوسکتا ہے قیمت ۷/
نسخہ جادوگری وکیمیاگری اسمین سیانے جادوگر اور کیمیا سازونکے ہتہکنڈے خوب
ہی بتلائے ہین قیمت ۱۰/ رہنمائے دایہ قیمت ۱۰/

اوم

مصنف

بڑے ادب سے بطور یادگار اُس محبت کے جو پنڈت صاحب
مرحوم کو ماسٹر درگا پرشاد صاحب سے تھی اس کتاب کو مہتہ
ماسٹر درگا پرشاد جی کی سیوا میں سمرپن کرتا ہے۔

راقم لاجپت رائے